ابوبکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اهل السموات وخیر اهل الارضین الا النبیین والمرسلین

ابو بکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوا انبیاء ومرسلین کے ۔
(کنز العمال، ۱۱/۲۵۶)

مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین (۱۲۹۷ھ)

افضلیّتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مصنف

امامِ اہلسنت مجدّدِدین وملت اعلیٰحضرت

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن (ت ۱۳۴۰ھ)

تقدیم و تحقیق وتخریج وتحشیہ

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی سلمہ الغنی

مکتبہ بھار شریعت، داتا دربار مارکیٹ، لاھور

فون:03224304109

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الصلوة والسلام علیک یارسول الله

وعلی اٰلک واصحابک یا حبیب الله

نام کتاب	مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین
مصنف	امام اہلسنت مجدددین وملت اعلیٰحضرت **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن
تقدیم وتحقیق وتخریج وتحشیہ	مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی سلمہ الغنی
ناشر	**مکتبہ بہارِ شریعت**، داتا دربار، لاہور
صفحات	264
قیمت	
سنِ اشاعت	اول: جمادی الاخری ۱۴۳۱ھ بمطابق جون 2010ء دوم: صفر المظفر ۱۴۳۳ھ بمطابق جنوری 2012ء

❁❁....فہرس....❁❁

عرضِ گفتنی

کسی کتاب کے قلمی نسخہ پر کام کرنے میں کس قدر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں خاص کر جب وہ نسخہ کافی پرانا ہو، کئی جگہ سے گھن کی نظر ہو چکا ہو اور وہ ایک ہی نسخہ دستیاب ہو تو آزمائش اور بڑھ جاتی ہے اس کا ایک سرسری سا اندازہ کتاب کے آخر میں دیئے گئے قلمی نسخے کے عکس کو دیکھ کر بھی لگایا جا سکتا ہے بہر حال اللہ تعالی کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے ہم ان مشکلات سے گزر کر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ اس دوران کچھ احباب نے مفید مشوروں سے نوازا اور بعض نے عملی طور پر ہاتھ بھی بٹایا میں ان تمام کا احباب کا شکر گذار ہوں اللہ رب العزت دنیا و آخرت میں انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اس کتابِ لاجواب کو دورِ جدید کے طرز طباعت سے ہم آہنگ کرنے کے لئے جس قدر کام کیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆.... ابتدا میں راقم نے بعنوان ''تقدیم'' ایک مضمون تحریر کیا ہے جس میں رسالے کا مختصر تعارف اور چند صفحات میں پورے رسالے کا لب لباب و خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

☆.... اس کتاب میں دو حاشیوں کا اہتمام کیا گیا ہے سب سے نیچے والا حاشیہ راقم کی جانب سے ہے جس کی نشاندہی متن اور حاشیہ میں (1)، (2)، (3) علی ھذا القیاس سے کی ہے جبکہ اس سے اوپر والے حاشیہ میں امام اہلسنت کی اپنی تعلیقات مندرج ہیں جن کے آخر میں ''۱۲ منہ'' لکھا ہوا ہے ان تعلیقات کی نشاندہی کے لئے متن اور حاشیے میں سٹار ☆ لگایا ہے۔

☆.... آیات قرآن عظیم، احادیث و آثار اور دیگر عربی و فارسی عبارات کو نمایاں کرنے کے لئے علیحدہ علیحدہ فاؤنٹ میں تحریر کیا ہے۔ نیز آیات کو بڑی بریکٹ ﴿ ﴾ احادیث و آثار کو ڈبل بریکٹ (( )) اور دیگر عبارات کو انورٹڈ کوماز '' '' کے مابین لکھا ہے۔

☆.... جن آیات، احادیث اور عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ

تعالی علیہ نے خود متن میں ذکر نہیں کیا ان کا ترجمہ نیچے والے حاشیہ میں تحریر کر دیا ہے اور اگر کہیں متن میں ترجمہ کیا ہے تو آخر میں ''ت'' لکھ کر نشاندہی کر دی ہے تاہم بعض عبارات کا ترجمہ مخطوطے کے حاشیہ میں مرقوم تھا اور اس کے آخر میں ''۱۲'' لکھا ہوا تھا اور ترجمہ کس ذی علم نے کیا ہے اس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہو سکا ان تراجم کو بھی نیچے والے حاشیہ میں درج کر دیا ہے اور ان کے آخر میں لکھا ہوا ''۱۲'' ان کو دیگر سے ممتاز کرتا ہے۔

☆.... قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ خاص طور پر اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شہرۂ آفاق ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' سے نقل کیا ہے۔

☆.... آیات قرآن عظیم، احادیث و آثار، فقہی و کلامی جزئیات اور دیگر عبارات کی حتیٰ المقدور تخریج کر دی ہے تاہم بعض احادیث مبارکہ جنہیں امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے کئی کتب کے حوالے سے نقل فرمایا ہے ہم نے ان کی تخریج میں اکثر جگہ ایک ہی حوالے پر اکتفاء کیا ہے۔

☆.... اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ''مطلع القمرین'' میں احادیث کے ساتھ جو رموز مثلاً **ا، ت، مس، قے، عس، طب، ی** وغیرہ تحریر فرمائے ہیں ان سب کی مراد تک ہماری رسائی نہیں ہوئی بنابریں بعض مقامات پر احادیث کی تخریج مندرجہ رموز کے مطابق نہ ہو سکی اس لئے رموز کی وضاحت نہ کرنے اور بعض احادیث کی تخریج خلافِ رموز درج کرنے پر ہم معذرت خواہ ہیں۔

☆.... قلمی نسخہ کی شکستگی کے باعث جن مقامات سے عبارت مکمل طور پر سمجھ نہیں آتی تھی ان کی تکمیل کی بھی پوری کوشش کی گئی ہے۔ وہ یوں کہ جو عبارات بطور حوالہ کسی کتاب سے منقول تھیں انھیں اصل کتاب سے دیکھ کر مکمل کر دیا اور اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی نگارشات میں جہاں کہیں چند الفاظ غائب تھے وہاں ربط برقرار رکھنے کے لئے بعض الفاظ خود لکھ کر عبارت مکمل کی ہے مگر ان الفاظ کو اصل تحریر سے جدا و ممتاز رکھنے کے لئے ان کے اوپر خط کھینچ دیا ہے۔ پھر بھی بعض مقامات پر (جہاں کچھ مناسب الفاظ سمجھ نہ پڑے) ڈاٹس لگا دیئے ہیں اور ڈاٹس لگانے میں عموماً حصہ بقدر جثہ کا لحاظ رکھا ہے نیز جہاں کہیں طویل عبارت

غائب ہے تو حاشیہ میں وضاحت کردی ہے کہ مثلاً یہاں نصف صفحہ تک بیاض ہے وغیرہ۔

☆....بغرضِ تسہیل پیراگرافنگ اور بعض جگہ اعراب کا بھی اہتمام کیا ہے اور بعض مقامات پر قدیم رسم الخط کی بجائے جدید رسم الخط استعمال کیا ہے مثلاً ''اوس'' کی جگہ ''اس'' اور ''اون'' کی جگہ ''ان'' لکھا ہے وغیرہ۔

☆.... کتاب میں بعض جگہ یہ الفاظ (میں، کہ، کی، کے، پر، سے) نہیں تھے اور ان کے بغیر عبارت کو سمجھنا مشکل معلوم ہو رہا تھا اس لئے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے اور اصل تحریر سے نمایاں کرنے کے لئے انہیں ہلالین ( ) میں لکھا ہے۔

اس ایڈیشن میں کئے گئے اضافات

☆....برادرِ اعلیٰ حضرت استاذِ زمن مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''الرائحة العنبرية من المجمرة الحيدرية'' ملقب بلقب مشعر سال عیسوی 1883ء ''تزکِ مرتضوی'' مطبوعہ از مطبع جماعت تجارت متفقہ اسلامیہ لمیٹڈ، میرٹھ کے آخر میں ''مطلع القمرین'' کے تبصرۂ سابعہ کا کچھ حصہ طبع ہوا تھا اُس کی مدد سے اِس کی بعض نا مکمل عبارات کی تکمیل کردی گئی ہے۔

☆.... ''تزکِ مرتضوی'' کے آخر میں مطبوعہ ''مطلع القمرین'' کے تبصرۂ سابعہ پر برادرِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک تعلیق اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض ایسے منہیات ملے جو ''مطلع القمرین'' کے قلمی نسخہ میں مذکور نہیں تھے انھیں بھی شاملِ اشاعت کیا گیا ہے اور ہر ایک کے ساتھ وضاحت کردی ہے کہ یہ حاشیہ مخطوطے میں نہیں تھا ''تزکِ مرتضوی'' سے نقل کیا گیا ہے۔

☆.... مخطوطے میں مولائے کائنات شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت ''السلام اے احمدت صہر و برادر آمدہ'' کے پانچ اشعار مکمل اور چھٹے شعر کا ایک مصرعہ لکھا ہوا تھا اور اس کے بعد ایک صفحہ کامل تک بیاض تھا ہم نے بقیہ اشعار حدائقِ بخشش سے نقل کرکے منقبت کو مکمل کردیا ہے۔ نیز قلمی نسخہ میں موجود شعر ''ماہ

تاباں گو متاب و مہرِ رخشاں گو مرخش'' حدائقِ بخشش کے مطبوعہ کسی نسخہ میں نہیں تھا تو گویا اس نسخہ سے حدائقِ بخشش میں موجود منقبت اور حدائقِ بخشش سے اس نسخے میں مذکور منقبت کی تکمیل ہوگئی۔

☆.... کتاب کے آخر میں ماخذ و مراجع کی فہرست مصنفین کے نام و سن وفات اور مطبوعہ کے ساتھ شامل کردی ہے۔

☆.... کتاب کے آخر میں مخطوطے کے **2** صفحات کا عکس شامل کردیا ہے۔

محمد ہاشم خان العطاری المدنی

تقدیم

امامِ اہلِ سنت مجد دِ دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے سیدنا صدیقِ اکبر وسیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت پر قرآن وحدیث سے دلائل کا استخراج فرمایا اور ایک کتاب بنام ''منتهي التفصيل لمبحث التفضيل'' لکھی نام ہی سے ظاہر ہے کہ اس میں آپ نے انتہائی تفصیل سے کلام فرمایا یہ کتاب نوّے (90) اجزاء پر مشتمل تھی پھر آپ نے اس کی طوالت کو مملّ خواطر جانتے ہوئے اس کی تلخیص فرمائی اور اس تلخیص کا نام ''مطلع القمرين فی ابانة سبقة العمرين'' رکھا۔ایک عرصہ تک یہ رسالہ غیر مطبوعہ ہی رہا اور پاک وہند کی چند لائبریریوں کی زینت بنا رہا اور اب الحمدللہ عزوجل تحقیق وتخریج کے مراحل سے گزرنے کے بعد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاوی رضویہ شریف میں اس تلخیص کا مختلف مقامات پر تقریباً نو جگہ ذکر فرمایا ہے چنانچہ آپ علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ، جلد 30 صفحہ 132 پر اپنے رسالہ ''تجلی اليقين بان نبينا سيد المرسلين ''میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''فقیر غفر الله تعالى له نے مسئلہ تفضیلِ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں دلائلِ جلائل قرآن وحدیث سے جو اکثر بحمد اللہ استخراجِ فقیر ہیں نوّے جزء کے قریب ایک کتاب مسمّیٰ بہ ''منتهی التفصيل لمبحث التفضيل ''لکھی جس کے طول کو مملّ خواطر سمجھ کر ''مطلع القمرين فی ابانة سبقة العمرين ''میں اس کی تلخیص کی''

اس کے علاوہ فتاوی رضویہ میں درج ذیل مقامات پر ''مطلع القمرین'' کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱) فتاوی رضویہ جلد 4 صفحہ 533 (۲) فتاوی رضویہ جلد 5 صفحہ 581
(۳) فتاوی رضویہ جلد 10 صفحہ 811 (٤) فتاوی رضویہ جلد 15 صفحہ 717
(٥) فتاوی رضویہ جلد 28 صفحہ 456 (٦) فتاوی رضویہ جلد 28 صفحہ 462

(۷) فتاوی رضویہ جلد 28 صفحہ 270 (۸) فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ 278

اس رسالے کا اجمالی تعارف کچھ یوں ہے:

اس رسالہ کا جو حصہ ہمیں دستیاب ہو سکا اس میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کم وبیش 70 آیاتِ قرآنیہ، 235 احادیث مبارکہ اور اکابر علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کثیر عبارات ذکر فرما کر شیخین کریمین کی افضلیت وبرتری ثابت فرمائی ہے۔

یہ رسالہ دو مقدمات، دو ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

ہمارے پاس موجود نسخے میں ایک ہی مقدمہ تھا اور اس طرف کوئی اشارہ نہیں تھا کہ کتاب 2 مقدموں پر مشتمل ہے یا اس کا ایک ہی مقدمہ ہے مگر اس دوسرے ایڈیشن کی اشاعت سے قبل برادرِ اعلیٰ حضرت شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ المنان کا رسالہ ''الرائحة العنبرية من المجمرة الحيدرية'' ملقب بلقب مشعر سال عیسوی 1883ء ''تزکِ مرتضوی'' دستیاب ہوا جس کے آخر میں استاذِ زمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مطلع القمرين '' کے مقدمے سے تبصرہ سابعہ کا کچھ حصہ نقل فرمایا ہے اور اس کی سرخی اس طرح دی ہے:

''نقل تبصرۂ سابعہ از تبصرات عشرۂ مقدمۂ ثانیۂ رسالہ تفضیل تصنیف منیف حضرت رضا مدظلہ الجلیل برداشتن وداغ حسرت وماز نکبت بر دل حاسدان وسر مفسدان گذاشتن
قال مد ظله العالی مدى الايام والليالی''

(تزکِ مرتضوی، مطبع جماعت تجارت متفقه اسلاميه لميٹڈ، ميرٹھ، صفحہ 13)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب 2 مقدموں پر مشتمل تھی اور ہمارے پاس موجود مقدمہ ''مقدمۂ ثانیہ'' ہے۔اور مقدمہ اولیٰ دستیاب نہیں ہو سکا۔

مقدمۂ ثانیہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے افضلیت کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے دس تبصرے تحریر فرمائے ہیں۔

ان تبصروں کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

تبصرۂ اولیٰ:

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی قربت ومحبت کے لئے امت کے بہترین افراد کو چنا تاکہ وہ انبیاء کے اخلاق و معاملات کو سیکھ کر اپنے قول وفعل سے بعد والوں تک پہنچائیں اور دینِ اسلام نے ہمیشہ رہنا ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے اصحاب کو پسند فرمایا جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس طریقے سے اختیار کرکے آگے پہنچائیں کہ وہ تعلیمات ہمیشہ باقی رہیں۔

محبّ جب قدرت پاتا ہے تو اپنے محبوب کی رفاقت کے لئے اعلیٰ ترین افراد مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اور حضور کی محبوبیت اظہر من الشمس ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کے رفقاء امت کے بہترین افراد ہونے چاہئیں لہٰذا جو کسی صحابی پر طعن کرتا ہے تو وہ یا تو قدرتِ خداوندی کا منکر ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا انکار کرنے والا ہے۔

لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں کوئی نرمی سے نصیحت قبول کرتا ہے تو کوئی سختی سے ،لہٰذا صحابہ کرام جو کہ نائبانِ رسالت ہیں مختلف رنگ پر ہیں یعنی مختلف خصوصیات رکھتے ہیں کسی کی طبیعت میں جمال غالب ہے تو کسی کی طبیعت میں جلال غالب، کسی میں کوئی خاص خوبی ہے جو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتی تو کسی میں کوئی۔ پھر امام اہلسنت نے بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خاص خاص خوبیاں گنوائیں جو دوسروں میں نہیں پائی جاتیں ، بالخصوص خلفاء اربعہ کی خصوصیات۔

تبصرۂ ثانیہ:

امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تبصرہ میں اہل بیت اطہار کے فضائل بیان کئے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک غلام نے سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ حجامت پی لیا تو اسے ارشاد فرمایا: تو دوزخ سے بچ گیا۔ عزیزا! جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خونِ پاک کی برکت سے آتشِ دوزخ حرام ہوگئی تو جو اسی خون سے بنے ہیں اور وہ ان کے رگ وپے میں جاری

وساری ہے ان کے غلاموں کو دوزخ کی آگ کیونکر پہنچ سکتی ہے۔

(مزید فرماتے ہیں) مگر اس کے باوجود قرآن وحدیث نے ہمیں کان کھول کر سنادیا ۔کہ نسب وجزئیت عنداللہ مدارِ افضلیت نہیں بلکہ اس کا مدار مزیتِ دین وتقوی ہے۔ (پھر اس پر دلائل ارشاد فرمائے)

ایک مقام پر فرمایا کہ اگر نسب وجزئیت مدارِ افضلیت ہوتا تو فاطمہ وزینب ورقیہ وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تفضیل ہوتی بلکہ حسنین کریمین مولیٰ علی سے افضل ہوتے حالانکہ یہ باجماعِ فریقین باطل ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسنین کریمین پر تفضیل دی، اس سے پتا چلا کہ نسب وجزئیت مدارِ افضلیت نہیں۔

ایک حدیث میں ہے ((آل محمد کل تقی)) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل ہر متقی ہے۔ لہٰذا اصحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو شرفِ جزئیت سے محرومی نہیں، وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل وعیال ہیں۔

تبصرۂ ثالثہ:

بعض فضیلتیں اس درجہ قبول ورضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عنداللہ ہزار پر غالب آتی ہے۔ (پھر امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احادیثِ صحیحہ سے اس کی متعدد مثالیں ارشاد فرمائیں) جیسا کہ ایک ساعت صفِ جہاد میں کھڑا ہونا ہزار دن کی عبادت اور ایک رات راہِ خدا میں پہرہ دینا ہزار دنوں کے روزے اور ہزار راتوں کا قیام۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''واللہ ابوبکر کا ایک دن اور رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔

تبصرۂ رابعہ:

غیر کی طرف سے توجہ ہٹا کر اللہ کی طرف توجہ لگا دینا سیر الی اللہ کہلاتا ہے، اس کے منتہی کو مقام فنا فی اللہ کہتے ہیں، اس میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں، جب ماسوی اللہ

آنکھوں سے گر گیا اور مرتبۂ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے، یہاں قربِ الٰہی کا فرق ظاہر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ زیادہ وہی خدا سے زیادہ نزدیک۔

پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں اور بعض کو دعوتِ خلق کے لئے تنزلِ ناسوتی عطا فرمایا جاتا ہے اسے سیر من اللہ کہتے ہیں، ان سے سلسلۂ بیعت رواج پاتا ہے، یہ اگرچہ جداگانہ فضیلت ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے، آخر نہ دیکھا کہ مولیٰ علی کے خلفائے کرام میں امام حسین اور خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مرتبۂ ارشاد وخرقۂ خلافت ملا اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرب وولایت خواجہ حسن بصری سے بالیقین اتم واعلیٰ ہے اور ظاہر احادیث سے امام حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بھی ان کا فضل ثابت۔

تبصرۂ خامسہ:

معاملہ فہمی، شجاعت، سخاوت وغیرہ خصوصیات مدارِ افضلیت نہیں، ان فضائل میں تو کفار بھی اہلِ اسلام کے شریک ہیں، حکومتِ کسریٰ، شجاعتِ رستم، سخاوتِ حاتم یادگارِ زمانہ ہیں۔ پھر ایسے فضائل کو صحابہ کی تفضیلِ باہمی کا مدار بنانا ان کی شانِ رفیع میں گستاخی ہے۔

تبصرۂ سادسہ:

بے شک اہلِ فضل بالخصوص انبیاء علیہم السلام سے رشتہ داری عظیم سعادت ہے مگر یہ باتیں امورِ خارجیہ ہیں نہ کہ محاسنِ ذاتیہ۔ لہٰذا اہل وعیال کی برائی سے نہ ذاتِ مرد میں کوئی نقص پیدا ہو، نہ ان کی خوبی وبہتری سے نفسِ شخص میں کچھ فضیلت زیادہ ہو۔

اسی لئے آج تک کسی نے عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل نہ بتایا حالانکہ شیخین کی بیبیاں خاندان نبوت سے نہ تھیں اور عثمان غنی کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں۔

لہٰذا نساء واطفال میں باہم موازنہ کر کے تفضیل پر دلیل چاہنا تصویر پر بنے بادل

سے بہار چاہنا اور قالین پر بنے شیر سے شکار طلب کرنا ہے۔ ہاں جہاں تفضیل دوسرے دلائل سے ثابت ہو وہاں اس کی تائید میں یہ امور پیش کئے جاسکتے ہیں۔ مستقل دلیل کے طور پر پیش نہیں کئے جاسکتے۔

نوح علیہ السلام کی زوجہ اور ان کا بیٹا کنعان کفار وبددین تھے اس سے فضلِ نوح میں کیا کمی آئی اور یعقوب علیہ السلام کی بیبیاں بیٹے سب صلحائے مومنین تھے اس سے ان کا مرتبہ نوح علیہ السلام پر کب بڑھ گیا۔

تبصرۂ سابعہ:

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر من کل الوجوہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعدد ایسے خصائص عطا فرمائے ہیں جن میں کسی صحابی کا حصہ نہیں۔ پھر امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدد فضائل وخصائص بیان فرمائے۔

تبصرۂ ثامنہ:

پہلے پہلے تو مسئلہ تفضیل میں دو ہی مذہب تھے، اہل سنت حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سب صحابہ سے افضل مانتے اور تفضیلیہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے افضل مانتے۔

مگر زمانہ کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ میں دو سے چار مذاہب ہوگئے، اِدھر والوں میں سے بعض نے من کل الوجوہ تفضیلِ شیخین کا دعویٰ کردیا اور اُدھر والوں میں سے بعض نے یہ کہنا شروع کردیا کہ ہم اہل سنت کی ترتیب مانتے ہیں کہ سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں مگر فلاں حیثیت سے اور دوسری حیثیت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں۔ یہ ان لوگوں نے اس لئے کیا کہ لوگ انہیں اہلسنت کہیں کوئی تفضیلیہ نہ کہے اور موقف تفضیلیہ والا ہی اپنائے رکھیں۔

اہل سنت ہرگز صرف کسی خاص جہت سے افضلیتِ صدیق کے قائل نہیں بلکہ وہ تو صدیق کے لئے افضلیتِ مطلقہ کے قائل ہیں یعنی جب مطلق (بغیر کسی قید کے) افضل کہا جائے گا تو اس سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوں گے۔

تبصرۂ تاسعہ:

کسی کی افضلیت ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں:

(۱) نصوصِ شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم و افضل ہے اور یہ طریقہ تمام طرق سے احسن و اسلم ہے کیونکہ نصِ شارع کے بعد کسی کو چون و چرا کی مجال نہیں۔

(۲) دوسرا طریقہ استدلال واستنباط وتالیفِ مقدمات کا ہے۔ دونوں طریقوں پر تفضیل صدیق وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت ہے۔ پھر امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے اس پر دلائل ارشاد فرمائے۔

تبصرۂ عاشرہ:

اس تبصرہ میں چند تنبیہات ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

تنبیہ نمبر ۱:

اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ شیخین کی تفضیل صرف اس بات میں ہے کہ اسلام و مسلمین کو ان سے نفع زیادہ پہنچا، ان کے عہدِ خلافت میں شہر بہت فتح ہوئے۔ امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے ان کا رد اس طور پر فرمایا کہ فضلِ جزئی محلِ نزاع نہیں کہ اس طرح تو بعض باتوں میں شیخین کو مولیٰ علی پر اور بعض باتوں میں مولیٰ علی کو شیخین پر فضیلت حاصل ہے۔ بلکہ محلِ نزاع فضلِ کلی ہے کہ مطلق طور پر بغیر کسی قید کے جب بھی افضلیت کا اطلاق ہوگا تو وہ شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ہوگا۔

تنبیہ نمبر ۲:

اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ خلافت صدیق وعمر کو پہلے پہنچی اور مولیٰ علی کو بعد میں اور سلاسلِ اہل طریقت حضرت علی پر منتہی ہوتے ہیں نہ کہ شیخین پر۔ ان لوگوں کا رد امام اہل سنت نے درج ذیل چار تنقیحات میں فرمایا ہے۔

تنقیح نمبر ۱:

سلسلۂ تفضیل عقیدۂ اہلسنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل العٰلمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، پھر انبیاء سابقین پھر ملائکہ مقربین پھر شیخین پھر ختنین پھر بقیۂ صحابۂ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔ اب ہم پوچھتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء سے افضل کہا جاتا ہے تو آیا اس کے سوا کچھ اور معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ حضور کا رتبۂ عالی اور قرب ووجاہت وعزوکرامت ان سے زیادہ، اسی طرح جب انبیاء کو ملائکہ اور ملائکہ کو صحابہ سے افضل کہتے ہیں اس معنی کا غیر ذہن میں نہیں آتا تو شیخین کو جو مولیٰ علی سے افضل کہا وہاں بھی قطعاً یہی معنی لئے جائیں گے ورنہ سلسلہ بکھر جائے گا۔

تنقیح نمبر ۲:

اہلسنت کہتے ہیں: افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی النورین پھر ابوالحسنین پھر بقیۂ عشرہ پھر باقی صحابہ جو حضرات امرِ خلافت میں تفاضل مانتے ہیں ان کے نزدیک یہ حیثیت آگے کیسے چلی گی، کیا بقیۂ عشرہ و باقی صحابہ بھی خلفاء تھے؟ ان میں تفضیل کیسے ہوگی۔

تنقیح نمبر ۳:

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اہلسنت شیخین کو افضل کہتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ ایک جہت سے افضل یہ اور ایک جہت سے وہ۔ اگر یہی بات ہے تو علمائے اہلسنت کو کیا ہوا ہے

کہ صحابہ سے لے کر اب تک اسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے، کبھی تو دوسری جہت کا بھی اعتبار کرنا چاہئے تھا جیسے جگہ جگہ یوں فرماتے ہیں کہ ''افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمٰن ثم علی'' (ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (اس امت میں) سب سے افضل بشر ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔ دس بیس یا دس بیس نہ سہی تین چار کتابوں میں ''افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی ثم ابوبکر ثم عمر'' بھی تو کہتے۔ یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یکلخت بھول گئے اور ہمیشہ صدیق افضل صدیق افضل کہتے رہے۔

تنقیح نمبر ٤:

شیخین کی نسبت حضور سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مولیٰ علی واہل بیت کرام وصحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زبان حق ترجمان پر جاری کلمہ تم سے صاف صاف نہیں کہا جاتا کہ وہ سب سے افضل ہیں بلکہ جب کہتے ہو اس میں کسی جہت وحیثیت کی قید لگا لیتے ہو تمہارا یہ قید لگانا ہی دلیل باہر ہے کہ تم اس عقیدہ پر ثابت نہیں جیسے قرآن وحدیث واجماع ثابت کر رہے ہیں ورنہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مولیٰ علی واہل بیت وسائر صحابہ بے تخصیص وتقیید ان پر لفظِ افضل کا اطلاق کرتے رہے تم بھی ایسا ہی کرتے۔

تنبیہ نمبر ۳:

بعض حضرات گمان کرتے ہیں کہ جب ہم نے قرب الٰہی میں شیخین کو افضل بتایا تو یہ تفضیل من جمیع الوجوہ ہوگئی حالانکہ وہ عقلمند اتنا نہیں دیکھتے کہ ہم صراحۃً تفضیل من جمیع الوجوہ کا انکار کرتے ہیں اور اس کے ماننے والوں کا ردِ بلیغ کرتے ہیں۔ ان کی یہ غلط فہمی فضلِ مطلق اور تفضیل من جمیع الوجوہ کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔

تنبیہ نمبر ٤:

بعض حضرات گمان کرتے ہیں کہ ہم جو مرتبہ شیخین کو مولیٰ علی کے رتبہ سے بڑھا

تے ہیں العیاذ باللہ حضرت مولیٰ علی (ان پر ہماری روح فدا ہو) کے درپے توہین ہیں حالانکہ یہ ان کی محض نادانی اور مسلمانوں پر بلاوجہ سوءظن ہے۔

عزیزو! ہمیں حکم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انبیاء ومرسلین اور ان تین حضرات کے بعد تمام صحابہ کرام واہلبیت عظام وتمام مخلوق الٰہی جن وبشر وملائکہ سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عنداللہ ایسا ہی تھا پھر توہین کیا ہوئی، توہین تو عیاذاً باللہ جب ہوتی کہ ان تین حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولیٰ علی سے افضل بتاتے جیسا کہ تم فضلِ حضرات شیخین کو کس کس طرح ہلکا کرتے ہو۔

اور جو اسی کا نام توہین ہے کہ جن کا فضل قرآن وحدیث سے ثابت ان سے مفضول مانئے تو جو حضرات انبیائے سابقین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجۂ عالیہ سے کم مانے وہ معاذ اللہ ان کی توہین کرنے والا ٹھہرے اور توہینِ انبیاء قطعاً کفر ہے۔

اے عزیز! اسی لئے ہمارے آئمہ تصریح فرماتے ہیں فضلِ شیخین فضلِ ختنین سے زائد ہے بے اس کے کہ فضلِ ختنین میں کوئی قصور وفتور راہ پائے۔

تنبیہ نمبر ٥:

اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ اس قدر اپنا عقیدہ ہے کہ خلفائے اربعہ سب اہل فضیلت وعالی مرتبت تھے باقی ان میں ایک کو دوسرے پر تفضیل ہمارا منصب نہیں ، ہماری عقلیں ان حضرات کے رتبہ کو کیا جانیں۔ اس کا جواب امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے کچھ اس طرح دیا ہے کہ اکابر ائمہ جو تفضیلِ شیخین کا حکم دیتے ہیں تو ان کی پیروی سے کیا چارہ ہے اگر کوئی معاذ اللہ کہے کہ وہ بھی ان کے مراتب سے ناواقف تھے تو کیا معاذ اللہ وہ بغیر علم کے رجماً بالغیب حکم کرتے رہے اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفضیلِ شیخین تواتراً مروی ہے تو کیا وہ خود بھی اپنے مرتبہ سے واقف نہ تھے۔

ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ یہ بتائیے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام

انبیا ورسل کا سرور مانتے ہیں یا نہیں؟ نہ مانیں تو مجھ سے نہ کہلوائیں علماء سے حکمِ مسئلہ دریافت فرمائیں اور مانیں تو یہ بتایئے کہ آپ خلفائے اربعہ کے ادراکِ فضائل میں تو عاجز آئے اوران کے سادات کا مرتبہ فوراً سمجھ لیا، اب گھبرا کر فرمایئے گا ہم نے کہاں سمجھا نصوصِ شرع نے حضور کو تفضیل دی، ہم نے ان کی تقلید کی، ہاں اب راہ پر آگئے تفضیلِ شیخین میں بھی نصوص دیکھ لیجئے کون کہتا ہے اپنی عقل کو دخل دیجئے۔

دس تبصرون پر مشتمل اس مقدمہ کے بعد بابِ اول کی ابتدا ہوتی ہے۔

بابِ اول

نصوص واخبار واجماع وآثار سے افضلیتِ شیخین کے اثبات میں

اس باب کی ابتدا میں امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ

'' الحمد لله وكفىٰ وسلٰم على عبادہ الذين اصطفىٰ اس باب میں بعددِ سبع سموات سات فصول رفعت سمات ہیں''

اوراسی باب میں ایک مقام پر فرمایا کہ

''ہم ان شاء اللہ اس مبحث کی غایت تنقیح فصل سابع میں برسرِ توضیح لائیں گے ﴿فانتظر وا انی معکم من المنتظرين ٥﴾'' (مطلع القمرین،باب اول،فصل ثانی،تنبیہ(۲))

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ اس باب کی 7 فصلیں تھیں لیکن ہمیں صرف تین فصلیں ہی میسر آئیں:

(1) فصلِ اول فی الاجماع۔ (2) فصلِ ثانی فی الآیات۔

(3) فصلِ ثالث فی الاحادیث۔

ان فصول کا خلاصہ درج ذیل ہے:

فصلِ اول:

اس فصل میں امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تمام صحابہ سے افضل ہونا مسئلہ اجماعیہ ہے۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ''ہم گروہِ صحابہ زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابوبکر پھر عمر پھر عثمان کے برابر کسی کو نہ گنتے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''ہم اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر ومتوافر کہا کرتے: افضلِ امت بعدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق''

حضرت میمون بن مہران سے سوال ہوا شیخین افضل یا علی؟ اس کلمہ کے سنتے ہی ان کے بدن پر لرزہ پڑا یہاں تک کہ عصا دستِ مبارک سے گر گیا اور فرمایا ''مجھے گمان نہ تھا اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابوبکر وعمر کے برابر کسی کو بتائیں گے''

یہاں سے ظاہر ہوا کہ زمانۂ صحابہ وتابعین میں تفضیلِ شیخین پر اجماع تھا اوراس کے خلاف سے ان کے کان محض ناآشنا اور اسے ایسا جلی وصریح اور خلاف کو ناگوار وقبیح سمجھتے کہ صرف سوال سے صدمۂ عظیم گزرا اور دفعۃً بدن کانپ اٹھا۔

امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ وسادات الامۃ نے اس معنی پر اجماعِ صحابہ وتابعین نقل کیا ہے۔

اسی طرح عامۂ کتبِ اصول میں اس مسئلہ پر بتصریح اجماع نقل کیا یا بلا ذکرِ خلاف اسے مذہبِ اہلِ سنت قرار دیا۔ چنانچہ امام علام ابوزکریا محی الملۃ والدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں ''اتفق اهل السنة على ان افضلهم ابو بكر ثم عمر''

تہذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں ''اجمع اهل السنة على ان افضلهم على الاطلاق ابو بكر ثم عمر''

مواہبِ لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں ''افضلهم عند اهل السنة اجماعا ابوبکر ثم عمر''

(امام اہلسنت علیہ الرحمۃ اس اجماع پر مزید متعدد دلائل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں)

عجب اس سے جو اجماعِ صحابہ وتابعین وکافۂ اہلِ سنت کا خلاف کرے پھر اپنے

آپ کو سنی جانے ،اے عزیز! جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور ایک کا انکار کافر و مرتد کر دیتا ہے اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائدِ اہلسنت میں اُن کے موافق ہوا گر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہر گز سنی نہیں بدعتی ہے، اسی لئے علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے اور انہیں اہلِ بدعت کی شاخ جانتے ہیں۔

(پھر تفضیلیہ کے بدعتی ہونے پر متعدد عبارات نقل فرمائیں)

اشکال:

ابوعمر بن عبدالبر صاحبِ استیعاب نے نقل کیا ہے کہ کچھ صحابہ تفضیلِ علی کے بھی قائل تھے۔

جواب:

(امام اہلسنت علیہ الرحمۃ اس کے جواب میں فرماتے ہیں) انا للہ وانا الیہ راجعون ،آدمی مطلب کی بات کو گو نہایت خفی و دور اور راہِ حق سے مہجور ہو کس قدر جلد مرحبا کہہ کر لیتا ہے، اور خلافِ مقصود کو اگر چہ کسی قدر جلی و صریح و روشن اور دلائلِ ساطعہ کے جڑاؤ گہنوں سے سر تا پا مزین ہو ہر گز مسندِ قبول پر جگہ نہیں دیتا، (پھر امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے اس کا کئی وجوہ سے جواب دیا اور ثابت کیا کہ یہ روایت غیر معتبر اور اجماع میں خلل انداز نہیں، فرماتے ہیں:

وجہ اول: عزیزو! اتنا تو خیال کر لیا ہوتا کہ ابوعمر بن عبدالبر سے پہلے ہزار ہا ائمۂ دین وعلماء محدثین گزرے۔ آخر متأخرین کو علومِ روایات سے جو کچھ پہنچتا ہے متقدمین ہی کے واسطے سے ملتا ہے، اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ روایت ان اکابر کو جو ابن عبدالبر کے بھی آئمہ ومشائخ ہیں پہنچی اور عیاذاً باللہ ان سب نے اس کو چھپانے پر اتفاق کر لیا جب تو سخت مصیبت ہے ایسا دعوی کرنے والا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے آخر تمام شرع شریف قرآن وحدیث جو کچھ پہنچا انہیں حضرات کے واسطے سے پہنچا جب یہاں انہوں نے ایک روایت کے چھپانے پر اتفاق کر لیا تو امان اٹھ گئی کیا معلوم ایسے ہی اور بہت آیات واحادیث چھپا ڈالی ہوں، وہی رافضیوں والا مذہب آ گیا کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے قرآن مجید میں بہت تبدیل وتنقیص کر دی اعوذ باللہ من وساوس الشیطن اللعین یا یہ ہوا کہ انہوں نے اس پر اطلاع پائی اور اپنی بصیرتِ ناقدہ وقریحتِ واقدہ سے اس کی بے اعتباری ونا سزاواری دریافت کر لی لہذا اس کی جانب التفات نہ کیا اور اسے خلل انداز اجماع نہ سمجھا تو اب ایک ابن عبدالبر کے کہنے سے ان اکابر ائمہ کا نا معتبر سمجھنا کیونکر مدفوع ہو سکتا ہے، بڑی وجہ اس خدشۂ واہیہ کے دفع کی تو یہ ہے۔

وجہ دوم: ہوسکتا ہے وہ اکابر جنہوں نے اس پر التفات نہ فرمایا اس خلاف کا وقوع بعد انعقادِ اجماع سمجھا ہو اور بے شک جو خلاف بعد تحققِ اجماع واقع ہو، رافعِ اجماع وقابلِ قبول نہیں۔

یا یہ اختلاف اجماع منعقد ہونے سے پہلے کا ہو بعد میں ان حضرات پر بھی تفضیلِ شیخین کے دلائل واضح ہو گئے تو یہ بھی اجماع کی طرف رجوع لائے ہوں، لہذا رجوع کے بعد ان کا اختلاف نہ رہا۔ جیسا کہ حضرت ابو جحیفہ وہب الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے جناب مرتضوی کو افضل جانتے تھے یہاں تک کہ حضرت مولیٰ نے انہیں تفہیم اور حقِ صریح کی تلقین فرمائی اس روز سے وہ بھی تفضیلِ شیخین کی طرف لوٹ آئے۔

وجہ سوم: اگر مان بھی لیا جائے کہ ابتداء سے اختلاف تھا مگر ایسا خلاف شاذ، نادر، مرجوح، ضعیف انعقادِ اجماع میں خلل انداز نہیں۔

للہ انصاف اگر یہ مقدمہ مان لیا جائے کہ جس مسئلہ میں کوئی حکایتِ خلاف اگر چہ روایت ودرایت اس کے مساعد نہ ہو ہاتھ آ جائے اس میں ہر کسی کو قبول وعدمِ قبول کا اختیار رہتا ہے تو یقین جان لو کہ اسی وقت دو ثلث شریعت درہم وبرہم ہوئی جاتی ہے کہ وہ مسائل تو اقل قلیل ہیں جن میں کوئی قولِ شاذ خلاف پر نہ مل سکے بہت مسائل مسلّمہ مقبولہ جنہیں ہم اہلِ حق اپنا دین وایمان سمجھے ہوئے ہیں ان کے خلاف میں بھی ایسے اقوالِ مرجوحہ مجروحہ مہجورہ مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں کتابوں میں غث وسمین ورطب ویابس کیا کچھ نہیں ہوتا۔

وجہ چہارم: جن چند صحابہ سے تفضیلِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے یقینی طور پر نہیں

کہا جاسکتا کہ اس سے مراد تفضیل کلی ہی ہے، یہاں تفضیل جزئی بھی ہوسکتی ہے بلکہ یہی مراد ہے۔اس کے ثبوت میں امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے متعدد شواہد بیان فرمائے۔

(ان چار وجوہات کو دو جملوں میں سمیٹتے ہوئے امام اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں)

''بالجملہ ابوعمر کی یہ حکایتِ غریبہ روایتاً معلول اور درایۃً غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظِ حرمتِ صحابہ سے عدول اور بتقدیرِ ثبوت ظنِ غالب ملتحق بسرحدِ یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضلِ جزئی پر محمول''

(پھر امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے بدعتیوں کے بارے میں کثیر وعیدات کو ذکر فرمایا ہے کہ)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ فرماتے ہیں((اھل البدع شر الخلق والخلیقۃ))اہل بدعت تمام خلق وعالم سے بدتر ہیں۔

اور فرماتے ہیں((اصحاب البدع کلاب اھل النار))بدعت والے دوزخیوں کے کتے ہیں۔

پھر امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے تفضیلیہ (جو حضرت علی کو صراحۃً شیخین کریمین پر تفضیل دیتے ہیں)اور سنففضیہ (جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل مطلق نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں کہ فلاں جہت سے صدیق اکبر افضل اور فلاں سے حضرت علی)کا حکم بیان فرمایا کہ یہ لوگ بھی بدعتی ہیں اور ان کے پیچھے نماز شدید مکروہ ہے۔

فصلِ ثانی:

اس فصل میں امام اہلسنت نے متعدد آیاتِ قرآنیہ سے افضلیتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

(۱)قرآن پاک میں ایک مقام پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اکرم وافضل اتقی (بڑا پرہیزگار) ہے اور دوسرے مقام پر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتقی فرمایا۔ دونوں آیات کو ملانے سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق اس امت میں سب سے افضل واکرم ہیں۔

(۲)قرآن مجید میں سابق بالخیرات (نیکوں میں بڑھ جانے والے) کو بڑی

فضیلت والا فرمایا گیا۔امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے کثیر احادیث اور اقوال صحابہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سابق بالخیرات ہونا ثابت فرمایا۔اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت میں سب سے بڑی فضیلت والے ہیں۔

(۳)قرآن پاک میں ایک مقام پر یارِ غار کو اولو الفضل منکم (صحابہ میں سے بڑائی والا)فرمایا۔امام اہلسنت فرماتے ہیں''صدیق کو صرف بڑائی والا نہیں کہتے بلکہ فرماتے ہیں تم میں کا بڑائی والا یعنی اے صحابہ! تم سب اربابِ فضل وکرامت ہو اور وہ تم سب میں فضل وبزرگی والا ہے غلاموں کے سردار سب ہوتے ہیں پوری سرداری اس کی جو سرداروں کا سردار ہو۔''

(٤)قرآن پاک میں ایک مقام پر فرمایا''جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں۔'' امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں''جو حق لائے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔''

اس آیت پاک سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اس طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ **اولاً** تمام صحابہ کرام متقی ہیں ان میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص تقوی کے ساتھ ذکر فرمایا۔

ثانیاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ ان کا ذکر کرنا اور گویا یوں فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان ورفعتِ مکان سے آگاہ ہے خیال تو کر کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے۔

(۵)قرآن پاک میں ایک مقام پر ہے کہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور لڑے وہ درجے میں بڑے ہیں ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑے۔

جسے تاریخ اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن وخوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جان نثاری وسپر داری کی کسی سے نہ بن پڑی پھر بشہادتِ قرآن کون ان سے ہمسری کرسکتا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اھدنا الصراط المستقیم﴾ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ حضرت خواجہ حسن بصری وابو العالیہ کہ دونوں حضرات اجلہ علمائے تابعین سے ہیں تفسیرِ آیت میں فرماتے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحباہ "صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور ان کے دونوں یار صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

آیت کریمہ کی اس تفسیر سے پتا چلا کہ ابوبکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تمام امت یہاں تک صحابہ کرام کے بھی متبوع ہیں کہ سب آپ کے راستے پر چلنے کی دعا کررہے ہیں۔

(۷) قرآن پاک نے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک مقام پر ﴿صالح المؤمنین﴾ (مسلمانوں میں کے نیک) فرمایا۔

(۸) قرآن پاک نے علم والوں کی فضیلت بیان فرمائی جس سے پتا چلا کہ جس کا جتنا علم زیادہ اس کا اتنا مرتبہ زیادہ۔ اور شیخین کا علم سب صحابہ سے زیادہ تھا۔

(۹) قرآن پاک نے مہاجرین کو صادقون (سچے) کا لقب دیا۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں: آیۂ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ مہاجرین کے سچے راست گو ہونے کی گواہی دیتا ہے اور مہاجرین کا تفضیلِ شیخین پر اجماع ہے کم کوئی مہاجر ہوگا جس نے افضلیتِ ابی بکر وعمر صریحاً یا تلویحاً ارشاد نہ فرمائی ہو۔

فصل ثالث:

اس فصل میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احادیث مبارکہ سے افضلیتِ شیخین پر دلائل ارشاد فرمائے ہیں، فرماتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث اس قدر کثیر ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے، ہم ان میں سے کچھ پر اقتصار کرتے ہیں:

صحابہ کرام فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے اس

امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر وعمر وعثمان ہیں، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمعِ اقدس تک پہنچتی اور حضور انکار نہ فرماتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج نے ایسے کسی شخص پر طلوع وغروب نہ کیا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

اور فرمایا: بے شک روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں۔

اور فرمایا: انبیاء ومرسلین کے جس قدر صحابی ہیں اور صاحب یٰس (یعنی حبیب نجار جنکا قصہ حق سبحانہ نے یٰس شریف میں ذکر فرمایا اور ان کا جنتی اور مکرم ہونا بیان کیا) ان میں کوئی صدیق سے افضل نہیں۔

اور فرمایا: بہترین امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بعد ابوبکر وعمر ہیں۔

اور فرمایا: ابوبکر وعمر بہترین سب اگلوں پچھلوں سے اور بہترین سب آسمان والوں سے اور بہترین سب زمین والوں سے سوا انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے۔

جنابِ مرتضوی نے فرمایا میں خدمتِ اقدس حضور افضل الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابوبکر وعمر سامنے سے آئے حضور نے ارشاد فرمایا اے علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء ومرسلین کے۔

نوٹ: امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے اندازِ تحریر سے پتا چلتا ہے کہ اس فصل میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کثیر احادیث سے افضلیتِ صدیق کو ثابت کیا ہے، مگر ہمیں صرف سترہ احادیث ہی میسر آئیں اور اس سے آگے اٹھارویں حدیث کے عنوان کے بعد بیاض ہے۔

باب دوم

بابِ دوم کی ہمیں صرف 3 فصلیں مل سکیں۔ ان میں سے پہلی فصل میں صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثاری و پروانہ واری کا بیان ہے۔ اس کے بعد والی فصل میں دربارِ رسالت میں صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجاہت کا ذکر ہے۔ اور آخری

فصل (جو کہ نامکمل ہے) میں صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہات کو بیان کیا گیا ہے۔

لیکن امام اہلسنت نے باب دوم میں فصل فی الوزارۃ اور فصل فی العلم اور فصل الصحابۃ کا بھی ذکر فرمایا ہے جو ہمیں نہ مل سکیں۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا:

" وستأتی الاحادیث ان شاء الله تعالی فی فصل الوزارة۔"

(مطلع القمرین،باب دوم،فصل (دوم)، وجه ثامن عشر)

اور ایک اور مقام پر فرمایا:

"وسیأتی بیان ذلك ان شاء الله تعالی فی فصل العلم۔"

(مطلع القمرین،باب دوم،فصل (دوم)، وجه ثالث وعشرون)

اور ایک اور مقام پر فرمایا:

"وقد مر فی فصل الصحابة"

(مطلع القمرین باب دوم ،فصل (دوم)،وجه تاسع عشرون)

اور ہمارے پاس موجود آخری فصل (جو کہ مشابہات کے بیان میں ہے) کی سرخی قلمی نسخہ میں "فصل سادس" ہے۔ جس سے سمجھ آتا ہے کہ باب دوم کی کم از کم 6 فصلیں ضرور تھیں مگر افسوس کہ ہمیں صرف 3 ہی فصلیں مل سکیں۔

ہمارے پاس موجود فصلوں کا خلاصہ درج ذیل ہے:

فصل اول:

اس فصل میں امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت فرمائی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانثاری سب صحابہ سے بڑھ کر تھی۔ چنانچہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم پر جانثاری اور حضور کی شمعِ جمال پر پروانہ واری سے مخصوص فرمایا کہ لوگوں کے اعمالِ ہزار سالہ ان کی خدمتِ یک ساعت کو نہیں پہنچتے یہاں تک کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابوبکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔

مصائبِ شدیدہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت کی ان کے سوا کسی نے نہ کی۔

پھر اپنے اس دعوی کو دس وجہ سے ثابت کیا،ان وجوہات میں آپ نے جو احادیث ذکر فرمائیں ان کا مضمون درج ذیل ہے:

ابتدائے اسلام میں جب کافروں کا نہایت غلبہ تھا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ایذا پہنچاتے اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے ہر طرح حضور کی حمایت کی اور آپ کی حفاظت کی ،جب بوجہ تنہائی وبیکسی وکثرتِ اعدا کے کچھ قابو نہ چلتا تو ایسی باتیں کرتے کہ دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ آپ ان کی ایذا گوارا کرتے مگر محبوب کو آنچ آنا گوارا نہ کرتے۔

روزِ بدر شمشیرِ برہنہ لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت کے لئے آپ کے عریش کے پاس رہے جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتا اسے دفع کرتے۔

شبِ ہجرت کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں کہ کہیں کوئی کافر ایذا نہ پہنچائے ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس ورم کر گئے تو صدیق اکبر حضور کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے دوڑے یہاں تک کہ غارِ ثور تک لائے۔ غار میں پہلے خود داخل ہوئے کہ اگر اس میں کچھ ہو تو میری ہی جان پر آئے حضور کو ایذا نہ پہنچائے وہاں کچھ نہ دیکھا تو حضور کو اٹھا کر اندر لے گئے ،غار میں سوراخ تھا جس میں سانپ اور اژدھے تھے خوف ہوا کہ کوئی چیز نکل کر محبوب کو ایذا پہنچائے تو اپنا پاؤں سوراخ میں رکھ دیا ،سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے ادھر سانپوں اور اژدھوں نے کاٹنا اور سر مارنا شروع کیا صدیق اکبر نے مطلق حرکت نہ کی کہ کہیں محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے ، یہاں تک کہ ان کے آنسو حضور کے چہرۂ اقدس پر پڑے حضور کی آنکھ کھل گئی، پوچھا: کیا ہوا؟ عرض کیا: مجھے سانپ نے کاٹا ہے، حضور نے لعابِ دہنِ اقدس لگا دیا تکلیف زائل ہوئی آخر عمر میں اس نے عود کیا اور سببِ شہادت ہوا۔

الغرض ہر وقت و ہر حال میں اس یارِ غار نے حقِ جانثاری کما ینبغی ادا کیا اور نہایت سخت سخت مصیبتوں میں اور بیکسی اور تنہائی کے وقتوں میں حضور کا ساتھ دیا۔

احادیث بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کو جس کام کی غایتِ اصلاح منظور ہوتی ہے ہرگز غیر لائق کے ہاتھ میں نہیں دیتا اور اللہ تعالی نے صدیق کو اپنے محبوب کی نصرت وحمایت کے لئے چنا، تو پتہ چلا کہ صدیق اکبر ہی اس کے زیادہ لائق تھے اور سب سے بڑھ کر رسول کے انیس و دمساز و محرمِ راز و عاشق جانباز تھے۔

پھر ان صفات کو بیان فرماتے ہیں جو اس لیاقت کے لئے درکار ہیں:

(۱) محبِّ ناصر کے صفات واخلاقِ نفسانیہ محبوبِ منصور کے عادات و اوصاف سے غایت تشبہ و مماثلت بلکہ کمالِ اتحاد و یک رنگی پر واقع ہوں۔

(۲) محبوب کو اس پر وثوق واعتمادِ تام حاصل ہو۔

(۳) آتشِ محبت سینۂ محبّ میں اس درجہ مشتعل ہو کہ ما وراء اس کا نسیاً منسیاً اور اس کی ادنیٰ تکلیف پر اپنی جان دے دینا بطوع و رغبت گوارا ہو۔

(۴) صبرِ تام، شجاعت و ہمت و جرأت و سخاوت۔

اور اللہ تعالی کا صدیق کو اپنے محبوب کی نصرت وحمایت کے لئے چننا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ میں یہ سب صفات پائی جاتی ہیں۔

فصل:

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے اس فصل میں دربارِ نبوت میں حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وجاہت کو بیان فرمایا کہ دربارِ نبوت میں جو قرب و وجاہت صدیق وعمر کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں، انصار و مہاجرین میں سے کوئی حضورِ والا کی طرف نگاہ نہ اٹھا سکتا تھا مگر ابوبکر وعمر حضور کو دیکھتے اور حضور انہیں دیکھتے، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے اور یہ حضورِ والا کو دیکھ کر مسکراتے، سب صحابہ نام سے پکارے جاتے مگر صدیق اکبر کنیت و لقب سے ذکر کئے جاتے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو اسی طرح

یاد فرماتے، اگر مجلسِ اقدس میں ابوبکر صدیق حاضر نہ ہوتے تو ان کی جگہ خالی رہتی اور کوئی اس میں طمع نہ کرتا جب آتے اپنی جگہ بیٹھ جاتے، حضور والا ان کی طرف رخِ انور فرماتے اور اپنی باتوں کا مخاطب انہیں ٹھہراتے اور باقی لوگ سامع ہوتے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسان رضی اللہ تعالی عنہ سے ان کی مدح میں اشعار سنتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چشمہ میں اترے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب اپنے اپنے یار کی طرف تیرو پھر خود صدیق کی طرف تیرے اور فرمایا: اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ دل میں سوا اس کے دوسرے کی جگہ نہ ہوتی تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرا رفیق ہے، جب شیخین کا ذکر اور صحابہ کے ساتھ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرِ شیخین کو مقدم فرماتے، حضورِ والا کا معمول تھا کہ ہر روز صبح و شام دو بار صدیق کے گھر تشریف لے جاتے اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا، حضورِ والا صحابہ کرام کو صدیق اکبر کا ادب تعلیم فرماتے اور یہ معنی کمالِ وجاہت پر دال ہے، ایک بار ایک صحابی کو صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا تُو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے، زمانۂ رسالت میں بھی یہ مرجع ناس تھے لوگ مسائل میں ان سے فتوی لیتے اور اپنے مرض کی چارہ جوئی کیلئے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتے، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غضب فرماتے صدیق وعمر کے سوا کسی کو مجالِ تکلم نہ ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت سے وہ شخص جو سب سے پہلے داخلِ جنت ہوگا صدیق اکبر ہے۔ اور فرمایا کہ سب سے حساب ہوگا اور صدیق سے حساب نہیں، اور صدیق وعمر سے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کوئی حکومت نہ کرے گا۔

فصلِ سادس:

اس فصل میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہات کو بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نہایت اعلی مقاصد سے یہ بات ہے کہ مسلمان اپنے اعمالِ قلب و افعالِ جوارح وکل حرکات وسکنات میں حتی الوسع سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت اختیار کرے کہ مدارِ نجات و رفعِ درجات یہی تشبہ

ہے۔ یہ کلام تو اپنے افعال اختیاریہ میں تھا اور جہاں فضل الٰہی خود کفالت کارفرماتا اور بندہ کو اعلیٰ درجہ کی تربیت کرنا چاہتا ہے تقدیر ازلی اس کے احوالِ غیر اختیاریہ کو بھی حالاتِ طیباتِ نبی کے رنگ پر ڈھال لاتی ہے۔

اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف بدرجۂ اتم حاصل تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ حضور کے مشابہ تھے یہاں تک کہ آپ کی مشابہتیں دائرۂ حد واحصا سے خارج ہیں، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ اے ابوبکر آپ سب سے زیادہ مشابہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چال، ڈھال اور رحمت وفضل میں۔

اس کے بعد امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے مشابہات کو ذکر فرمایا:

(۱) جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اقدس ہوتی وہی صدیق کی رائے ہوتی اور جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس میں آتی دل صدیق میں بھی خود بخود وہی قرار پاتی، حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کا بے دخولِ مکہ وطوافِ کعبہ مدینہ طیبہ کو واپس جانا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناگوار گزرا، آپ نے اپنے درد کے درماں جوئی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا پھر صدیق اکبر سے عرض کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے حرفاً حرفاً بعینہ وہی جواب نکلا جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول روز سے کفر وکافرین کی مجالس سے محترز وخلوت پسند تھے صدیق اکبر کو بھی تمام جہان میں کسی اور کی صحبت پسند نہ آئی۔ اٹھارہ برس کی عمر سے سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اختیار کی سفر وحضر میں ہمیشہ آپ کے ہمراہ رہے۔

(۳) تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بتوں اور بت پرستوں سے نفرت کرتے کبھی کسی نبی نے بچپن میں بھی بتوں کی تعظیم نہ کی حضور نے پیدا ہوتے ہی واحد ذی الجلال کو سجدہ کیا، صدیق کو دیکھئے کہ اس فضل سے کیسا حصہ پایا اور صغرِ سن میں ہی بتوں کی عاجزی اور محض بے دست و پائی سے ان کی عدمِ الوہیت پر استدلال اور بت شکنی کر کے شانِ ابراہیمی کا خلف دکھایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراپا رحمت بنا کر بھیجا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ٥﴾ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ارحم امتی بامتی ابو بکر)) میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جامعِ فضائل کیا ہر وہ خوبی وکمال جو اگلے انبیا کو عطا ہوا حضور کو اس کی مثل یا اس سے امثل عطا ہوا، اسی طرح صدیق اکبر کو جامع خیر کیا، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں پھر فرمایا شادمانی تیرے لئے اے ابوبکر کہ تو ان سب کا جامع ہے۔

اور صدیق سے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم جنت کے تمام دروازوں سے بلائے جاؤ گے۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم عطا فرمائے گئے ابوبکر صدیق کو بھی فصلِ خطاب وحسن کلام میں پایۂ رفیع عطا ہوا، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں آپ کا کلام سب سے بہتر تھا اور گفتار سب سے زیادہ درست اور طول خاموشی اور بلاغتِ کلام میں آپ کا مثل کوئی نہ تھا اور آپ کو ابلغ الناس کہا گیا۔

ہمارے پاس موجود نسخہ میں اس کے بعد ایک اور مشابہت مذکور ہے جس کی تقریر ناکمل ہے اور پھر اس سے آگے بیاض ہے۔

لیکن امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے باب اول میں ایک جگہ خاتمہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"کما سنذکرہ فی الخاتمۃ ان شاء اللہ تعالیٰ"

(مطلع القمرین، باب اول، فصل اول فی الاجماع، وجہ چہارم)

لیکن کتاب کا خاتمہ ہمیں دستیاب نہیں ہوسکا۔

نوٹ

اگرچہ مکمل کتاب حاصل نہ ہوسکی لیکن جتنا حصہ دستیاب ہے مقصود کے ثابت کرنے اور مخالفین کو ساکت کرنے میں کفایت کرتا ہے اور بجائے خود ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اگر کتاب میں موجود ایسے اشارات نہ ملتے جن سے کتاب کے نامکمل ہونے کا علم ہوتا ہے تو شاید کتاب کے نامکمل ہونے کا احساس ہی نہ ہو پاتا اور اس موضوع پر جیسا کلام امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کی اس کتاب میں موجود ہے یقیناً کسی اور جگہ نہیں ملے گا بلکہ بیسیوں کتابیں کھنگالنے کے بعد بھی ایسا کلام مرتب کر پانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ لہذا کتاب کو ادھورا جان کر رکھ چھوڑنا اور اس سے استفادہ نہ کرنا سراسر محرومی ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے اکابر کے ورثہ علمی کی قدر کرنے اور اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبك الكريم
علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

محمد ہاشم خان العطاری المدنی

مطلع القمرين فى ابانة سبقة العمرين

افضلیت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اعلی حضرت امامِ اهلسنت مجددِ دین وملت
الشاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن

یاالله بسم الله الرحمٰن الرحیم نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

الحمد لله رب العٰلمین ० والصلوة والسلام علی افضل المرسلین واٰله وصحبه اجمعین

حسبنا الله ونعم الوکیل ० علی الله توکلنا ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ०

مقدمہ تحقیقِ معنیٔ افضلیت میں ۞

مشتمل دس تبصروں پر

تبصرۂ اولیٰ:

حضرتِ حق سبحانہ وجل جلالہ نے جب انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو آرام گاہِ عالمِ ارواح سے ہدایتِ خلق کے لئے دارالھموم والاحزان میں بھیجا، ہر وقت و ہر زمانہ میں خیارِ امم ان کی صحبت ومعیت وایتلاف وموانست کے لئے پیدا کئے، تا(کہ) زمانۂ نبی میں اس کی خدمت ورفاقت ونصرت واعانت سے بہرہ یاب ہوں اور اس کے سایۂ عاطفت میں دودھ پیتے بچوں کی طرح پرورش پاکر اس کی عادتیں سیکھیں اور متخلق باخلاق اللہ ہوجائیں، پھر جب پیغمبر رحلت فرمائے اس کی نیابت اور خلق کو اس کی روِش پر ہدایت اور اس کی شرع کی طرف ارشاد ودعوت کریں اور جو لوگ مشرف بایمان ہوں ان کے اخلاق وعادات دیکھ کر نبی کی عادات واخلاق سیکھیں اور ہم نشینانِ گل میں بوئے گل پاکر مشامِ جام تازہ کریں ،بعدہ جب ان لوگوں کی تعلیم وارشاد وتخلق واعتیاد کا اثر عالم سے زائل اور یہ سلسلہ متناہی ہوجائے اور خلق از سرِ نو مرشدِ مستقل کی محتاج ہو، اس کے بعد دوسرا پیغمبر بھیجا جائے اور وہ سلسلۂ طیّبہ جیسے پہلے شروع ہوا تھا پھر نظام پائے، عرصۂ بعید ومدتِ مدید تک عالم اسی ذہاب وایاب اور نجومِ رسالت کے طلوع وغروب میں تھا کلما هلك نبی خلفه نبی[1][2]،

۞ مقدمۂ اولیٰ دستیاب نہیں ہوسکا اور یہ مقدمۂ ثانیہ ہے جیسا کہ ہم نے تقدیم میں ذکر کیا۔

(1) ترجمہ: جب بھی ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتا تو دوسرا نبی دنیا میں تشریف لے آتا۔

(2) صحیح البخاری، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، حدیث ۳۴۵۵، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۲/۴۶۱

فترتِ عیسوی میں جو ظلمت وتاریکی عالم پر چھائی، کبھی نہ تھی، مذاہبِ فاسدہ وعقائدِ فاسدہ بیش از بیش مجتمع ہوئے، فِرَقِ کفار کا انشعاب بکثرت تھا اور اممِ سابقہ کی گمراہی وضلالت اور تازہ احداث وابتداع علاوہ۔

اب وقت وہ آیا کہ آفتابِ ختمیّت طلوع فرمائے اور عالم میں اس بادشاہِ عرش بارگاہ کا حکمِ احکم جاری ہو جسے جنابِ باری کی خلافتِ عظمیٰ حاصل اور اس کی دعوت وہدایت سب سے قوی وکامل ہو، شریعت اس کی کہ خاتم الشرائع ہے ایسی عمدہ تہذیب وغایتِ اعتدال میں واقع ہو جسے اختلافِ امصار وتبدّلِ اعصار نہ بدل سکے اور اصحاب اس کے صفاتِ فاضلہ میں ایسے کامل ومنتہی ہوں جن کے تخلق واعتیاد وہدایت وارشاد کا اثر تا قیامِ قیامت زائل نہ ہونے پائے کہ یہ سلسلہ معدوم ہوکر عالم کو پھر ہادیٔ بالاستقلال کی حاجت پڑے گویا کہ (آیۃ) کریمہ ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[3]﴾[4] میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

پس حکمتِ الٰہیہ نے صحبت ونیابتِ سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وہ لوگ پسند فرمائے جو بہترینِ عالم تھے، اور نفوسِ قدسیہ ان کے فضائلِ محمودہ میں سب سے اعلیٰ واکرم، تربیتِ ربانی نے انہیں اس خوبی سے سنوارا کہ شریعتِ غرائے بیضائے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بارِ گراں جسے قولِ ثقیل سے تعبیر فرماتے ہیں ﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا[5]﴾[6] اپنی دوشِ ہمت پر اٹھالیا اور باَحسن وجوہ اس کی ترویج وتبلیغ کو انجام دیا، اپنے مولیٰ وآقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتیں اختیار کرنا اور ان کی چال چلنا ایسا

(3) ترجمۂ کنز الایمان: بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

(4) پ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۰

(5) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔

(6) پ ۲۹، سورۃ المزمل، آیت ۵

سکھایا کہ سراپا ان کا آفتابِ رسالت کے رنگ میں رنگ گیا اور ہر رگ وریشہ گلِ اصطفا کی بو سے مہک اٹھا، اثر ان کے تخلق وتعلم عادات کا ہمیشہ باقی رہے گا اور نور اخلاقِ مصطفائی کا عالم سے کبھی محو نہ ہوگا اس لئے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قـــی عـــم

((ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ)) [7] یعنی حق سبحانہ نے بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تمام جہاں کے دل سے بہتر پایا پس انہیں چن لیا اور اپنا پیغمبر کر کے بھیجا پھر قلبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بندگان ملاحظہ فرمائے تو اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سب دلوں سے بہتر نظر آئے پس انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر کیا کہ اس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔

آفتابِ نیمروز سے روشن تر کہ محبّ جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کی رفاقت و ملازمت اور دربارداری وخدمت گزاری کے لئے نہایت سنجیدہ وپسندیدہ ووفادار وکارگزار و نیک اطوار لوگ جنہیں اپنی نظر میں تمام دنیا سے بہتر اور ان کے ملکاتِ نفسانیہ کو کل عاداتِ حسنہ کا عطر سمجھتا ہے مقرر کرتا ہے، حق تبارک وتعالیٰ قادرِ مطلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب وسید المحبوبین، کیا عقلِ سلیم تجویز کرتی ہے کہ ایسے حکیم بلند قدرت نے ایسے عظیم ذی وجاہت جانِ محبوبی کانِ عزت کے لئے خیارِ خلق کو جلیس وانیس نہ فرمایا۔

ایک روز جناب طیّبہ طاہرہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر خشیتِ الٰہی مستولی اور محاسبۂ نفس میں کمالِ مشغولی تھی، سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضری چاہی، فرما بھیجا اس وقت میں ایک غم وکرب میں ہوں لوٹ جاؤ، حضرت ابن

(7) مسند احمد، مسند عبداللہ بن مسعود، حدیث ۳۶۰۰، دار الفکر، بیروت، ۱۶/۲

عباس نے کہا میں وہ نہیں کہ بے حاضر ہوئے لوٹ جاؤں، آخر اذن دیا اور فرمایا مجھے اس وقت ایک غم اور بے چینی ہے اور بعض خوف ناک باتوں سے ڈر رہی ہوں، حضرت ابن عباس نے فرمایا آپ کو مژدہ ہو خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: عائشہ میری بی بی ہے جنت میں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ہے کہ جہنم کی چنگاریوں سے ایک چنگاری ان کے نکاح میں دے، جنابِ عفت مآب نے فرمایا تم نے میرا غم دور کیا اللہ تمہارا غم دور کرے۔

فقد روی الامام ابو حنیفۃ عن الھیثم عن عکرمۃ عن ابن عباس انہ استأذن علی عائشۃ فارسلت الیہ انی اجد غما وکربا فانصرف فقال للرسول ما انا الذی ینصرف حتیٰ ادخل فرجع الرسول فاخبرھا بذلک فاذنت لہ فقالت انی اجد غما وکرباو انی مشفقۃ مما اخاف علیہ فقال لھا ابن عباس ابشری فواللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عائشۃ زوجی فی الجنۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکرم علی اللہ ان یزوجہ جمرۃ من جمر جھنم فقالت فرجت عنی فرج اللہ عنک. [8][9]

بالجملہ جنابِ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالتِ شان ان کے اصحابِ کرام کی رفعتِ مکان کو مستلزم، جو کور باطن بے بصیرت ان میں سے کسی پر طعن سے اپنی زبان کو آلودۂ ہزار خباثت کرتا ہے جنابِ الٰہی کے کمالِ قدرت وعظمِ حکمت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غایتِ محبوبیت ونہایتِ کرامت ومنزلت پر حرف رکھتا ہے اسی لئے ارشاد ہوا ت ((اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذو ھم غرضا من بعد ی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن أذاھم

(8) اس حدیث کا ترجمہ اس حدیث سے پہلے موجود ہے۔

(9) شرح مسند امام اعظم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص۲۱۷

فقد أذا نی ومن أذانی فقدآذی الله ومن اذی الله فیو شك الله ان یأخذ ہ))[10]
اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انہیں نشانہ نہ بنا لینا میرے بعد، جو ان سے دوستی رکھتا ہے میری محبت کے سبب ان سے دوستی رکھتا ہے اور جو ان سے کینہ رکھتا ہے وہ میرے بغض کے سبب ان سے بَیر رکھتا ہے اور جس نے انہیں ایذادی اس نے مجھے ایذادی جس نے مجھے ایذادی اس نے اللہ کو ایذادی اور جس نے اللہ کو ایذادی سو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔

اللہ راضی ہو فرقۂ ناجیہ اہلسنت و جماعت سے وہ ایسے ہی امور پر لحاظ کر کے فرماتے ہیں "**الصحابة کلھم خیار عدو ل لانتکلم فیھم الا بخیر**"[11][12] اور اہلسنت کیا کہتے ہیں خود صاحبِ سنت علیہ الصلوۃ والتحیۃ نے فرمایا **طب** عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه ((**اذا ذکر اصحابی فامسکوا**))[13] جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو زبان روک لو۔

غرض اس میں شک نہیں کہ صحابۂ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعد انبیاء و مرسلین کے خیر الخلق و افضل الناس تھے مگر جبکہ منظورِ الٰہی تھا کہ شریعتِ محمدیہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ قوم دون قوم یا یوم غیر یوم سے خاص اور بعثتِ والا کسی زمان و مکان پر مقتصر نہ ہو اور پُر

(10) ترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۳۸۸۸، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۶۳
(11) ترجمہ: صحابہ سب کے سب صالح اور عادل ہیں ہم ان کے بارے میں جب بھی کلام کریں گے بھلائی کے ساتھ ہی کریں گے۔
(12) منح الروض الازہر للقاری، افضلیة الصحابة بعد الخلفاء، کراچی، ص ۷۱
نوٹ: اس میں الفاظ یہ ہیں: **ولا نذکر احداً من اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الا بخیر الخ ولذلك ذهب جمهور العلماء الی ان الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم کلهم عدول۔**
(13) المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۴۴۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۰/۱۹۸

ظاہر کہ قلوبِ ناس قبولِ نُصح و استفادہ و استرشاد میں مختلف ہوتے ہیں بعض پر نرمی سریع الاثر ہوتی ہے اور بعض بشدت و سختی مانتے ہیں لہٰذا حکمتِ الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ حاملانِ شریعت و نائبانِ رسالت ایک رنگ پر نہ ہوں کسی کے سر پر ((ارحم امتی بامتی))[14][15] کا تاج رکھا جائے اور کوئی ((اشدھم فی امر الله))[16] کا خطاب پائے، علاوہ بریں جب رحمتِ الٰہی ان کی طرف بے حد و پایاں متوجہ ہے اور سب تشریفِ شریف ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾[17][18] سے بہرہ مند، عزت و وجاہت ان کی خواستگار ہوئی کہ ان میں سے اکثر کو خلعت ہائے خاصہ کرامت فرمائیں تا (کہ) باعث ان کی زیادتِ اعزاز و وفورِ امتیاز کا ہو، بنا بریں بہت اصحابِ کرام الطاف و عنایاتِ خاصہ سے ممتاز ہوئے کہ ان کے غیر میں نہ پائی جائیں گو ان سے اعلیٰ و افضل دوسروں میں موجود ہوں مثلاً:

خ م اول تیر کہ راہِ خدا میں پھینکا گیا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔[19]

اور **خ م** سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تشریف ((فداك ابی وامی))[20] سے مشرف فرمایا۔[21]

(14) ترجمہ: میری امت میں سے میری امت پر سب سے بڑا مہربان۔
(15) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث ۳۸۱۵،۱۶، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۳۵
(16) ترجمہ: ان میں سے اللہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت۔
(17) ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔
(18) پ ۳۰، سورۃ البینۃ، آیت ۸
(19) صحیح مسلم، کتاب الذهد والرقائق، حدیث ۲۹۶۶، دار المغنی، بیروت، ص ۱۵۸۶
(20) ترجمہ: میرے ماں باپ تم پر فدا۔
(21) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب الزبیر بن عوام، حدیث ۳۷۲۰، دار الکتبیه، بیروت، ۲/۵۴۰

خ م حواری حضور کے حضرت زبیر ہیں۔[22]

اور **ت** عبداللہ بن عباس دوبار رؤیتِ جبریل علیہ الصلوۃ والسلام سے ممتاز[23]

ت سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ کی نسبت ارشاد ہوا مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے پھر علی۔[24]

ت ابوذر سا راست گفتار زیرِ آسماں نہیں۔[25]

ت ق حب مس حسنِ قرأت میں ابی بن کعب کو سب پر سبقت[26] زید بن ثابت فرائض دانی[27] اور معاذ بن جبل علمِ حلال وحرام میں فائق[28] ابوعبیدہ اس امت کے امین۔[29]

---

(22) صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الطلیعة، حدیث ۲۸۴۶، دارالکتب العلمیه، بیروت، ۲/۲۶۷

(23) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن عباس، حدیث ۳۸۴۱، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۴۸

(24) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اسامه بن زید، حدیث ۳۸۴۵، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۴۷

(25) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی ذر غفاری، حدیث ۲۸۔۳۸۲۷، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۴۰

(26) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب ابی بن کعب، حدیث ۳۸۰۹، دارالفکر، بیروت، ص ۹۲۸

☆ سنن الترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب من فضل ابی بن کعب، حدیث ۳۹۰۱، دارالکتب العلمیه، بیروت، ص ۸۷۵

(27) سنن الترمذی، ابواب المناقب عن رسول، باب مناقب معاذبن جبل وزید بن ثابت وابی بن کعب وابی عبیده ابن الجراح، حدیث ۳۷۹۷، دارالکتب العلمیه، بیروت، ص ۸۵۹

(28) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث ۳۸۴۵، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۴۷

(29) صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابه، باب مناقب ابی عبیده بن الجراح، حدیث ۳۷۴۴، دارالفکر، بیروت، ص ۹۱۵

خ م سعد بن معاذ کے انتقال سے عرشِ خدا ہل گیا۔[30]

خ م اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین خدیجہ کو سلام کہلا بھیجا۔[31]

خ م سیدنا ابوموسیٰ کو مزمارِ آلِ داؤد عطا ہوا۔[32]

خ م حذیفہ صاحبِ اسرار ہوئے۔[33]

م تمیم داری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصۂ جساسہ بلفظ حدثنا تمیم الداری حکایت فرمایا۔[34]

اور **عس** صدیق کا سبّاق بالخیر ہونا فاروق سے بکلمۂ حدثنی عمر نقل کیا۔[35]

م ت واللفظ لت حضرت جلیبیب جب شہید ہوئے حضور ان کی نعش اپنے دستِ اقدس پر اٹھا کر لے چلے اور ارشاد فرماتے تھے ((جلیبیب منی و انا من جلیبیب جلیبیب منی وا نا من جلیبیب جلیبیب منی وانا من جلیبیب))[36] جلیبیب میرا اور میں جلیبیب کا، جلیبیب میرا اور میں جلیبیب کا، جلیبیب میرا اور میں جلیبیب کا۔ رضی

---

(30) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعدبن معاذ، حدیث ۳۸۰۳، دارالکتب العلمیه، بیروت، ۲/۵۶۱

(31) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب تزویج النبی، حدیث ۳۸۲۰، دارالکتب العلمیه، بیروت، ۲/۵۶۵

(32) صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن صوت بالقرأة، حدیث ۵۰۴۸، دارالکتب العلمیه، بیروت، ۳/۴۱۶

(33) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عماروحذیفه، حدیث ۳۷۴۳، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۲/۵۴۵

(34) صحیح مسلم، کتاب الفتن، قصة الجساسة، حدیث ۲۹۴۲، دار المغنی، بیروت، ص ۱۵۷۵

(35) تاریخ مدینه دمشق لابن عساکر، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۳۰/۶۵

(36) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب فضائل جلیبیب، حدیث ۲۴۷۲، دارالمغنی، بیروت، ص ۱۳۴۱

اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و حشرنا فی زمرۃ محبّیھم یوم الدین امین۔[37]

یہ تو عموم صحابہ کے بحارِ فضائل سے ایک خفیف قطرہ تھا اور صحرائے فواضل کا ادنیٰ ذرہ، پھر اے اشتیاق بھرے دل اور انتظار والے کان! کیا پوچھتا ہے حال ان چار سرورانِ ابرار و سیدانِ اخیار کا جو اس بارگاہِ عرش اشتباہ کے پہلے صدر نشینانِ بزمِ عز و جاہ ہیں، جن کی کرسیٔ عزت خاص پایۂ تختِ سلطانی سے پہلو بہ پہلو بچھائی جاتی ہے اور اس خسروِ کون و مکان کے بعد چترِ شہریاری ان کے پاک مبارک سروں پر قربان ہوتا ہے

ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا[38]

روئے زمین کے ریگ دانے ایک ایک کر کے گن لیجئے آسمان کے تارے فرداً فرداً شمار کر دیجئے مگر حاشا کہ ان کے فضائلِ خاصہ و مناقبِ مختصہ پائے بند زنجیر حصر و شمار ہوں۔

عزیزا! اگر درخت قلمیں اور دریا سیاہی اور طباقِ آسمان اوراق ہو جائیں اور تمام جن و انس تا قیامِ قیامت لکھنے پر کمر باندھیں عجب کیا کہ ہنوز روزِ اول ہو۔

وعلی تفنن واصفیہ بحسنہ
یفنی الزمان و فیہ ما لم یوصف [39]

یہی سبب ہے کہ ان چار ارکانِ قصرِ ملت و چار انہارِ باغِ شریعت کے خصائص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کے مناقب پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں اور ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

(37) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارا حشر ان کے محبین میں فرمائے، آمین۔

(38) ترجمہ: میرے گلستان سے میری بہار کا اندازہ کر۔

(39) ترجمہ: اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی پر زمانہ فنا ہو گیا اور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم
بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست [40]

علی الخصوص شمعِ شبستانِ ولایت بہارِ چمنستانِ معرفت خاتمِ خلافتِ نبوت فاتحِ سلاسلِ طریقت طاہر مطہر قاسمِ کوثر امام الواصلین سید العارفین مولی المسلمین امیر المؤمنین ابو الائمۃ الطاہرین مطلوبِ کلِ طالب اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب سیدنا و مولانا **علی بن ابی طالب** کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و حشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم۔ امین[41] کہ اس جناب گردوں قباب کے محامدِ جلیلہ و مناقبِ جمیلہ جس کثرت و شہرت کے ساتھ ہیں دوسرے کیلئے وارد نہیں۔☆[1] امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں☆[2] **مس** "ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما جاء لعلی بن ابی طالب"[42][43]

☆[1] قولہ: دوسرے کے لئے وارد نہیں، زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں "علماء نے فرمایا ظاہراً سبب اس کثرت و اشتہار کا یہ ہے کہ بنی امیہ اس جناب کی تنقیصِ شان کرتے تھے تو جس محدث کے پاس مناقبِ مرتضوی سے جو کچھ تھا وہ اسے مشتہر کرتا اور وہ لوگ جس قدر ان کے مناقب بجھانا چاہتے اور محدثین کو ان کی تحدیث پر ڈراتے اسی قدر فضائل والا زیادہ انتشار و اشتہار پاتے ۱۲ منہ۔

☆[2] قولہ: امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں الخ، اور اسی کے مثل مروی ہوا ابو عبد الرحمن نسائی اور ابو علی نیسابوری اور اسمٰعیل قاضی سے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کمانقلہ الزرقانی فی شرح المواھب فی ذکر کتاب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ۔

(40) ترجمہ: جب میں ان چار باغوں (یعنی خلفائے اربعہ) میں سے کسی ایک کے گلِ رعنا کی طرف دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے۔

(41) ترجمہ: اللہ تعالیٰ سخت دن (قیامت کے دن) میں ہمارا حشر ان کے گروہ میں فرمائے، آمین۔

(42) ترجمہ: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کے لئے اس قدر فضائل وارد نہ ہوئے جس قدر علی بن ابی طالب کے لئے، ۱۲۔

(حاشیہ(43) اگلے صفحہ پر دیکھیں)

ہمارے ائمہ وعلماء نے ان میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادتِ کونین وشرافتِ دارین حاصل کیں والحق غیرمتناہی کا شمار کس کا اختیار، واللہ العظیم اگر ہزار دفتر اس جناب کے شرحِ فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مواخات کی، علوِ نسب وشرافتِ صِہر میں سب پر برتری ملی، جہادِ سنانی ولشکر شکنی تھی کہ قوتِ الٰہی کا نمونہ، روئے انور کی تاب وتجلی تھی کہ عارضِ ایمان کا گلگونہ، تلوار تھی یا چہرۂ اسلام کی ڈھال اور بازو تھے کہ زورِ نبوی کی تمثال، انہیں بازوؤں نے درِ خیبر اکھیڑ کر سپر بنایا اور اسد اللہ الغالب لقب پایا، خود اس جنابِ عرفان مآب نے اپنے خصائص میں چند اشعار انشاء وارشاد فرمائے، علماء فرماتے ہیں ہر مسلمان پر واجب کہ انہیں حفظ کرلے تا (کہ) فضائلِ مرتضوی پر وقوف واطلاع رہے۔ وھی ھذہ (اور وہ اشعار یہ ہیں۔ت)

محمدٌ النبی اخی وصھری — وحمزۃ سید الشھداء عمی

وجعفرٌ الذی یضحی ویمسی — یطیر مع الملائکۃ ابن امی

وبنت محمد سکنی وعرسی — مشوب لحمھا بدنی ولحمی

وسبطا احمد ابنای منھا — فایکم لہ سھم کسھمی

سبقتکم الی الاسلام طراً — غلاماً ما بلغت اوان حلمی [44][45]

(43) مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، فضائل علی بن ابی طالب، حدیث ۴۶۲۸، دار المعرفۃ، بیروت، ۴/۶۹

(44) ترجمہ: نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے چچازاد بھائی اور صہر (سسر) ہیں اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے چچا ہیں اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صبح شام ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں وہ میری ماں کے بیٹے ہیں، اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیٹی میرے گھر میں رہائش پذیر اور میری دلہن ہیں، ان کا گوشت میرے بدن اور میرے گوشت سے ملا ہوا ہے اور احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نواسے ان (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے میرے بیٹے ہیں، تم میں سے کس کے لئے (ان فضائل میں سے) میرے حصے کی طرح حصہ ہے، میں تم پر اسلام کی طرف سبقت لے گیا بچپن کی حالت میں جبکہ میں ابھی جوانی کے لمحات کو نہیں پہنچا تھا۔ (حاشیہ (45) اگلے صفحہ پر دیکھیں)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے کہ اللہ اسے اس سرکار کی مداحی مقبول دارین میں عطا فرمائے ان پانچ اشعارِ کریمہ کا پانچ شعر میں ترجمہ کرکے شاہد سرمایۂ نازِ عرب کو لباس تنگ وچست فارس پہنایا اور دیگر فضائل کی اضافت سے گلدستۂ باغِ ایمان بنایا۔

منقبت

السلام اے احمدت صہر وبرادر آمدہ
حمزہ سردارِ شہیداں عم اکبر آمدہ

جعفرے کومی پرد صبح ومسا با قدسیان
با تو ہم مسکن بہ بطن پاك مادر آمدہ

بنت احمد رونق کاشانہ وبانوئے تو
گوشت وخونت بلحمش شیر وشکر آمدہ

ہر دو ریحان نبی گلہائے توزان گلزمین
بہرہ گلچینیت زین باغ برتر آمدہ

می چمیدی گلبنا درباغ اسلام وہنوز
غنچہ ات نشگفت ونی نحلے دگر بر آمدہ

ہر نبی را ذریت در صلب او نیہادہ اند
نسلِ پاك مصطفی از پشت تو بر آمدہ

نرم نرم از بزم دامن چیدہ رفتہ بادتند
یا علی چوں بر زبانِ شمع مضطر آمدہ

ماہ تاباں گو متاب ومہرِ رخشاں گو مرخش
باختر تا خاور اسمت نور گستر آمدہ

حل مشکل کن بروئے مندرِ رحمت کشا

اے بنامِ تو مسلم فتحِ خیبر آمدہ
مرحبا اے قاتلِ مرحب امیر الاشجعی

درظلالِ ذوالفقارت شورِ محشر امدہ
سینہ ام را مشرقستان کن بنورِ معرفت

اے کہ نام سایہ ات خورشید خاور آمدہ
کے رسد مولیٰ بمہر تابناکت نجم شام

گو بنور صبحت او ہم صبح انور آمدہ
ناصبی را بغض تو سوئے جھنم رو نمود

رافضی از حبّ کاذب در سقر در آمدہ
من زحق می خواہم اے خورشیدِ حق آں مہر تو

کز ضیائش عالم ایمان منور آمدہ
بہرِ استر چادر مہتاب وایں زریں پرند

نہ پذیرائے گلیم بخت قنبر آمدہ
تشنہ کام خود رضائے خستہ راہم جرعہ

شکر آں نعمت کہ نامت شاہِ کوثر آمدہ [46]

(45) کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابۃ حدیث ۳۶۳۶۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۴۹/۱۳

(46) **ترجمۂ اشعار:** (۱) اے اپنی تعریف کرنے والے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صہر (داماد) اور چچازاد بھائی (یعنی پیارے علی) آپ پر سلام ہو، شہیدوں کے سردار حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بڑے چچا ہیں۔(۲) اور حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صبح وشام ملائکہ کے ساتھ سیر کو اڑتے ہیں وہ اور آپ دونوں ایک ہی ماں کے پاکیزہ بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔(۳) آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لختِ جگر آپ کے کاشانۂ اقدس کی رونق اور آپ کی زوجہ ہیں، آپ اور سیدۃ النساء ایک دوسرے کے ساتھ شیر وشکر کی طرح (گھل مل گئے) ہیں۔(٤) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں پھول

(یہاں بیاض ہے)[47]

(حاشیہ(46) کا بقیہ حصہ)

(یعنی حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ ہی کے گلستان کے گلِ رعنا ہیں آپ کے انہی گل چنیں کی وجہ سے باغ کی رونق زیادہ ہے۔(٥) باغِ اسلام کی طرف آپ کا جھکاؤ اس وقت بھی تھا جبکہ ابھی آپ کی کلی نہیں کھلی تھی اور نہ ہی اس وقت کوئی دوسرا پودا تھا۔(٦) ہر نبی کی اولاد اسی کی صلب میں رکھی گئی لیکن سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسلِ پاک آپ سے چلی۔(٧) ہوا آہستہ آہستہ دامن اٹھا کر بزم سے چلنے لگی۔ پھر تیز جھکڑ بن کر آندھی اور طوفان بن گئی تو بیقرار شمع کی زبان پر یا علی کا ورد جاری ہوگیا۔(٨) اے روشن چاند! تو اپنے مطلع کی طرف لوٹ جا اور اے چمکتے سورج تو بھی مت چمک، کیونکہ مشرق تا مغرب آپ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے اسمِ پاک کا نور پھیلا ہوا ہے۔(٩) میری مشکل حل کریں اور میرے لئے رحمت کا دروازہ کھولیں جیسا کہ آپ کے نام سے مسلمانوں پر خیبر کی فتح کا دروازہ کھل گیا تھا۔(١٠) مرحبا اے مرحب کے قاتل اور بہادروں کے سردار آپ کی تلوار ذوالفقار کے چلنے سے محشر کے شور کی طرح شورِ آہ فغاں بلند ہوتا ہے۔(١١) اے وہ علی کہ آپ کے نام کا سایہ ہی صبح کا چمکتا دمکتا سورج بن کے آیا آپ میرے سینہ کو معرفتِ خداوندی کے نور سے روشن ومنور کر دیجئے۔(١٢) اے مولیٰ علی شام کو آسمان پر چمکنے والا پہلا ستارہ آپ کے مہر کی تابناکی کی چمک تک کب پہنچ سکتا ہے اگرچہ آپ کی صحبت کے نور سے وہ بھی صبح کو منور نورانی صبح لاتا ہے۔(١٣) ناصبی خارجی کو حضرت علی کی دشمنی جہنم کا راستہ دکھاتی ہے (جہنمی کر دیتی ہے) اور رافضی شیعہ کو حضرت علی کی جھوٹی محبت جہنم میں داخل کر دیتی ہے۔(١٤) میں اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرتا ہوں اے حق کے سورج یہ تیری مہربانی ہے کہ تیری روشنی سے ایمان کا عالم نورانی ہوا ہے۔(١٥) آپ کا نور ہمارے لئے چادر ہے جبکہ (آپ کے خادم) حضرت قنبر کو اس نے ڈھانپا اور مشرف کیا ہوا ہے۔(١٦) اپنے پیاسے تھکے ہوئے رضا کو ایک گھونٹ عنایت کر دیجئے اس انعام کے شکریہ میں کہ شاہ کوثر آپ کے لئے آبِ کوثر لے کر آئے ہیں۔

(47) ہمارے پاس موجود قلمی نسخہ میں مذکورہ منقبت کے پانچ اشعار مکمل اور چھٹے شعر کا ایک مصرعہ لکھا ہوا تھا اور اس کے بعد ایک صفحہ کامل تک بیاض تھا ہم نے بقیہ اشعار حدائقِ بخشش سے نقل کر کے منقبت کو مکمل کر دیا ہے۔ نیز قلمی نسخہ میں موجود شعر "ماہ تاباں گو متاب و مہرِ رخشاں گو مرخش" حدائق بخشش کے مطبوعہ کسی نسخہ میں نہیں تھا تو گویا اس نسخہ سے حدائق بخشش میں موجود منقبت اور حدائق بخشش سے اس نسخے میں مذکور منقبت کی تکمیل ہوگئی۔

صدیق اکبر کے خصائص سے اس قدر بس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شانِ گرامی کو تمام شانوں سے الگ کردیا اورانہیں خاص اپنی ذاتِ پاک کے لئے چن لیا کہ صحابہ سے ارشاد ہوتا ہے **خ** ((**هل انتم تاركولي صاحبي هل انتم تاركو لي صاحبي**))[48] کیوں تم سے ہوسکتا ہے کہ میرے یارکو میرے لئے چھوڑ دو کیوں تم سے ہوسکتا ہے کہ میرے یارکو میرے لئے چھوڑ دو۔

حق جل وعلیٰ نے انہیں ثانی اثنین خطاب دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! **خ م ت** ((**ماظنک یا ابا بکر باثنین الله ثالثهما**))[49] اے ابوبکر تیرا کیا گمان ہے ان دو کے ساتھ جن کا تیسرا خدا ہے۔

سبحان اللہ، کن دو کے تیسرے، ایک رب العلمین جل جلالہ دوسرے افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

؎ ان تین کا چوتھا نظر آتا نہیں کوئی والله کہ صدیق کا ہمتا نہیں کوئی

فاروق اعظم امیرالمؤمنین امام العادلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوہرِ نفس کو خدا جانے صبغۃ اللہ نے کس رنگ پر رنگا تھا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، **ا ت مس طب عس** ((**لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب**))[50] اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔

شیطان اس جناب کے سایہ سے بھاگتا اور جب چہرۂ اقدس پر نظر پڑتی تازیانۂ جلالِ فاروقی کی تاب نہ لاکر منہ کے بل گر پڑتا، سب نے اسلام کی طرف رغبت کی اور انہیں

(48)بخاری، کتاب المناقب ،باب قول النبی "لو کنت متخذا خلیلا"، حدیث ۳۶۶۱، دار الکتب العلمیة،بیروت ، ۲/۵۱۹

(49)بخاری ، کتاب المناقب، باب مناقب المهاجرین وفضلهم، حدیث ۳۶۵۳، دار الکتب العلمیة،بیروت،۲/۵۷۱

(50) ترمذی ، کتاب المناقب ،باب فی مناقب عمربن خطاب ،حدیث۳۷۰۶، دار الفکر ،بیروت ، ۳۸۵/۵ (و لفظ الترمذی لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب)

اس سے عزت ملی بخلاف عمر بن الخطاب کے کہ اسلام نے ان کی طرف رغبت کی اور اسے ان سے عزت ملی، نہ آئے جب تک نہ بلایا اور نہ اٹھے جب تک نہ اٹھایا۔ یہاں چند کلمات شاہ ولی اللہ صاحب کے فقیر کو کس قدر پسند آئے کہ ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں "تدبیر غیب اوراخواهی نخواهی باسلام آورد مصرعه گر نیاید بخوشی موئے کشائش آرید مراد بود نه مرید مخلَص بود نه مخلِص شتان بین المرتبتین دریں راه نیامد تا آنکه ازدرودیوارندایش نه کردندو بر خوان نعمت نرسید تا آنکه مکرر بهر زبانش نخواندند رضی الله تعالیٰ عنه"[51][52]

ذوالنورین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انفاقِ مال میں وہ رتبہ بخشا جس کے سبب، **ت** ((**ما علی عثمن ما فعل بعد هذه ماعلی عثمن ما فعل بعد هذه**))[53] کا خلعت ملا یعنی اس کے بعد عثمٰن کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں، اسکے بعد عثمٰن کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

تجہیزِ جیش العسرہ، وقفِ بیرِ رومہ وزیادتِ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم روزِ ازل سے اس غنی الدارین کا بہرۂ خاص تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جگر پارے نکاح میں آئے اوران دو چاند سورج کے سبب ذی النورین لقب پایا اور فضیلت پر فضیلت یہ کہ حضور نے

(51)ترجمہ: خواہی نخواہی تدبیر غیب انھیں اسلام کی طرف لائی، **مصرعہ**، "اگر وہ بخوشی نہ آتے تو انہیں بالوں سے کھینچ کرلے آتے" ایسی صورت میں وہ مراد کہلائے گا مرید نہیں، مخلَص ہوگا مخلِص نہیں، اوران دونوں مراتب میں بہت زیادہ فرق ہے۔اور وہ اس وقت تک اس راستے پر نہ آئے جب تک درودیوار نے اسے نہ پکارا نیز اس وقت تک وہ خوانِ نعمت تک نہ پہنچے جب تک کہ ہر زبان نے انہیں بار بار دعوت نہ دی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

(52)ازالة الخفاء،مقصددوم،ماثرفاروق اعظم رضی الله عنه ،سہیل اکیڈمی، لاہور ،ص ۴۲

(53)ترمذی ،کتاب المناقب ،باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث ۳۷۲۰،دار الفکر،بیروت ، ۳۹۱/۵

ارشاد فرمایا **عـــس** ''اگر میری چالیس (۴۰) بیٹیاں ہوتیں ایک کے بعد ایک عثمان کے نکاح میں دیتا''[54] کتابتِ قرآن عظیم سے پہلے مشرف، اور **ص** لوط علیہ السلام کے بعد اول مہاجر خدا کی طرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[55]

بالجملہ اصل بات وہی ہے کہ

ف بھر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم
بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست[56]

اگر کلام کو اس کے نظام سے خارج کرنا اور سوقِ بیان کی غرض وغایت سے دور جا پڑنا مخلِ مرام نہ ہوتا تو سمند خامہ کو کہ اشتیاقِ جولان میں لگا میں چاہتا اور باگیں توڑاتا ہے چندے رخصتِ خرام دی جاتی مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک جواب یاد آیا اس نے تسکین کردی، کسی سردار نصرانی نے آپ سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت دریافت کی، فرمایا: تفصیل تو میری قدرت میں نہیں اور اجمال یہ ہے کہ جیسا مرسِل ویسا رسول۔ اسی طرح شرف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حضرات کے فضائل کو اندازہ کیا چاہئے۔ والسلام

تبصرۂ ثانیہ:

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے انہیں انتساب دوجہاں کی عزت اور کیسی عمدہ شرافت ہے، **صـــو** ''اولادِ انصار سے ایک مرد کو کسی نے بعد ان کے

(54) کنز العمال ،کتاب الفضائل،فضائل صحابه،فضائل ذوالنورین عثمان ،حدیث ۵۱ ۳۶۲،دار الکتب العلمية،بیروت،۲۸/۳

(55) المعجم الکبیر ،نسبة عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه،حدیث ۱۴۳،دار احیاء التراث العربی، بیروت ،۹۰/۱

(56) ترجمہ: جب میں ان چار باغوں (یعنی خلفائے اربعہ) میں سے کسی ایک کے گلِ رعنا کی خوبصورتی کی طرف دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے۔

انتقال کے خواب میں دیکھا، پوچھا: خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا، کہا: بخش دیا، کہا: کس سبب سے، کہا: بسبب اس مشابہت کے جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تھی، کہا: تم سید ہو، کہا: نہیں، کہا: پھر مشابہت کیسی، کہا: ایسی جیسے کتے کو راعی سے ہوتی ہے۔''[57]

ابن عدیم کہتے ہیں میں نے اس مشابہت کی یہ تعبیر دی کہ وہ مرد انصاری النسب تھا، بعض علماء فرماتے ہیں: میں نے اسے انتسابِ علم خصوصاً علمِ حدیث کے ساتھ تاویل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ لوگ ہیں جو مجھ پر درود بہت بھیجتے ہیں اور اہلِ حدیث (یعنی محدثین) کی درود سب سے زیادہ ہے۔''[58]

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ قولِ ثانی اظہر ہے کہ وجہ شبہ سگ وشبان میں محافظت گوسپند ہے اور علماء بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اس گرگِ خونخوار یعنی شیطان ستمگار سے نگہبان ہیں۔ جب مجرد انتساب پر یہ حال ہے تو ان کا کیا کہنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے ہیں اور حضور کے بدنِ اقدس کے ٹکڑے، گوشت وپوست ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون سے بنا، اور سراپا ان کا اس جوہر شریف میں خمیر کیا گیا، اللہ اللہ وہ رخشندہ موتی جو بحرِ اصطفا سے نکلے، اور وہ زیبندہ پھول جو شاخِ نبوت میں پھولے، علی الخصوص حضرتِ بتول جگر پارۂ رسول خاتونِ جہاں بانوئے جنان سیدۃ النساء فاطمۂ زہرا اور اس دوجہاں کی آقازادی کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخِ سیادت کے مہ پارے، باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامین کریمین سعیدین شہیدین تقیین نقیین نیرین زاہرین ابو محمد حسن و ابو عبداللہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ارضی و رحمنا بھم یوم تعرض الاعمال عرضا۔ امین[59]

(57) صواعق محرقه، کتب خانه مجیدیه،ملتان،ص ۲۴۲

(58) صواعق محرقه، کتب خانه مجیدیه،ملتان،ص ۲۴۲

(59) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے خوب راضی اور اللہ تعالیٰ ان کے صدقے اعمال پیش ہونے کے دن ہم پر رحم فرمائے۔ آمین

پھر ان سے جو آگے نسل چلی وہ بھی وہ پاک نونہال ہیں جنہیں آبشارِ ﴿وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا o﴾ (60)(61) سے پانی ملا اور نسیمِ " اخرج منکما کثیرا طیبا "(62) نے نشو ونما دیا، سبحان اللہ وہ برکت والی نسل جس کے منتہی حضور سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا اور وہ شجرۂ طیبہ جس کی توقیع مدح ﴿أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ﴾ (63)(64)

قط حب ایک غلام قریشی نے سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ حجامت پی لیا، حضور نے ارشاد فرمایا ((احترزت من النار و یروی قال اذھب فقد احرزت نفسك من النار))(65) یعنی تو دوزخ سے بچ گیا یا فرمایا جا کہ تو نے اپنی تئیں (اپنے آپ کو) دوزخ سے بچالیا۔

عزیزا! جب حضور کے خونِ پاک کی برکت سے آتشِ دوزخ حرام ہوگئی تو جو اسی خون سے بنے ہیں اور وہ ان کی رگ وپے میں ساری ہے ان کے غلاموں کو دوزخ کی آنچ کیوں کر پہنچ سکتی ہے اسی لئے ارشاد ہوتا ہے، **طب رتم** ((ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله وذریتها علی النار))(66) بیشک فاطمہ نے اپنی عفت نگاہ رکھی پس خدا نے اسے اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام کر دیا۔

(60) ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

(61) پ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۳۳

(62) صواعق محرقه، کتب خانه مجیدیه، ملتان، ص ۱۴۲

(63) ترجمۂ کنزالایمان: جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

(64) پ ۱۳، سورۃ ابراھیم، آیت ۲۴

(65) 1الخصائص الکبری، مکتبه، حقانیه، پشاور

☆البدرالمنیر، حدیث ۸، المکتبة العربیة السعودیة، ریاض، ۱/ ۴۷۴

(66) المستدرك علی الصحیحین للحاکم، کتاب المناقب، مناقب فاطمة بنت رسول الله، حدیث ۴۷۷۹، دارالمعرفة، بیروت، ۴/ ۱۳۵

اور حدیثِ صحیح ☆[1] میں آیا، **دمس** ((وعدنی ربی فی اهل بیتی من اقر منهم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبهم "(67) میرے رب نے مجھ سے میرے اہل بیت کے حق میں وعدہ کیا جو ان میں سے خدا کی وحدانیت اور میری تبلیغِ رسالت کا اقرار کرے گا اس پر عذاب نہ فرمائے گا۔

اور بروایتِ ثقات وارد ہوا، **صـــــو** حضور نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا ((ان الله غیر معذبك ولا ولدك))(68) اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیرے بچوں کو۔

اور وارد ہوا، **مح فر** ☆[2] ((سئلت ربی ان لا یدخل النار احدا من اهل بیتی فا عطانی ذلك))(69) میں نے اپنے رب سے سوال کیا میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے پس اس نے مجھے یہ عطا کیا۔

اور فرماتے ہیں، **طب قط** ((اول من اشفع له من امتی اهل بیتی الا قرب فالاقرب))(70) الحدیث۔ میں اپنی امت میں پہلے شفاعت اپنے اہل بیت کی کروں گا جو نزدیک تر ہیں پھر جو نزدیک تر ہیں۔

مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں، **مح** ((سمعت رسول الله صلی الله علیه

☆[1] قوله: صحیح، کذا ذکرابن حجرفی ....تبعاً...... الذهبی نقله المناوی۔ ۱۲منه

☆[2] وکذا اخرجه ابو القاسم بن بشران فی امالیه کما فی **صو**۔ ۱۲منه

(67) المستدرك علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفة الصحابه، حدیث ۴۷۷۲، دارالمعرفة، بیروت، ۴/ ۱۳۲

(68) المعجم الکبیر، حدیث ۱۱۶۸۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۱/ ۲۱۰

(69) کنز العمال، کتاب الفضائل، باب خامس فی فضل اهل بیت، حدیث ۳۴۱۴۴، دارالکتب العلمیه، بیروت، ۱۲/ ۴۴

(70) المعجم الکبیر، حدیث ۱۳۵۵، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲/ ۳۲۱

وسلم يقول اللهم انهم عترة رسولك فهب مسيئهم لمحسنهم وهبهم لی ففعل قلت ما فعل قال فعله ربكم بكم ويفعله بمن بعدكم))[71] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے سنا، الٰہی! وہ تیرے رسول کی آل ہیں پس ان کے بدکار کو، ان کے نیکوکار کو بخش دے اور ان سب کو مجھے دے ڈال، پس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، میں نے عرض کیا: کیا کیا، فرمایا: تمہارے رب نے یہ تمہارے ساتھ کیا اور جو تمہارے بعد آئیں گے ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔

احادیث کہ اس نسلِ مکرم کے فضل میں وارد، دائرۂ احصاوشمار سے خارج ہیں،
اے عزیز! روزِ قیامت سب نسب اور رشتے منقطع ہیں کوئی نہ پوچھے گا کس کا بیٹا کس کا پوتا،

ع کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست[72]

خود حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾[73] پھر جس وقت پھونک ماری صور میں تو نہ ذاتیں ہیں ان میں۔

مگر نسبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضور سے رشتہ وعلاقہ کہ یہ وہ عروۂ وثقی ہے جسے کبھی انقطاع نہیں، قصۂ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے، ر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا لوگوں کو نماز کے لئے ندا کریں، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا ((ما بال اقوام يزعمون ان قرابتی لا تنفع كل سبب و نسب تنقطع يوم القيمة الا نسبی و سببی فانها موصولة فی الدنيا والآخرة))[74] کیا حال ہے ان لوگوں کا جو گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی، روزِ قیامت ہر رشتہ ونسب منقطع ہوگا سوا میرے نسب وعلاقہ کے کہ وہ دنیا وآخرت میں جوڑا ہوا ہے۔

(71) صواعق محرقہ، باب بشارتہم بالجنۃ، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۲۳۵
(72) ترجمہ: کہ اس جگہ فلاں ابن فلاں (یعنی نسب) کی کوئی حیثیت نہیں۔
(73) پ ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت ۱۰۱
(74) السنن الکبری، کتاب النکاح، حدیث ۱۳۳۹۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۷/۱۰۲

فائدہ:

یہ حدیث بطرقِ عدیدہ حضور سے مروی کہ ان میں بعض کے رجال اہلِ توثیق ہیں اور اسے بیہقی وحاکم ودارقطنی وبزار وطبرانی نے حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم وحضرت عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمرو وعبداللہ بن زبیر ومنذر ومسور وغیرہم صحابہ سے روایت کیا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ذہبی کہتے ہیں اسناد اس کی صالح ہے اور ابن حجر نے صواعق میں بعض طرق کو صحیح کہا۔

اور طب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے قصۂ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((تزعمون ان شفاعتی لا تنال اهل بيتی وان شفاعتی تنال صداء وحكما))[75] تم گمان کرتے ہو میری شفاعت میری اہلبیت کو نہ پہنچے گی حالانکہ میری شفاعت تو صداء وحکم کو پہنچے گی کہ دو قبیلے ہیں اہل عرب کے یمن میں یعنی جب دور والے محروم نہیں تو پھر گھر والے تو گھر والے ہیں۔

مگر باایں ہمہ قرآن وحدیث نے ہمیں کان کھول کر سنا دیا کہ نسب وجزئیت عنداللہ مدارِ افضلیت نہیں بلکہ اس کا مدار مزیتِ دین وتقوی ہے قال ربنا تبارك وتعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ط إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[76] اے لوگو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک نر اور ایک مادہ سے اور کیا تم کو شاخیں اور قبیلے تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک بزرگ تر تمہارا خدا کے نزدیک تمہارا بڑا پرہیزگار ہے۔ یعنی اصل تم سب کی ایک مرد وعورت سے ہے، نسب کی شاخیں اور قبیلوں کی جدائیاں تو اس غرض سے ہیں کہ اپنے اقربا کو پہچان کر صلۂ رحم کرو ہماری بارگاہ میں زیادتِ عزووجاہت اسی سے ہے کہ پرہیزگاری زیادہ ہو۔

(75) المعجم الکبیر، باب مسند النساء، ام ہانی بنت ابی طالب، حدیث ۱۰۴۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۴/۴۳۴
(76) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، خ م ((عن ابی ھریرۃ اکرم الناس اتقھم))[77] زیادہ بزرگ لوگوں میں وہ ہے جو زیادہ تقوی والا ہے۔

اورفرماتے ہیں، ا ((انظر فانك لست بخير من احمر ولا اسود الا ان تفضله بتقوى الله))[78] دیکھ کہ تو کسی سرخ وسیاہ سے بہتر نہیں مگر یہ کہ تو اس سے تقوائے خدا میں زیادہ ہو۔

اورفرماتے ہیں، **طب** ((المسلمون اخوۃ لافضل لاحد علی احد الا بالتقوی))[79] مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں کسی کو کسی پر بڑائی نہیں مگر بسبب تقوی کے۔

اورفرماتے ہیں ((ان اللہ قد اذھب عنکم عیبة الجاھلية انما ھو مؤ من تقی و فاجر شقی الناس کلھم بنو آدم وآدم خلق من تراب))[80] بے شک خدا نے تم سے دور کیا نخوتِ جاہلیت کو، لوگ دو ہی قسم ہیں مسلمان پرہیزگار اور بدبخت تباہ کار، آدمی سب اولادِ آدم ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے۔

اورفرماتے ہیں، م ق ((ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم))[81] بیشک خدا تمہاری صورتیں اور مال نہیں دیکھتا وہ تو

(77) کنز العمال، کتاب الاخلاق، حرف التاء، حدیث ۵۲۲۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴۰/۳

(78) کنز العمال، کتاب الاخلاق، حرف التاء، حدیث ۵۲۲۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴۱/۳ (کتاب میں ''بتقوی اللہ'' کی جگہ صرف ''بتقوی'' ہے۔)

(79) المعجم الکبیر، راوی حبیب بن خراش، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۵/۴

(80) شعب الایمان للبیہقی، الرابع والثلثون حفظ اللسان، حدیث ۵۱۲۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۸۶/۴

(81) صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ والاداب، باب تحریم ظلم المسلم، حدیث ۳۴، دار المغنی، بیروت، ص ۱۳۸۷

تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔

اورفرماتے ہیں، ا ((ان انسا بکم ھذہ لیست بمسبة علی احد کلکم بنو آدم لیس لاحد علی احد فضل الا بدین او تقوی))[82] تمہارے نسب (کسی کیلئے باعثِ عار) نہیں، تم سب اولادِ آدم ہو کسی کو کسی پر بڑائی نہیں مگر دین یا تقوی سے۔

اورفرماتے ہیں، ا ((یا ایھاالناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی احمر الا بالتقوی خیر کم عنداللہ اتقکم للہ))[83] لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک سن لو نہ کسی عربی کو بزرگی عجمی پر نہ کسی سیاہ کو سرخ پر مگر بسبب تقوی کے بہتر تمہارا خدا کے نزدیک وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے۔

اورفرماتے ہیں، **جر عک** ((الناس لآدم وحواء ان اللہ لا یسألکم عن احسابکم ولا عن انساکم یوم القیمة الا عن اعمالکم ان اکر مکم عنداللہ اتقٰکم))[84] خدا روزِ قیامت تمہارے حسب پوچھے گا نہ نسب سوا اعمال کے، بیشک تم میں زیادہ بڑائی خدا کے یہاں اسے ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

اورفرماتے ہیں، م ((من ابطأبه عمله لم یسرع به نسبه))[85] جس کے ساتھ اس کا عمل درنگ کرے گا اس کا نسب جلدی نہ کرے گا یعنی جو اپنے اعمال میں گھٹ رہا نسب سے نہ بڑھ جائیگا۔

(82) مسند احمد بن حنبل، حدیث عقبہ بن عامر، حدیث ۱۷۳۱۵، دار الفکر، بیروت، ۱۲۲/۶

(83) مسند احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب النبی، حدیث ۲۳۵۴۸، دار الفکر، بیروت، ۱۲۷/۹

(84) کنز العمال، کتاب الاخلاق، حرف التاء، التقوی، حدیث ۵۶۴۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴۳/۳

(85) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، فصل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، حدیث ۲۶۹۹، دار المغنی، بیروت، ص ۱۴۴۷

اورفرماتے ہیں، **طب**((ان اھل بیتی یرون انھم اولی الناس بی ولیس کذلك ان اولی الناس بی منکم المتقون من کانوا وحیث کانوا))[86]
میرے اہل بیت کوخیال ہے کہ وہ سب میں زیادہ مجھ سے قریب ہیں اورایسانہیں بے شک سب میں زیادہ نزدیک مجھ سے تمہارے پرہیز گار ہیں کوئی ہوں اور کہیں ہوں۔

اے عزیز!اگرنسب و جزئیت مدارِافضلیت ہوتا تو سراپرد ہائے عفتِ آسمان رفعتِ کنیزانِ درگاہِ تقدس پناہ حضرات بتول زہراو زینب و رقیہ وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنھن کو خدام بارگاہِ والا جاہ مرتضوی پر تفضیل ہوتی بلکہ جناب سبطینِ کریمین بھی حضرت مولیٰ سے افضل ہوتے کہ ان کی قرابت کوان جگر پاروں سے جو درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجزائے بدن ہیں کیا مناسبت ☆ حالانکہ یہ امر باجماعِ فریقین باطل، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابِ ابنین مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کواپنا بیٹا اورجوانانِ اہل جنت کا سردار کہہ کے ان کے والد ماجدکوان پر تفضیل دی فقد اخرج **ق** عن ابن عمر و **مس** عنه و عن ابن مسعود و **طب** عن قرة و ملك بن الحویرث و **عس** عن علی و ابن عمر

☆**قولہ کیامناسبت**، شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دھلوی در اشعة اللمعات درباب مناقبِ اھلِ بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میفرماید ھیچکس بحسب شرف ذات وطھارتِ طینت وپاکی جوھر بفاطمہ وحسن وحسین (رضی اللہ عنھم) نرسد واللہ اعلم انتھی[87][88] اسی مقام پر نظر کر کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت فرماتے ہیں'' لاافضل علی بضعة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احداً ''[89] میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارہ پر کسی کوفضیلت نہیں دیتا۔علامہ عبدالرؤف مناوی زیرحدیث((افضل نساء اھل الجنة)) فرماتے ہیں ''ھی واخوھا ابراھیم افضل من جمیع الصحابة''[90]
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پرملاحظہ کریں)

(86)المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۲۴۱،داراحیاء التراث العربی،بیروت،۱۲۰/۲۰

رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین((ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابنای ھذا ن الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنة و ابوھما خیر منھما))[91] ولفظ **طب**((افضل منھما))[92] صححه الحاکم و اسناد **طب** حسن[93] یعنی حضور نے ارشاد فرمایا میرے یہ دونوں بیٹے حسن وحسین سب جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں اوران کا باپ ان سے بہتر وافضل ہے۔

البتہ محبتِ طبعی اپنے عزیزوں قریبوں سے زیادہ ہوتی ہے اس میں ہمارا کلام نہیں، جاہ وکرامتِ دینی کامدار وہی مزیتِ تقوی ہے کما مر۔اسی لئے ارشاد ہوتا ہے،

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ)

فاطمہ زہرااوران کے بھائی سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب صحابہ سے افضل ہیں۔**اقول** پس اگر شرافتِ نسب ونظافتِ جوہروطہارتِ عنصر وطیبِ طینت میں گفتگو کرتے ہوتو حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے افضل ہیں اوران امور میں بحث نہیں، دلائلِ تفضیلِ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں ان کا ذکرکیوں لاتے ہوغرض حق یہ ہے کہ سنفضیہ کی کسی بات کا تھل نہ بیڑا۔۱۲منہ

(87)ترجمہ:شیخ محقق مولانا عبدالحق محدثِ دہلوی شرح مشکوۃ اشعۃ اللمعات کے باب مناقبِ اہلِ بیتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں: شرافتِ نسب وطہارتِ طینت وطہارتِ عنصر اورنظافتِ جوہر کے اعتبار سے کوئی بھی فاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک نہیں پہنچ سکتا(یعنی آپ کا نسب سب سے افضل و اعلیٰ ہے)اوراللہ بہتر جانتا ہے۔(شیخ محقق کی عبارت ختم ہوئی)۔
(88)اشعة اللمعات، کتاب الفتن ، مناقب اہل بیت ، کتب خانہ مجیدیہ،ملتان،۶۸۵/۴
(89)مرقاة المفاتیح ، کتاب المناقب، مناقب اہل بیت ، حدیث ۶۱۳۹،دارالفکر، بیروت ۵۱۴/۱۰
(90)فیض القدیرللمناوی،حدیث ۱۳۰۷ ،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۶۸/۲
(91)کنز العمال، الباب فاطمة و الحسن والحسین ،حدیث ۳۴۲۴۲ ،دارالکتب العلمیہ بیروت،۵۲/۱۲
(92)المعجم الکبیر للطبرانی، باب حسن بن علی، حدیث ۲۶۰۸،داراحیاء التراث ،بیروت،۳۸/۳
(93)ترجمہ:اس کوحاکم نے صحیح کہااور **طب** کی اسناد حسن ہیں۔

طس[94] ((فاطمة احب الی منك وانت اعز علی منها))[95] اے علی فاطمہ مجھے تجھ سے زیادہ پیاری ہے اور تیری عزت میری نگاہ میں اس سے بیشتر ہے۔

تنبیہ نبیہ:

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ابوت صرف ابوت جسمانی پر مقتصر نہیں بلکہ اس کی دوسری قسم روحانی ہے۔ اور یہ قسم قسمِ اول سے اعلیٰ واکمل، تمام مسلمان حضور کے مثلِ اولاد ہیں کہ زیرِ سایۂ رحمت تربیت و پرورش پاتے ہیں اسی لئے ارشاد ہوتا ہے۔ **ادس ق حب** عن ابی ہریرۃ ((انما انا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم))[96] میں تمہارے لئے بجائے باپ کے ہوں تمہیں تعلیم کرتا ہوں۔

اور قرأت شاذہ میں وارد "النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم و ازواجه امھاتھم وھو ابوھم"[97] نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے، اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں، اور وہ ان کا باپ۔

علماء فرماتے ہیں حضور کی کنیتوں سے ایک کنیت ابو المؤمنین ہے یعنی سب مسلمانوں کے باپ۔

پھر جو شخص مشیمۂ نفس وتکدراتِ ہوا کی ظلمات سے باہر آکر فضائے وسیع اتقا میں قدم رکھتا اور اس ولادتِ ثانیہ کے بعد ذکر خدا سے استہلال کرتا اور خون ناپاک حب دنیا کا تغذیہ چھوڑ شیرِ خوشگوار شریعت سے نشوونما پاتا ہے، اس کا نسبِ معنوی نہایت مستحکم ہوکر

(94) عن ابی ہریرۃ ورجاله رجال الصحیح ۱۲ مناوی. ترجمہ: یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس کے راوی صحیح (بخاری) کے راوی ہیں۔

(95) المعجم الاوسط، حدیث ۷۶۷۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۳۸۰/۵

(96) سنن ابی دائود، کتاب الطھارۃ، باب کراھة استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، حدیث ۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ص۳۷

(97) الدرالمنثور، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۵۰۰/۶ (وھو ابوھم کی جگہ وھو اب لھم ہے)

تربیتِ محمدیہ کا سچا بیٹا پیارا فرزند گنا جاتا ہے۔ اور یہ نسب نسب ظاہری سے بغایت اعلیٰ واغلیٰ ہوتا ہے، اسی لئے شرافتِ عالم کو شرفِ سید پر ترجیح وتفوق ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **طس طص** ((آل محمد کل تقی))[98] محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہر پرہیزگار ہے۔

امام الفریقین عارفِ اجل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز رسالہ اعلام الہدیٰ وعقیدۂ ارباب التقی میں فرماتے ہیں "کونك تنسب علیا الی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم بالصحبة اکمل فی وصفه من نسبة القرابة اذھی نسبة صوریة والکل عال لان نسبة القرابة نسبة صوریة و نسبة الصحبة نسبة المعنی"[99]

ترجمہ عوارف کے باب اول فی التمسك بالعقیدة الصحیحه میں ہے "شك نیست کہ محبت ہر محبوبے اقتضائے محبت کند باہر کے نسبتے بسبب قرب و قرابت با او دارد و صحابہ و اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعضے ہم نسبت صورت و معنی واشتند وبعضے مجرد معنی و نسبت معنوی از نسبت صوری کامل ترست"[100][101]

(98) المعجم الاوسط، حدیث ۳۳۳۲، من اسمہ جعفر، دار الفکر، بیروت، ۲۹۵/۲

(99) ترجمہ: تیرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف صحابیت سے منسوب کرنا نسبتِ قرابت سے موصوف کرنے کی بہ نسبت زیادہ کامل ہے کیونکہ نسبتِ قرابت نسبتِ صوریہ ہے اور وہ سب حضور علیہ السلام کے عیال ہیں، کیونکہ نسبتِ قرابت نسبتِ صوریہ ہے اور نسبتِ صحبت نسبتِ معنویہ ہے۔ (رسالہ اعلام الہدی و عقیدۂ ارباب التقی)

(100) ترجمہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محبوب کی محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر اس سے محبت کی جائے جو محبوب سے قرب وقرابت کی وجہ سے نسبت رکھتا ہے، بعض صحابہ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نسبتِ معنوی اور نسبتِ صوری رکھتے ہیں جبکہ بعض صرف معنوی نسبت رکھتے ہیں اور نسبتِ معنوی، نسبتِ صوری سے زیادہ کامل ہے۔

(101) ترجمہ عوارف

پس خوب ملحوظ و محفوظ رہے کہ صحابہ کرام میں کسی کو شرفِ جزئیت سے محرومی نہیں، بلکہ وہ سب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل وعیال و اجزا و اطفال ہیں۔ اور حضور سے اعلیٰ درجہ کا قرب و قرابت رکھنے والے، اسی جگہ فقیر عرض کرتا ہے:

مثنوی

بحر ذا خر شرع پاک مصطفیٰ — وان صدف عرش خلافت اے فتے
قطرہا آن چار بزم آرائے او — زانکہ او کل بود و شان اجزائے او
ہر گہائے آن گل زیبا بدند — رنگ و بوئے احمدی می داشتند
قصد کارے کرد آن شاہ جواد — ہر یکے انی لہ گویان ستاد
جنبش ابرو نہ تکلیف کلام — خود بود این کار اجزاء والسلام
آن عتیق اللہ امام المتقین — بود قلب خاشع سلطان دین
وان عمر حق گو زبان آنجناب — **ینطق الحق علیہ و الصواب**
بود عثمان شرمگین چشم نبی — تیغ زن دست جوادِ او علی
نیست گر دست نبی شیر خدا — چون ید اللہ نام آمد مر ورا
دست احمد عین دست ذوالجلال — آمد اند ربیعت واندر قتال
سنگریزہ می زند دست جناب — **مارمیت اذرمیت** آید خطاب
وصف اہل بیعت آمد اے رشید — **فوق ایدیہم ید اللہ المجید** (102)

(102) ترجمۂ مثنوی: شریعتِ مصطفیٰ بہت بڑا سمندر ہے۔ اے نوجوان عرشِ خلافت کے یہ چار تابناک موتی شریعتِ مصطفیٰ کے سمندر کی زینت ہیں اس لیے کہ وہ کل ہے اور یہ اس کے اجزاء) اور جز کی شان کل کی شان ہوتی ہے جو کوئی اس کا گل زیبا ہو (یعنی آپ کے ساتھ نسبت رکھتا ہو) تو وہ رنگ و بو حضور والی رکھتا ہے اور جو کوئی کسی کام کے لیے اس شہنشاہِ سخاوت کی طرف رخ کرتا ہے تو آپ اس حاجت مند کے لیے انی لہ فرماتے ہیں (یعنی میں اسی کے لیے ہوں)۔ نہ ابرو کو حرکت دیتے ہیں نہ کلام کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کا کام خود بخود ہو جاتا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

تبصرۂ ثالثہ:

بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عنداللہ ہزار پر غالب آتی ہے، جس کا ناصیۂ دل آستانہ شرع پر جبین سائی سے منور اس پر یہ امر شمس و امس سے اظہر، احادیث صحیحہ و نصوص معتبرہ سے ثابت، کہ **ت ق** ایک ساعت صفِ جہاد میں کھڑا ہونا ہزار دن کی عبادت اور ایک رات راہِ خدا میں پاسبانی ہزار رات دن کے صیام و قیام۔(103)

اور **م** ایک شبانہ روز سرحدِ کفار پر گھوڑے باندھنا مہینہ بھر کی روزہ داری و شب بیداری اور عالم کی خدمت میں گھڑی بھر کی حاضری ہزار دن کی ریاضت۔(104)

اور **ن فر** عالم کی ایک ساعت کہ اپنے بچھونے پر تکیہ لگائے علمِ دین کا مطالعہ کرے عابد کی ستر برس کی عبادت اور رمضان کا ایک روزہ ماہِ حرام، اور ماہ حرام کا اور دنوں

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ)

اور وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے دوست اور امام المتقین ہیں، ان کا دل خاشع اور وہ سلطانِ دین ہیں اور حضرت عمر راست گو ہیں آپ کے متعلق ہی یہ ارشاد ہے "**ینطق الحق علیہ و الصواب**" (یعنی آپ کی زبان اقدس سے حق اور درست بات نکلتی ہے) اور حضرت عثمان شرم وحیا والے چشمِ نبی ان کے لیے زبردست ڈھال اور سخاوت میں بے مثال ہیں اور حضرت علی شیر خدا نبی کریم کے دست و بازو ہیں، جیسا کہ آپ کے مبارک ہاتھوں کے لیے "ید اللہ" کا لقب آیا، اور حضور کا ہاتھ رب ذوالجلال کا دستِ قدرت ہے جیسا کہ بیعتِ رضوان اور جنگ میں آیا ہے، جب آپ نے اپنے دست مبارک سے کنکریاں پھینکیں تو اس پر "**مارمیت اذرمیت**" کا خطاب آیا، اے ہدایت پانے والے اہل بیعت کا وصف یوں آیا "**فوق ایدیھم یداللّٰہ**" کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ بزرگ و برتر کا دست قدرت ہے۔

(103) کنز العمال، کتاب الجہاد، الباب الاول فی الترغیب فیہ، حدیث ۱۰۵۰۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۴/۱۲۲

(104) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ، حدیث ۱۹۱۳، دارالمغنی، بیروت، ص ۱۰۵۹

کے تیس روزوں سے افضل ہے، اور عشرۂ اول ذی الحجہ میں ایک روزہ صیامِ یک سالہ، اور اشہر حرم میں پنجشنبہ جمعہ شنبہ کا اکیس سو برس کی عبادت، اور ماہِ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر، اور فرض کا لا اقل ستر گُنا۔[105]

ق مسجد القدس میں ایک رکعت پانچ ہزار، اور مسجدِ اقدس مدینہ میں پچاس ہزار، اور مسجد الحرام میں ایک لاکھ، اور کعبہ میں بیس لاکھ رکعت کا ثواب رکھتی ہے[106]

قی مدینہ طیبہ میں رمضان کے روزے غیر مدینہ میں ہزار مہینوں کے صیام اور ایک جمعہ اور جگہ کے ہزار جمعہ کی مثل ہے۔[107]

ا مسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستر نمازوں سے افضل۔[108]

اخ م د ت ق مـــــس ہمارا کوہِ احد برابر سونا صحابہ کے تین پاؤ غلہ برابر نہیں۔[109]

خ م ایک شخص اسی وقت مسلمان ہوا اور جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے ارشاد فرمایا ((عمل هذا قليلا فاجره كثير)) اس کا عمل قلیل اور اجر کثیر۔[110]

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ **د** واللہ ابوبکر کا ایک دن رات عمر کی

(105) کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول فی الترغیب فیہ، حدیث ۲۸۷۸۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۶۷/۱۰

(106) کنز العمال، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس فی صلوۃ الجماعۃ، حدیث ۲۰۲۱۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۲۶/۸

(107) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل المدینۃ وما حولہا، حدیث ۳۴۸۱۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۰۶/۱۲

(108) شعب الایمان للبیہقی، باب الطہارات، حدیث ۲۷۷۳، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۲۶/۳

(109) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب تحریم سب الصحابہ، حدیث ۲۳۸۳، دارالفکر، بیروت، ص ۱۲۵۸

(110) کنز العمال، کتاب الجہاد من قسم الاقوال، الباب الاول الاکمال، حدیث ۱۰۶۳۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۲/۴ (ولفظه "اجرً كثيرا")

تمام عمر سے بہتر ہے۔[111]

یع ((عن عمار بن ياسر رضي الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم اتانی جبريل انفا فقلت يا جبريل حدثنى بفضائل عمر بن الخطاب فقال لو حدثتك بفضائل عمر منذ ما لبث نوح فى قومه مانفدت فضائل عمر وان عمر حسنة من حسنات ابى بكر))[112] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی میرے پاس جبریل آیا میں نے کہا اے جبریل میرے سامنے عمر بن الخطاب کی فضیلتیں بیان کرو، جبریل نے عرض کیا: اگر میں عمر کے فضائل اس قدر مدت تک حضور سے کہوں جب تک نوح اپنی قوم میں رہے، فضائلِ عمر ختم نہ ہوں اور بے شک عمر ایک نیکی ہے ابوبکر کی نیکیوں سے۔

قلت والحديث فيه شئى ولكنه فى الفضائل مغتفر۔[113]

تبصرۂ رابعہ:

جب توفیقِ الٰہی ہدایت اور عنایتِ ازلی تربیت فرماتی ہیں، بندہ دامنِ شریعت کو مضبوط تھام کر مناہجِ سلوک میں گرم جولان ہوتا ہے، اور ازانجا کہ یہاں کا رِاہم غیر حق سے انقطاع و تبتل ہے لہذا پہلی منزل تصحیحِ خیال و تصفیۂ تصور کی پڑتی ہے، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لطیف تدبیروں اور پیاری تصویروں سے جی بہلا کر پریشان نظری کی عادت چھٹاتی اور کشا کشِ این و آں سے نجات دے کر نقشِ احدیت لوحِ دل میں جماتی ہے۔ رزقنا الله بجاه مشائخنا الكرام قدست اسرارهم امين۔[114]

(111) کنز العمال، باب فضائل صحابہ، فضل الصدیق، حدیث ۳۵۶۱۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۴۹۳/۱۲

(112) مسند ابی یعلی، مسند عمار بن یاسر، حدیث ۱۶۰۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱۹/۲

(113) ترجمہ: میں کہتا ہوں: حدیث میں کچھ (کلام) ہے مگر فضائل میں چشم پوشی کی جاتی ہے۔

(114) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہمارے مشائخ کرام قدست اسرارہم کی عزت و وجاہت کے طفیل ہمیں عطا فرمائے، آمین۔

اس سفر کو سیر الی اللہ اور اس کے منتہٰی کو مقامِ فنا فی اللہ کہتے ہیں، اس مرحلہ کے طے میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں، اور وہاں ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ﴾ (115)(116) کی طرح لا نفرق بین احد من اولیاء ہ (117) کہا جاتا ہے، جب ما سوی اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبۂ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے، اس کے لئے انتہا نہیں، اور یہیں تفاوتِ قرب جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور بعض کو دعوتِ خلق کے لئے تنزلِ ناسوتی عطا فرماتے ہیں، اس کا نام سیر من اللہ، ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے، اور سلسلۂ طریقت جنبش میں آتا ہے، یہ معنی اسے مستلزم نہیں کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے، اور نزدیکی و بالا روی میں تفوق ہاتھ آئے، اگرچہ یہ ایک فضل جدا تھا جو انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا، آخر نہ دیکھا کہ حضرت مولا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے کرام میں حضرت سبطِ اصغر و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزلِ ناسوتی و مرتبۂ ارشاد و تکمیل ملا، اور حضرت سبطِ اکبر سے کوئی سلسلہ جاری و مشتہر نہ ہوا، حالانکہ قرب وولایتِ امام مجتبیٰ ولایت و قربِ خواجہ سے بالیقین اتم و اعلیٰ اور ظاہر احادیث ☆[1] سے سبطِ اصغر شہزادہ گلگوں قباء پر بھی ان کا فضل

☆[1] **قولہ** ظاہر احادیث سے الخ، **طب** عن البتول الزهراء رضی الله تعالیٰ عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اما حسن فله هیبتی و سوددی واما حسین فان له جرأتی و جودی)) (118) (حاشیہ☆[1] کا بقیہ حصہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

(115) ترجمہ کنز الایمان: ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

(116) پ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۵

(117) ترجمہ: ہم اس کے اولیاء میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔

(118) المعجم الکبیر، ذکر بنات الرسول، ذکر سن فاطمة ووفاتها، حدیث ۱۰۴۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۴۲۳/۲۲

ثابت ☆[2] رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین ۔

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ☆[1])

حسن کیلئے میری ہیبت اور میری سرداری ہے اور حسین کے لئے میری جرأت اور میرا جود۔

د عن المقدام بن معدیکرب ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ((**هذا منی یعنی الحسن و حسین من علی**)) (119) یہ یعنی حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے۔ **اعس** عنه با سناد جید ((**الحسن منی والحسین من علی**)) (120) حسن میرا اور حسین علی کا۔

یع عن جابر باسناد حسن ((**من سره ان ینظر الی سید شباب اهل الجنة فلینظر الی الحسن**)) (121) جسے خوش آئے کہ جوانانِ اہل جنت کے سردار کو دیکھے اسے چاہیے حسن پر نگاہ کرے۔ فافهم والله اعلم ۱۲ منہ

☆[2] **قولہ** ان کا فضل ثابت، فقیر بدلیل احادیث ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ تیسیر شرح جامع صغیر میں دیکھا کہ علامہ مناوی نے اس معنی پر تصریح کی **حیث قال فی شرح قوله صلی الله علیه وسلم شباب اهل الجنة خمسة حسن و حسین و ابن عمر و سعد بن معاذ و ابی بن قیس بن عبید الانصاری الخزرجی وقدم الحسن والحسین لانهما سیدا شبابها کما مر مرارا وثلث بابن عمر لعظیم مکانته فی العلم والعمل وربع بسعد لانه سید الاوس وله فی نصرة الاسلام ماهو معروف فضلهم علی هذا الترتیب** (122) انتهی، فالحمد لله علی حسن التفهیم والله اعلم ۱۲ منہ (123)

(119) کنز العمال، تابع لکتاب الفضائل فاطمه والحسنین، حدیث ۳۴۲۵۳، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۵۳/۱۲

(120) کنز العمال تابع لکتاب الفضائل فاطمه والحسنین، حدیث ۳۴۲۵۶، دار الکتب العلمیه بیروت، ۵۳/۱۲

(121) کنز العمال تابع لکتاب الفضائل فاطمه والحسنین، حدیث ۳۴۲۶۴، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۵۴/۱۲ (کتاب میں بن علی زائد ہے)

(122) فیض القدیر حدیث ۴۸۵۸، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۲۰۴/۴

(123) ترجمہ: جہاں انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

هذا حاصل ما افاده سیدی و مولای سلالة الا کابر العارف الفاضل کابرا عن کابر سیدنا **ابو الحسین احمد النوری** مدظله العالی۔[124]

تبصرۂ خامسہ:

طبیعت کو معاملہ فہمی سے مناسبت، فصل قضاء میں افکار کی متانت، حسن روی و ثقوب رائے وشجاعت وسخاوت وزور وطاقت وامثال ذلک ملکات نفسانیہ وکمالات خلقیہ میں مزیت مدار افضلیت نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے: اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک آدمی، سب آدم وحوا کی اولاد ہیں، اور آدم کی اصل مٹی، خدا روزِ قیامت حسب ونسب نہ پوچھے گا اگر ایسے ہی امور پر مدار کار ہوتا تو جزئیت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے ساتھ احق والیق تھی کمالا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ت)

عزیزا! انصاف کر کہ ان خصائل میں تو کفار بھی اہل اسلام کے شریک ہیں، حکومتِ کسری وحسنِ پدم وذہنِ فلاطون وشجاعتِ رستم وطاقتِ اسفندیار وسخاوتِ حاتم یادگارِ زمانہ ہیں، پھر ایسے فضائل پر ساداتِ مؤمنین صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کے تفاضلِ باہمی کو بنا کرنا ان کی شان رفیع میں گستاخی ہے عیاذا باللہ منه۔

❀ ❀ ❀

(حاشیہ (123) کا بقیہ حصہ)

(جنتی نوجوان پانچ ہیں حسن، حسین، ابن عمر، سعد بن معاذ اور ابی بن قیس بن عبداللہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہم) کی شرح میں فرمایا ''امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو مقدم کیا کہ یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں جیسا کہ کئی مرتبہ گزرا، تیسرا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان کے علم وعمل میں عظیم مرتبہ کی وجہ سے، چوتھے نمبر پہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ وہ قبیلۂ اوس کے سردار تھے اور وہ اسلام کی مدد کرتے رہے جیسا کہ معروف ہے، ان سب کی فضیلت اسی ترتیب پر ہے یہاں تیسیر کی عبارت ختم ہوئی۔ اس حسن تفہیم پر اللہ کی حمد ہے۔ واللہ اعلم۔

(124) ترجمہ: یہ اس کا حاصل ہے جو میرے سردار میرے آقا خلاصۂ اکابر عارف فاضل بلند مرتبوں سے بلند مرتبہ سیدنا ابوالحسین احمد نوری مدظلہ العالی نے افادہ فرمایا۔

تبصرۂ سادسہ:

اس میں شک نہیں کہ نکوئی زن وخوبئ اولاد سعاداتِ مطلوبہ سے ہے اور اہلِ فضل سے مصاہرت ترقی بخش وجاہت، علی الخصوص انبیاء لاسیما سید الوری علیہ وعلیہم التحیۃ والثناء سے یہ علاقہ کہ اس عظیم شرف سے ممتاز اگر ہنگامِ فخر وناز آسمان پر قدم نہ رکھیں تو بجا، مگر تاہم یہ باتیں امور خارجیہ ہیں نہ محاسن ذاتیہ، لہذا اہل وعیال کی برائی سے نہ ذاتِ مرد میں کوئی نقص پیدا ہو نہ ان کی خوبی وبہتری سے نفسِ شخص میں کچھ فضیلت زیادہ ہو، غیر کا فضل اپنا کمال ٹھہرتا تو باپ دادا سے اکتسابِ فضیلت زیادہ سزاوار تھا حالانکہ پہلے ثابت ہو چکا کہ شرفِ نسب یہاں مطمحِ نظر نہیں، اسی لئے آج تک کسی نے عثمان ذوالنورین کو حضراتِ شیخین سے افضل نہ بتایا باوجودیکہ ان کی بیبیاں خاندان نبوت سے نہ تھیں اور ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جگر پارۂ والا تمکین، نہ کسی نے ابوقحافہ والدِ صدیق کو صدیقِ عتیق سے بہتر ٹھہرایا حالانکہ صدیق کی تمام اولاد مل کر ابوقحافہ کے ایک بیٹے صدیق کو نہیں پہنچتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

پس نساء واطفال میں باہم موازنہ کر کے تفضیل پر دلیل چاہنا ابرِ تصویر سے بہار یا شیرِ قالین سے شکار مانگنا ہے، ہاں جہاں فضل فی نفسہ دلائلِ اُخر سے ثابت ہو اس کی مؤیدات وملایمات میں ایسے امور کی تذکیر یا جس جگہ ایسے قسم کے مفاخر میں کلام ہو وہاں باقتضائے مقام ان باتوں پر بنائے تقریر بجا وزیبا ہے، جیسا حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے جوابِ جنابِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں واقع ہوا، ورنہ ان زوائد کو افضلیتِ متنازع فیہا کی دلیلِ ابتدائی مستقل ٹھہرانا مجمعِ عقلاء میں زعفران زار کشمیر یاد دلانا ہے، نوح علیہ السلام کی زوجہ اور انکا بیٹا کنعان کفار بددین تھے اس سے فضلِ نوح میں عیاذا باللہ کیا بٹا لگا اور یعقوب علیہ السلام کی بیبیاں بیٹے سب صلحائے مؤمنین تھے اس سے ان کا مرتبہ نوح علیہ السلام پر کب بڑھ گیا واسفاه یہ بدیہی مقدمات بھی ایسے تھے جن کے لئے یہ اہتمام کرنا پڑتا جدا تبصرہ ان کی غرض سے وضع کیا جاتا، مگر کیا کیجئے رشتۂ سخن دستِ مخاطب میں ہے، جب اہلِ

عصر ایسی کھلی کھلی باتوں میں الجھیں تو ہمیں ازاحتِ شکوک میں کیا چارا واللہ المستعان والیہ الشکوٰے۔[125]

تبصرۂ سابعہ:[126]

سنیت اس صراطِ مستقیم کا نام ہے جس میں ﴿وَلَمْ یَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا﴾[127] [128] طرفینِ افراط وتفریط کی طرف میلان بحمد اللہ حرام ہے۔لہٰذا ہم جس طرح ان تبصرات میں اپنے مخالفِ اول یعنی فرقۂ تفضیلیہ کے خیالاتِ باطلہ واوہامِ عاطلہ کی بیخ کنی کرتے آئے ہیں،واجب کہ کچھ دیر ادھر سے باگ پھیر کر دو چار باتیں ان حضرات سے بھی کر لی جائیں جنہوں نے بعض متأخرینِ ہند کے بعض کلمات زور آزمائی دیکھ کر بداہتِ عقل وشہادتِ نقل کو بالائے طاق رکھا اور حضراتِ شیخین یا جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعوی کر دیا کہ جس طرح وہ فرقۂ متفرقہ ہمارے طریقِ مراد میں سنگِ راہ ہے ان لوگوں کی خلش بھی چشمِ انصاف میں خارِ دامان نگاہ ہے، جب طرفین کے

(125)اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی کی بارگاہ میں معاملہ عرض کیا جاتا ہے۔

(126)اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں قلمی نسخہ کی شکستگی کے باعث عبارت سمجھ نہ آنے کی وجہ سے ''تبصرۂ سابعہ''میں بھی بعض مقامات پر ڈاٹس (۔۔۔) لگا دیئے گئے تھے مگر دوسرے ایڈیشن کی اشاعت سے قبل خوش قسمتی سے برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''الرائحة العنبرية من المجمر الحيدرية ''ملقب بلقب مشعر سال عیسوی (۱۸۸۳) ''**تزک مرتضوی**''مطبوعہ از (مطبع جماعت تجارت متفقہ اسلامیہ لمیٹڈ، میرٹھ) دستیاب ہوئی جس کے آخر میں ''**مطلع القمرين** ''کے مقدمہ سے تبصرۂ سابعہ کا کچھ حصہ نقل کیا گیا تھا **الحمد لله** عزوجل ''تزک مرتضوی'' کی مدد سے اس ایڈیشن میں تبصرۂ سابعہ کے کئی نامکمل مقامات کی تکمیل کر دی گئی ہے۔نیز ''تزک مرتضوی'' میں کچھ حواشی ایسے ملے جو قلمی نسخہ میں بالکل موجود نہیں تھے ان کو بھی کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ان شاء اللہ عزوجل ان حواشی کے ساتھ اس بات کی تصریح کر دی جائے گی۔

(127)ترجمۂ کنزالایمان: اور اس میں اصلاً (بالکل، ذرا بھی) کجی نہ رکھی۔

(128) پ ۱۵،سورة الکھف،آیت ۱

شبہات کا علاج ہو جائے گا تو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے نزدیک جو معنی تفضیل ہیں ان کے چہرۂ تحقیق سے نقاب اٹھائیں گے کہ مقصودِ اعظم ان مباحث سے وہی ہے۔وباللہ التوفیق ۔

اب ذرا تبصرۂ اولی کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالئے کہ جس طرح اس سے یہ امر منصۂ وضوح پر جلوہ گر ہو چکا کہ مجرد کسی فضیلت سے اختصاص مناطِ افضیلت واکرمیت نہیں، ورنہ تناقضِ بیّن لازم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائلِ خاصہ سے ممتاز تھے جو ان کے غیر میں نہ پائے جاتے، اور بہمیں وجہ بعض آحاد صحابہ خلفائے اربعہ سے افضل قرار پائیں اور وہ خلافِ اجماع ہے، اسی طرح یہ مقدمہ بھی انجلائے تام پا چکا کہ ان حضرات میں ایک کو دوسرے سے بجمیع وجوہ افضل اور تمام افرادِ محامد میں اعلی واکمل نہیں کہہ سکتے ورنہ خصائص، خصائص نہ رہیں کما لا یخفی۔

فقیر حیران ہے یہ حضرات مفضولیتِ مطلقہ واختصاص بخصائص میں منافات نہ مانیں گے یا مولی علی کے مناقبِ خاصہ ہی سے انکار کر جائیں گے، خدارا ذرا آنکھ کھول کر کتبِ حدیث دیکھیں جس قدر خصائصِ وافرہ☆[1] حضرت مولیٰ کے مالک ومولی نے

☆[1]اعلم ان الفضيلة شيئى والافضلية شيئى آخر والاول مما يقبل فيه الضعاف ما لم يشتد ضعفها بخلاف الثانى وهذه نكتة يجب حفظها فقد غفل عنها كثير من ابناء الزمان والله الهادى۔[129] ۱۲ منہ

نوٹ: یہ حاشیہ قلمی نسخہ میں نہیں تھا ''**تزک مرتضوی**'' سے نقل کیا ہے۔

(129) ترجمہ: جان لو کہ فضیلت ایک الگ شے ہے اور افضلیت ایک دوسری شے ہے اور اول (یعنی فضیلت) کے معاملے میں ضعیف روایات قبول کی جاتی ہیں جب تک ان میں شدید ضعف نہ ہو بخلاف ثانی کے (کہ افضلیت میں ضعیف روایات قبول نہیں کی جاتیں) اور یہ نکتہ واجب الحفظ ہے پس کثیر ابنائے زمانہ اس سے غافل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے۔

انہیں عطا فرمائے دوسرے کو تو ملے بھی نہیں پھر صریح آفتاب کا انکار کیونکر بن پڑے گا۔ بحمد اللہ ہمارے آقائے نامدار پر﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ (130) (131) کا ایسا پرتو جلیہ ہے کہ ان کے فضائل علیّہ ہمارے نشر وتذکیر کے محتاج نہیں نہ ہماری قدرت اس کی وسعت رکھے مگر حبیب کا ذکر حبیب اور رحمتِ الٰہی کا نزول قریب، لہٰذا شوقِ دلی جوش زن ہے کہ شیخین کی تفضیل من جمیع الوجوہ ماننے والے ذرا سنبھل کر ہمیں بتائیں کہ وہ کون تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **طب** عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ ''لوگ مختلف پیڑوں سے ہیں اور میں اور وہ ایک درخت سے۔''(132) ہاں وہ **علی** مرتضی ہے، مصطفیٰ کی شاخ اورآل مصطفیٰ کی جڑ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھم وسلم۔

ہاں وہ کون تھا، **ت** عن ام عطیۃ رضی اللہ تعالی عنہا ، جسے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا جب وہ ہمارا پیارا محبوب روانہ ہوا محبتِ مصطفوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جوش فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی ((اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا))(133) الٰہی مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں۔ ہاں وہ **علی** ہے محبوبِ خدا ومطلوبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ورضی اللہ تعالی عنہ۔

ہاں وہ کون ہے جس کی نسبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے **طب** عن جابر **خط** عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم ''اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت اس کی صلب میں رکھی اور میری ذریت اس کی پشت میں''(134) ہاں وہ **علی** ہے ابو الائمۃ الطاہرین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

(130) ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

(131) پ ۳۰، سورۃ الم نشرح ، آیت ۴

(132) کنزالعمال، کتاب الفضائل،فضائل علی،حدیث ۳۲۹۴۳ ،دارالکتب العلمیہ،بیروت، ۱۱/۲۷۹

(133) سنن ترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دارالفکر، بیروت،۵/۴۱۲

(134) کنزالعمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ، حدیث ۳۲۸۸۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۷۵

ہاں وہ کون ہے جسے بشارت دیتے ہیں **قط** عن علی رضی اللہ تعالی عنہ ''تو روز قیامت قسیم نار وجنان ہے''(135) ہاں وہ **علی** ہے سید الابرار وقاتل الکفار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے جسے **اس** عن علی ☆[1] ''معراج کے جانے والے، عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا میرے کندھوں پر چڑھ کر☆[2] سقفِ کعبہ سے بت گرا دے

☆[1] یعنی رواہ الامام احمد فی مسندہ والنسائی فی الخصائص بطرق عدیدۃ عن سیدنا علی وذھل الفاضل الدھلوی فی التحفۃ فلیحفظ(136) ۔۱۲منہ

نوٹ: یہ حاشیہ قلمی نسخہ میں نہیں تھا ''تزک مرتضوی'' سے نقل کیا ہے۔

☆[2] قولہ میرے کندھوں پر چڑھ کرالخ حضرت مقدام المحققین امام المدققین بقیۃ السلف حجۃ الخلف سیدنا العلامۃ الفہامۃ والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کتاب ''سرور القلوب فی ذکر المحبوب'' کے باب اول میں بتقریب ذکر گرانباری وحی ورسالت ارشاد فرماتے ہیں اسی وجہ سے فتح مکہ کے روز جب مولی علی نے درخواست کی کہ آپ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ کر بتوں کو کعبہ کی چھت سے اتار لیجئے اور تصویریں مٹا دیجئے منظور نہ فرمائی کہ خیبر شکنی اور بات ہے اور بار نبوت اٹھانا اور بات حضرت علی میں یہ قوت کہاں تھی کہ بارِ گران نبوت اپنے کندھے پر اٹھاتے لہٰذا ان سے فرمایا کہ تمہیں میرے کندھے پر چڑھ کر بت گراؤ اور تصویریں مٹا دو۔ انتھیٰ بلفظہ الشریف قدس سرہ اللطیف ۔اب بعض حضرات کا جوش تعصب دیدنی ہے جب سے کتاب مستطاب میں یہ عبارت سنی ہے بزعم خود گویا چڑھ بنی ہے اپنے حواشی وحوارین کو بار بار یہ عبارت سنائی جاتی ہے اور براہ اغوا ومغالطہ دہی ان بے چارے جاہلانِ بے خرد سے کہا جاتا ہے دیکھئے حضرت یہ صریح توہین ہے حضرت مولی کرم اللہ تعالی وجہہ کی کہ ان میں بارِ نبوت اٹھانے کی قوت نہیں

(بقیہ حاشیہ☆[2] اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

(135) کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل صحابۃ، فضائل علی ،حدیث ۳۶۴۷۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، ۱۳/۶۶

(136) ترجمہ: یعنی اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی مسند میں اور امام نسائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خصائص میں حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے متعدد طرق سے روایت کیا ہے اور فاضل دہلوی سے تحفہ میں ذہول ہوا ہے۔ پس اسے یاد رکھو۔۱۲منہ

اور جب وہ بلند اختر چڑھا اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرماتا ہے ((انہ لیخیل الی انی لوشئت لنلت افق السماء)) (137) مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں (تو) آسمان کا کنارا چھولوں ہاں وہ **علی** ہے بالا منزلت والا کرم اللہ تعالی وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے جسے **خ م ار طب**☆[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے عرض کیا حضور مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں،

(حاشیہ☆[2] کابقیہ حصہ)

بتاتے اقول **اول** تو معترضہا درکواتنی خبرنہیں کہ جو کچھ حضرت مقدام المحققین نے رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا بالکل ترجمہ ہے حدیث کا، پھر اگر اعتراض ہے تو حدیث پر، زیادہ لیاقت نہ ہوتو ''مدارج النبوت'' دیکھئے ''علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ وکرم وجہہ بعرض رسانید کہ یارسول اللہ پائے مبارك بر کتف من بنہوایں اصنام را فرددآر آنسرور فرمود یا علی ترا طاقت برداشت بار نبوت نیست تو پائے بر کتف مننہ واین کاربکن الخ '' یعنی حضرت علی المرتضٰی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: آپ اپنے مبارک قدم میرے کندھوں پر رکھ کر ان بتوں کو توڑیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم میں بارنبوت اٹھانے کی طاقت نہیں ہے لہذا تم میرے شانوں پر قدم رکھو اور یہ کام سرانجام دو۔ت) **ثانیاً** اگراس میں کمی رتبہ سمجھی گئی تو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کیا اس قدر بھی دل نازک پرگراں ہے اور چشمِ باریک میں مثل بعض غلاۃ بیدین ملاحظۂ سرخفی کی طرف نگران ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔۱۲حسن غفراللہ تعالی لہ۔

نوٹ: یہ حاشیہ قلمی نسخہ میں نہیں تھا ''**تزک مرتضوی**'' سے نقل کیا ہے۔

☆[1] **خ م** عن سعد بن ابی وقاص **ار** عن ابی سعید الخدری **طب** عن اسماء بنت عمیس وام سلمۃ و جیش بن جنادۃ وابن عمر و ابن عباس و جابر بن سمرۃ و علی والبراء بن عازب و زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین **۱۲منہ**

(137) مسند امام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۴۴، دارالفکر، بیروت، ۱/۱۸۳

ارشاد ہوا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں☆[1] (138) ہاں وہ **علی** ہے برادرِ احمد خلیفۂ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے جو تمام مسلمانوں کا مولیٰ بنا اور بتاکیدِ اکید ارشاد ہوا **ا ت س ق ضـــم**☆[1] جس کا میں مولیٰ اس کا یہ مولی، الٰہی دوست رکھ اسے جو اسے

☆[1] یعنی جسطرح موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام تیس راتوں کے وعدے پر حق سبحانہ وتعالیٰ سے کلام کرنے گئے تو ہارون علیہ الصلوۃ والسلام سے فرماگئے تھے ﴿ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ ﴾ (139) میری قوم میں میرے بعد میری نیابت کرنا، یوں ہی ہم بھی جہاد کو تشریف لے جاتے ہیں، اور تمہیں پسماندوں پر اپنا خلیفہ اور نائب چھوڑتے ہیں، تو تمہاری ہماری نسبت اس وقت بالکل ایسی ہوئی جیسی اس وقت موسی وہارون کی، فرق اس قدر ہے کہ ہارون صرف نائب ہی نہ تھے بلکہ امام مستقل بھی تھے کہ خود بھی نبوت رکھتے تھے، تم فقط نائب ہو امامت بالاستقلال نہیں رکھتے کہ ہمارے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں جو بذات خود والی ہو یہ ہیں معنی حدیث اور اسکے سوا جو معنی اوہام فاسدہ تراشیں وہ ان پر مردود ہیں۔ واللہ تعالی اعلم ۱۲منہ

☆[1] **ا** عن البراء بن عازب عن بریدہ بن الحصیب **ت س ضم** عن زید بن ارقم **ق** عن البراء رضی اللہ تعالی عنہم قال السیوطی حدیث متواتر یعنی صدرہ فقد رواہ ثلثون صحابیا کما روی عن احمد والمخرجون منہم من اقتصر علی الصدر ومنہم من اتم واللہ اعلم ۱۲منہ (140)

(138) صحیح البخاری، مغازی غزوہ تبوک، حدیث ۴۴۱۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۱۴۴

(139) پ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۴۲

(140) ترجمہ: **ا** براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں وہ بریدہ بن حصیب سے **ت س ضم** زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں **ق** براء سے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے یعنی اس کا ابتدائی حصہ پس اسے تیس صحابہ نے روایت کیا ہے جیسا کہ امام احمد سے مروی ہے اور اس کی تخریج کرنے والوں میں سے بعض نے ابتدائی حصہ پر اکتفا کیا ہے اور بعض نے مکمل بیان کی ہے۔

دوست رکھے اور دشمن رکھا اسے جو اس سے دشمنی کرے۔[141] ☆[1] ہاں وہ **علی** ہے امیرالمؤمنین ومولی المسلمین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے کہ **خ م طب ر** ☆[2] روزِ خیبر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل یہ نشان اسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی خدا اور رسول اسے پیارے اور وہ خدا و رسول کا پیارا، رات بھر لوگوں میں چرچا رہا دیکھئے کسے عطا ہو، صبح حضور نے اس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا، ہاں وہ **علی** ہے حرزِ اسلام وشیرِ ضرغام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[142]

ہاں وہ کون ہے کہ **ت ر س مس** ☆[3] مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی مسجدِ اقدس میں بحالت جنابت گزرنا اپنے لئے جائز رکھا یا اس کے لئے۔[143] ہاں وہ **علی** ہے طاہر اطہر طیب اعطر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

☆[1] حدیث صحیح ہے اور اس میں بعض علماءِ شان نے جو کلام کیا مقبول نہیں مگر تفضیلیہ یا رافضہ کا مطلب اس سے کچھ نہیں نکلتا ہم ان شاء اللہ تعالیٰ خاتمۂ کتاب میں اس کی بحث تحریر کریں گے، ۱۲منہ۔

☆[2] **خ م** عن سهل بن سعد **طب** عن ابن عمر وابن ليلى و عمران بن حصين **ر** عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهم اجمعين۔ ۱۲

☆[3] **ت** عن ابى سعيد **ر** عن سعيد **س مس** عن عمرو بن ميمون عن ابن عباس فى حديث طويل **مس** ايضاعن الفاروق من قوله رضى الله تعالى عنهم اجمعين والحديث مما تعلق به مفضلة الزمان ولا حجة لهم فيه كما لا يخفىٰ وقد ذكرنا تحقيقه فى محله۔ ۱۲منہ (**نوٹ:** یہ حاشیہ قلمی نسخہ میں نہیں تھا ''تزک مرتضوی'' سے نقل کیا ہے۔)

(141) سنن النسائى الكبرى ، كتاب الخصائص ، دارالكتب العلميه، بيروت، ۱۳۰/۵

(142) صحيح البخارى، كتاب الجهاد والسير، حديث ۲۹۴۲، دارالكتب العلميه ، بيروت، ۲۹۴/۲

(143) سنن الترمذى، المناقب عن الرسول ،باب مناقب على ،حديث ۳۷۴۸، دار الكتب العلميه، بيروت، ۴۰۸/۵

ہاں وہ کون ہے کہ **ت** عن ابن عمر جب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام میں مؤاخات کی وہ مصطفیٰ کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((انت اخى فى الدينا والآخرة))[144] تو تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں، ہاں وہ **علی** ہے آفتابِ مکارم ماہتابِ بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے، **طس عس عق يع** عن ابن عمر جسے فصلِ قضا و رفعِ خصومات میں تمام صحابہ پر ترجیحِ بیّن ہے یہاں تک کہ **عم سع** عن سعيد بن المسيب فاروق جیسا خلیفۂ بلند رتبہ پناہ مانگے اس قضیۂ دشوار سے جس میں وہ حاضر نہ ہو[145] اور **عم** عن سعيد وهو حديث واحد عند عم بارہا کہے اگر وہ نہ ہوتا عمر ہلاک ہو جاتا۔ ہاں وہ **علی** ہے صاحبِ رائے ثاقب وفکرِ صائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں آج **سق** عن ابى رافع مولىٰ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم **قى** فى دلائل النبوة عن جابر بن عبدالله کس شیر شرزہ نے غضبناک ہو کر سپر ہاتھ سے گری ہے تو خیبر جیسے قلعہ کا دروازہ اکھیڑ کر سپر بنایا ہے، جس کے زورِ بازو کا ملأ اعلیٰ میں شور پڑ گیا ہے۔ ہاں وہ **علی** ہے اسد حیدر ضیغم غضنفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں آج میدانِ احد میں کس صف شکن شمشیر زن شیر افگن نے تیغِ شرربار کی وہ بجلیاں چمکائی ہیں کہ **شمر** ☆ لشکر ظفر پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں منادی پکار رہا ہے۔

☆**یعنی** ابن هشام بلفظة حدثنى اهل العلم ان ابن ابى نجيح قال نادى مناد يوم احد لا سيف الخ ۱۲ منه

(144) سنن الترمذى، المناقب عن الرسول ،باب مناقب على، حديث ۳۷۴۱، دار الكتب العلميه، بيروت ، ۵/ص ۴۰۱

(145) كنزالعمال، كتاب العلم، من قسم الافعال ،آداب العلم، حديث ۲۹۴۹۵ دار الكتب العلميه ، بيروت ، ۱۳۳/۱۰

((لاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی ن الکر ار))[146][147] ہاں وہ **علی** ہے شیرِ خدا بازوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہاں وہ کون ہے جسے روزِ قیامت ساقیِ کوثر بنائیں گے اور اس کے ہاتھ سے تشنگانِ امت کو سیراب فرمائیں گے۔ ہاں وہ **علی** ہے ابرِ سخاوت بحرِ کرامت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے کہ **مک** یعنی ابن السماك عن ابی بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه معرکۂ محشر میں صراط کا بندوبست اس کے ہاتھ ہوگا، جب تک وہ پروانۂ اجازت نہ لکھ دے گزر نہ ملے گا، ہاں وہ **علی** ہے ہادیٔ کریم وصراطِ مستقیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اے رضائے دل افگار ہماری تو جانِ زار اس ماہروی گلعذار گلروئے ماہ رخسار کی ہر ادائے شیریں پر نثار جو فاطمہ جیسی دلہن کا دلہا بنا، **س** ((انت منی وانا منک))[148] کا سہرا بندھا۔[149]

س فی الحلیة....عن عبدالله بن بریدة عن ابیه **صدیق وفاروق** نے درخواست کی صغرسن کے عذر سے قبول نہ ہوئی۔

س جب علی نے عرض کیا مرحباً و اھلاً جواب ملا۔[150] ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾[151][152]

(146) ترجمہ: تلوار تو صرف ذوالفقار ہی ہے اور جوان تو علی حیدرِ کرار ہی ہے۔

(147) سیرۃ ابن ہشام، غزوہ احد، غسل السیوف، دارالمعرفة، بیروت، ۲/۸۷

(148) ترجمہ: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(149) سنن النسائی الکبری، کتاب الخصائص، ذکر اختلاف ابی اسحاق، حدیث ۸۴۵۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵/۱۲۷

(150) سنن النسائی الکبری، کتاب عمل الیوم واللیلة، ما یقول اذا خطب امرأة، حدیث ۱۰۰۸۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۶/۷۳

(151) ترجمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

(152) پ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۲۱

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، **طب** ((کانت لعلی ثمانیة عشر منقبة ما کانت لاحد من ھذہ الامة))[153] علی کے لئے اٹھارہ☆ منقبتیں ایسی تھیں کہ اس امت میں دوسرے کے لئے نہ تھیں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **یع** عن ابی ھریرۃ ((لقد اعطی علی ثلث خصال لان تکون لی خصلة منها احب الی من حمر النعم)) علی تین خصلتیں ایسی دیئے گئے کہ اگر میرے لئے ان میں سے ایک ہوتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے پیاری ہوتی، اور یہ ایک مثل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لئے "فسئل وماھی" دریافت کیا گیا وہ خصلتیں کیا ہیں قال "تزویجه ابنته" فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی انہیں دینا "وسکناہ فی المسجد لا یحللی فیه ما یحل له" اور ان کا مسجد میں رہنا کہ میرے لئے اس میں حلال نہیں جو انہیں حلال ہے" والرأیة یوم خیبر" اور روز خیبر کا نشان۔[155]

اے عزیز! صوفیہ کے دل سے پوچھ کہ جو احسانات ان پر اس جناب آسمان قباب کے ہیں، خدا تک وصول بے انکا دامن پکڑے محال اور راہ سلوک میں قدم رکھنا بے ان کی

☆**قولہ اٹھارہ**، اصول میں مبرہن ہو چکا کہ عدد کے لئے مفہوم نہیں اور ایک عدد کا ذکر زیادت کا منافی یا زائد کا نافی نہیں، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، **م** ((فضلت علی الانبیاء بست))[154] میں انبیاء پر چھ بات میں تفضیل دیا گیا ہوں۔ حالانکہ حضور کی وجوہِ تفضیل حد احصا سے خارج ہیں ہم نے یہاں بہ تبعیت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھارہ خصائص پر اقتصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدرجہا زائد ہے جو قیدِ تحریر میں آیا واللہ اعلم ۱۲ منہ۔

(153) المعجم الاوسط، باب من اسمه محمود، حدیث ۸۴۳۰۲، دارالکتب العلمیه، بیروت، ۶/۱۸۰

(154) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع، حدیث ۵۲۳، دار المغنی، بیروت، ص۲۶۶

(155) مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، فضائل علی ابن ابی طالب، حدیث ۳۶، دارالفکر، بیروت، ۷/۵۰۰

عنایت واعانت کے خام خیال، تکمیل وارشادِ باطنی کا سہرا اسی نوشاہِ بزمِ عرفان کے سر ٹھہرا، غوث قطب ابدال اوتاد اسی سرکار کے محتاج اور طالبانِ وصلِ الٰہی کو اسی بارگاہ کی جبین سائی معراج،

؎ سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے   علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک وتعالٰی کی نیابتِ عامۃ وخلافتِ تامہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو حاصل، عالمِ علوی وسفلی میں ان کا حکم جاری، فرماں روائی کُن کو ان کی زبان کی پاس داری، تدبیر وتصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں اور کاروبارِ عالم کی کنجیاں ان کے قبضۂ اقتدار میں رکھی گئیں، منشور خلافتِ مطلقہ وتفویض تام کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکہ وخطبہ ان کا ملأ ادنی سے عالم بالا تک جاری ہوا، دنیا ودین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرش اشتباہ سے ملتا ہے، حضور ارشاد فرماتے ہیں، ا((اعطیت مفاتیح الارض))[156] مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں۔

اور فرماتے ہیں **طب**((اوتیت مفاتیح کل شئی))[157] مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطاء ہوئیں۔

علماء فرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانۂ راز ہیں اور انہیں کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں، ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہو نہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی نعمت خلق پر فائض ہو، جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے، عالم میں کوئی ان کے ارادہ ومشیت کا پھیرنے والا نہیں۔

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارحِ صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں "فھو صلی اللہ علیہ وسلم وان تأخرت طینتہ فقد عرفت

(156) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشھید، حدیث ۱۳۴۴، دارالفکر، بیروت، ص۳۱۷

(157) المعجم الکبیر، عبداللہ بن عمر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲/ ۲۷۶

قیمتہ فھو خزانۃ السر وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ (الی ان قال) ما ذا رام امرا لا یکون خلافہ ولیس لذاك الامر فی الکون صارف "[158][159] پھر حضور کی بارگاہ میں یہ کارِ خطیر منصبِ جلیل حضرت مولٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو مرحمت ہوا، تمام اقطابِ عالم اس جناب کے زیرِ حکم، مدبرات الامر میں سروروں پر سروری افسروں پر افسری جملہ احکامِ عزل ونصب وعطا ومنع وکن ومکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرفِ امضا پاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حاجت مندانِ عالم اپنے مطالب ومقاصد میں ان سے استمداد کرتے اور آستانِ فیض نشان پر سرِ ارادت دھرتے ہیں، یہاں تک کہ عرفِ مسلماناں میں مولی مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور نادعلیا مظہر العجائب کا غلغلہ سمل سے سماک تک پہنچا، پھر بہ نیابتِ مرتضوی حضرت محبوب ذی الجلال، قطب الارشاد والابدال، تفسیرِ باطن قرآن، راحتِ روحِ ایمان، قبلۂ جان ودل، بے لوثِ آب وگل، سر السر، نور النور، سید الکونین، غوث الثقلین، قطب ربانی، محبوب سبحانی، سیدنا ومولٰنا **محی الدین ابومحمد عبدالقادر** حسنی حسینی جیلانی قدسنا اللہ بسرہ الکریم ورحمنا بہ یوم لا ولی ولا حمیم امین[160] وسادۂ خسروی ومسندِ حاجت روائی پر جلوہ افروز ہوئے۔

فاضل علی قاری نزہۃ الخاطر اور شطنوفی بہجۃ الاسرار اور امام یافعی اپنی بعض

(158) ترجمہ: پس اگرچہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں تشریف لائے مگر آپ کی قیمت بتلا دی گئی آپ خزانۂ راز ہیں انہیں کے توسط سے عالم کے تمام کام نفاذ پاتے ہیں پس سب امور انہیں سے نافذ ہوتے ہیں اور سب بھلائیاں انہیں سے منتقل ہوتی ہیں۔ (یہاں تک کہ فرمایا) جب آپ کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے خلاف نہیں ہوتا اور عالم میں کوئی اس کام کو پھیرنے والا نہیں۔

(159) المواھب اللدنیہ، المقصد السابع، الفصل الثالث فی ذکر محبۃ اصحابہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲/ ۵۴۵

(160) ترجمہ: اللہ تعالٰی ان کے کریم راز کے صدقے ہمیں برکت دے اور ہم پر اس دن رحم فرمائے جس دن کوئی حمایتی اور دوست نہیں ہوگا، آمین۔

تالیفات اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اخبارالاخیار میں اس جناب ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں "من توسل بی فی شدۃ فرجت عنہ ومن استغاث بی فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلی بعد المغرب رکعتین ثم یصلی ویسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخطوا الی جھۃ العراق احدی عشر خطوۃ یذکر فیھا اسمی قضی اللہ حاجتہ "[161] جو کسی سختی میں مجھ سے توسل کرتا ہے وہ سختی اس کی دور ہوجاتی ہے، اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اس کی بر آتی ہے، اور جو بعد نمازِ مغرب دو رکعتیں پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے۔☆

☆فرمود ہر گاہ از خدا چیزے خواہید بوسیلۂ من خواہید تا خواہش شما باجابت رسد وفرمود ہر کہ استعانت کند بمن در کربتے کشف کردہ شود آن کربت از وہر کہ منادی کند بنام من در شدتی کشادہ شود آن شدت از وہر کہ وسیلۂ کند بمن بسوئے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مرا ورا فرمود کسی کہ دو رکعت نماز گزار دو بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد ازاں درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد از سلام یازدہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم رابعد ازاں یازدہ گام بجانب عراق برود ونام مرا بگیر دو حاجت خود را از درگاہ خداوندی بخواہد حق تعالی آن حاجت اورا قضا گرداند بمنہ وکرمہ[162] ۱۲ اخبارالاخیار[163]

(161) بہجۃ الاسرار ،ذکر فضل اصحابہ،دارالکتب العلمیہ،بیروت، ص۱۹۷

(162) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (تم میں سے) جو کوئی اللہ سے کسی چیز کا طلب گار ہوتو وہ میرے وسیلے سے مانگے تو تمہاری وہ حاجت پوری ہوگی ،جو کسی مصیبت میں مجھ سے مدد طلب کرتا ہے (بقیہ حاشیہ (162)(163) اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

سچ ہے سچ ہے اے مصطفے کے بیٹے ہم تیرے ارشاد پر یقین لائے ،الغیاث الغیاث یا سیدی الغیاث،

؎ غوث اعظم بمن بے سروسامان مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے[164]

عزیزا! سادات صوفیہ کہ ائمہ ٔ باطن وحضارِ مواطن ہیں، ان امور کو اپنے مشاہدے سے بیان فرماتے ہیں، اور علمائے شرع ان سے بہ تسلیم وتائید پیش آتے ہیں، آنکھوں والوں نے دیکھ کر جانا، ماننے والوں نے سن کر مانا، حرمان نشانہ وہ جسے نہ یہ ملا نہ وہ، اے مدعی کج فہم کہنہ تختۂ مشق وہم کیوں بہ چشم خشم نگران ہے چھوڑ کے تیرا دست تعنت میرے دامن پر گراں ہے سمجھا نہ سمجھا عبث الجھا، بیوجہ جھگڑا، ناحق بگڑا، خدا کو مان، روئے سخن اپنی طرف نہ جان، بیگانہ وارا دھر نہ گذر، مجلس یاراں منغص نہ کر، اٹھ کہ اس باطنی دفتر میں لِمَ و لا نسلم کا قصہ نہیں، ہمارے گرم تر ساغر میں فقیہِ سردوز اہدِ خشک کا حصہ نہیں، غوث اعظم کا ارشاد ہمارا دین ہے اور مشاہدات صوفیہ پر کامل یقین مورنا تواں تھے پر ہدہد سے لپٹ گئے ،قسمت میں ہے تو

(حاشیہ (162) کا بقیہ حصہ)

تو اس کی وہ مصیبت دور کردی جاتی ہے اور جو کوئی مجھے کسی حاجت میں پکارے تو اس کی وہ حاجت پوری ہو اور جو کوئی میرا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کرے تو اس کی حاجت پوری ہو اور فرماتے ہیں جس کسی نے دو رکعت نماز ادا کی تو وہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم پر درود بھیجے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرے پھر اس کے بعد گیارہ قدم عراق کی جانب چلے اور (ہر قدم پر) میرا نام لے پھر اپنی حاجت کو ذکر کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی حاجت کو پورا فرمادے گا۔

(163) اخبار الاخیار للشیخ عبد الحق محدث دہلوی ،فضائل سیدنا عبد القادر جیلانی ،فاروق اکیڈمی ،خیرپور،ص ۱۹

(164) اے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بے سروساماں ہوں میری مدد فرمایئے اے قبلۂ دیں میری مدد فرمایئے اے کعبۂ ایماں میری مدد فرمایئے۔

سلیمان تک پہنچ ہی جائیں گے، ورنہ پامالیوں سے تو نجات پائیں گے، تجھے اگر یہ روش ناپسند ہے جا انہیں بوعلی وفلاطون کے کھودے ہوے کنووں میں گر یا تیرہ صدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ باٹ راستوں میں پھر، ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

ؔ بھر خدا مطرب شیریں نواز ساز کن آہنگ مقام حجاز (165)

ناواقفانِ راز کے منہ کہاں تک لگئے، تفریحِ قلب کو کوئی منقبت سراپا برکت چھیڑ یئے۔

غزل در منقبت

علی مرتضی سا شیرِ صفدر ہو تو میں جانوں

(اس سے آگے بیاض ہے)(166)

غرض کیا کیجئے کیا نہ کیجئے نہ چھوڑے بنتی ہے کہ شوق تمنا افزائشوں پر ہے، نہ طول دیئے گزرتی ہے کہ فوتِ مقصود کا ڈر ہے۔

رباعی

یکچند بمداحی او دل بستیم عمری قدم اشہب خامہ خستیم

دیدیم **رضا** حوصلہ فرسا کارے ست کاغذ بدریدیم و قلم بشکستیم (167)

اجل التبصرات تبصرۂ ثامنہ:

صدرِ اول کے بعد مسئلۂ تفضیل میں عہدِ قدیم سے دو مذہب تھے، اہلسنت حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افضل اور علوِ جاہ و رفعت پایگاہ میں اعلی و اکمل جانتے، اور

(165) اے دل آویز گانے والے خدا کے لیے اپنے ساز کو مقامِ حجاز کے ساز کے مطابق ڈھال۔

(166) قلمی نسخہ میں منقبت کے ایک مصرع کے بعد نصف صفحہ تک بیاض ہے۔

(167) ترجمہ: ہم ان کی تھوڑی سی تعریف کرنے پر پھولے نہیں سماتے (کہ ہم نے ان کی بہت تعریف بیان کی ہے) کہ (حقیقت یہ ہے کہ) ہم ان کے مبارک گھوڑے کے قدموں کی خاک کی تعریف بیان کرنے سے بھی قاصر ہیں بس اے رضا ہم نے دیکھ لیا کہ یہ حوصلہ فرسا کام ہے اسی لئے ہم نے کاغذ کو پھاڑ دیا اور قلم کو توڑ دیا ہے۔

تفضیلیہ ان امور میں حضرت مولی کرم اللہ تعالی وجہہ کو سب پر تفوق مانتے، اب مرورِ زمانہ و کثرتِ اہوا و تشتتِ آرا سے ہر مذہب میں ایک شاخ پھوٹ کر دو کے چار ہو گئے اِدھر والوں میں بعض غصہ ناکوں پر ان کے تعصب کا یہ فرمان جاری ہوا کہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعوی کر دیا، جن کی خدمت گذاری ہم تبصرۂ سابعہ میں کر آئے، اُدھر والوں میں جن کے قلوب نے غلبۂ ہوا و غلظت و جفا سے تفضیل شیخین کو گوارا نہ کیا اور صریح انکار میں نام سنیت مسلوب ہوتے دیکھا ناچار تحصیلِ مطلوب و دفعِ مکروہ کی یہ راہ نکالی کہ زبان سے تفضیلِ شیخین کا اقرار اور ترتیبِ مذکورۂ اہلسنت پر بکشادہ پیشانی اصرار رکھا مگر افضلیت کے معنی وہ تراشے جس سے ان کا مرتبہ حضرت مولی پر بڑھنے نہ پائے اور اپنا مطلبِ فاسد ہاتھ سے نہ جائے، اس فرقہ کے سامنے جس قدر دلائل قرآن و حدیث و آثارِ اہلبیت و اقوالِ علماء سے پیش کیجئے محض بے سود پڑتے ہیں، وہ سب کے جواب میں ایک ذرہ سی بات کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تفضیلِ شیخین سے کب انکار ہے، ہم خود انہیں بعدِ انبیاء افضل البشر جانتے ہیں مگر افضلیت کے معنی یہ ہیں نہ وہ جو تم سمجھے، لیجئے آدھے فقرہ میں سارا دفتر گاؤ خورد ہو گیا، کی کرائی محنت برباد گئی لہذا واجب کہ اول معنی افضلیت کی تحقیق و تنقیح اور اس فرقۂ جدیدہ کی اوہام کا قلع قمع ہو لے، اس کے بعد نظمِ حجج و اقامتِ براہین کا دروازہ کھلے، کہ پھر ان شاء اللہ تعالیٰ حجتِ الٰہی اتمام پائے گی اور مخالف کو کوئی راہِ مفر نظر نہ آئے گی۔

فاقول وباللہ التوفیق: فضل لغت میں بمعنی زیادت ہے اور افضل وہ جو اپنے غیر سے زیادہ ہو مگر ہم جو نظر کرتے ہیں تو بعض فضائل ایسے ہیں جن کی رو سے ان کے متصف پر لفظِ افضل بہ ارسال و اطلاق محمول ہوتا ہے کسی جہت و حیثیت سے تقیید کی حاجت نہیں ہوتی، اور بعض کی رو سے قیدِ خاص لگا کر اطلاق کرتے ہیں مطلق چھوڑ نا روا نہیں رکھتے مثلاً ایک شخص فنون سپہ گری میں طاق بانک بنوٹ میں مشتاق گھوڑا اچھا پھراتا ہے تیغ و تیر خوب لگاتا ہے، دوسرا عالمِ نحریر، فاضلِ بینظیر، جب ان دونوں کی نسبت سوال ہوگا ان

میں کون افضل ،تو جواب دیا جائے گا عالم اور اس وقت کسی قید وخصوصیت کی احتیاج نہ ہوگی اور عسکری کی فضیلتِ خاصہ بیان کرنا چاہیں گے تو یوں کہیں گے کہ یہ سپاہی اس عالم سے فنون سپہ گری میں افضل ہے، بغیر اس قید کے اس کی افضلیت کا حکم درست نہ ہوگا، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ فضائل باہم درجاتِ شرف میں متفاوت ہیں، نہ متساویۃ الاقدام، پس جب دو فضیلتوں متفاوتہ کے متصفین سے سوال ہوگا، افضلِ مطلق صاحبِ فضلِ اشرف پر محمول ہوگا اور دوسرے کو افضل کہیں گے تو اس فضلِ خاص کی قید لگا کر نہ مطلقاً و ھذا ظاھر جدا. اب وہ شخص جسے تمام آدمیوں خواہ کسی قومِ خاص میں سب سے افضل کہئے اور اسے اپنے ان اغیار میں جس کے ساتھ ملا کر پوچھئے افضلِ مطلق کا حمل اسی پر کیا جائے بالضرور ایسے فضل میں فائق ہونا چاہئے جو ان سب اغیار کے فضائل سے اشرف و اعلیٰ ہو۔ جیسے علم و تفقه فی الدین بہ نسبت مہارتِ فنونِ حرب وغیرہ کے، ورنہ اگر ان میں کوئی شخص اس سے بہتر فضیلت رکھتا ہے تو جب اس کے ساتھ ملا کر دریافت کریں گے افضل بالاطلاق اسی پر اطلاق ہوگا پھر یہ شخص ان سب سے افضل کب رہا ھذا خلف ،ہم ایسے ہی فضل کا نام فضلِ کلی وفضیلتِ مطلقہ رکھتے ہیں اور جن فضائل کی رو سے یہ اطلاق بعد تقییدِ جہت و حیثیت صحیح ہوتا ہے وہ فضائلِ جزئیہ و خاصہ ہیں اور زبانِ عرب میں فضلِ اول سے بتعریفِ لفظ فضل اخبار ہوتا ہے، اور ثانی سے اس کی تنکیر کے ساتھ ''فیقال للعالم الفضل علی العسکری و لهذا العسکر ی فضل ما علی العالم ''(168)

پس ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہئے کہ جب کلام ایسے شخصوں میں واقع ہو جن میں ہر ایک خصوصیاتِ خاصہ رکھتا ہے کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں اور ان میں ایک کو سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم جہاتِ خاصہ کی تقیید سے عاری ہو تو اس کلام سے یہی معنی سمجھے جائیں گے کہ یہ شخص اپنے اصحاب پر فضلِ کلی رکھتا اور اس جماعت میں ایسی فضیلت سے مختص ہے کہ اوروں کا کوئی فضل اس کے موازی وہمسر نہیں، اور تبصراتِ سابقہ سے واضح

(168) ترجمہ: پس کہا جاتا ہے کہ عالم کے لیے سپاہی پر فضیلت ہے، لہذا سپاہی کو عالم پر جزوی فضیلت ہوسکتی ہے۔

ہو چکا کہ صحابہ میں اکثر حضرات خلعت ہائے خاص سے مشرف تھے کہ ہر ایک کو اپنی اس فضیلتِ خاصہ میں افضل کہہ سکتے ہیں تو بالضرور فضائلِ جزئیہ کہ حملِ افضل بالتقیید کے مجوّز ہیں، موردِ نزاع وصالحِ اختلاف نہیں ہوسکتے، بلکہ ما بہ النزاع وہی فضلِ کلی مصحح اطلاق افضل بالاطلاق ہے، پس مطمحِ نظرِ فریقین اس مسئلہ میں یہ ٹھہرا کہ صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین میں کون ایسی فضل و بزرگی والا ہے جو تمام فضائل وکمالات سے بلند و بالا ہے ،جس کی رو سے ہم اسے علی العموم سب صحابہ سے بے تقییدِ جہت و تخصیصِ حیثیت افضل کہیں اور فضلِ کلی کا صاحب بتائیں، اب ہم دونوں فریق کو عنانِ توجہ اس طرف منعطف کرنا لازم کہ آخر مناط اس فضل کا کیا ہے اور کس بات کے سبب یہ اطلاق صحیح ہوتا ہے مگر اطراف و جوانب کے ملاحظہ سے روشن ہوا کہ یہ حکم باختلافِ مقاصد مختلف ہوجاتا ہے کفار کا غایتِ مرام ونہایتِ مراد مال وغنا وزینتِ حیاتِ دنیا ہے تو وہ اسی کے لئے فضلِ کلی ثابت کرتے ہیں جو ثروت وجاہِ دنیوی میں اپنے اغیار پر فائق ہو اور اسی پر بلا تقیید لفظِ خیر وافضل کا اطلاق کرتے ہیں کما اخبر الحق سبحانه فی القرآن العظیم (169) ﴿**ونادی فرعون فی قومه قال یقوم الیس لی ملک مصر وهذه الانهار تجری من تحتی ج افلا تبصرون ○ ام انا خیر من هذا الذی هو مهین لا ولایکاد یبین ○**﴾(170) اور پکارا فرعون اپنی قوم میں بولا اے قوم میری کیا نہیں ہے میرے لئے بادشاہت مصر کی اور یہ نہریں بہتی میرے نیچے، سو کیا تمہیں سوجھتا نہیں، یا میں بہتر ہوں اس سے یعنی موسیٰ سے ،وہ ذلیل ہے اور قادر نہیں بات صاف کہنے پر۔

کفارِ مکہ سے نقل فرماتا ہے ﴿**وقالوا لو لانزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ○**﴾(171) اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی عظمت والے مرد

(169) ترجمہ: جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن عظیم میں خبر دی ہے۔

(170) پ ۲۵ ،سورۃ الزخرف، آیت ۵۱، ۵۲ **(171)** پ ۲۵ ،سورۃ الزخرف، آیت ۳۱

پر دونوں بستیوں مکہ و مدینہ میں سے۔

اہل تکبر نجابتِ اصل وشرافتِ نسب ونسل پر نازاں ہوتے ہیں اور اسی کو اگرچہ خلافِ واقع ہو اپنے زعم کے مطابق مدارِ خیریت ومناطِ مفاخرت سمجھتے ہیں کما حکی الکتاب المبین عن اللئیم الرجیم اللعین [172] ﴿**قال انا خیر منہ ط خلقتنی من نار وخلقتہ من طین o**﴾ [173] بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

عشاقِ صورت کے دل سے تناسبِ اعضاء وحسنِ دلربا وصفائے چہرہ و نزاکتِ بشرہ وصباحتِ خدور شاقتِ قد کی لو لگی ہے، وہ اپنے محاورات میں اسی کو افضل کہتے ہیں جو سب سے زیادہ حسین اور صاحبِ ادائے شیریں وحسنِ نمکین ہو۔

ایسے ہی ہر فرقہ وطائفہ اپنے مقصود پر نظر رکھتا ہے، ہم معشرِ اسلام کا مقصد اعلیٰ ومرامِ اسنیٰ حضرت الٰہی تبارک وتعالیٰ سے تقرب وحصولِ عرفان وبلوغِ رضوان وعز وجاہ وکرامت عنداللہ (ہے) کما قال ربنا عز من قائل ﴿**ان الیٰ ربک المنتہٰی**﴾ [174] [175]

توفضلِ کلی ہم گروہ مسلمانان کے نزدیک اسی کا حصہ جوان امور میں اپنے غیر پر پیشی وبیشی رکھتا ہو، زید میں اگر ہزار کمالات ہوں اور وہ فضیلتیں اسے خدا سے قریب نہ کریں فضائل نہیں رذائل ہیں، آخر نہ دیکھا علم جیسی فضلیت جس کے غایتِ شرف پر قرآنِ عزیز شاہد ﴿**قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون**﴾ [176] [177]

(172) جیسا کہ قرآن مجید میں شیطان لعین سے حکایت کیا گیا۔ **(173)** پ ۲۳، سورۃ صٓ، آیت ۷۶

(174) ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔

(175) پ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۴۲

(176) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔

(177) پ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۹

ابلیس جیسے ذی علم کو جو مدتوں معلمِ ملکوت رہا اور اس کی مسندِ تدریس ملأ اعلیٰ میں بچھائی گئی اسی وجہ سے کہ عنداللہ باعثِ قرب ووجاہت نہ تھی کچھ کام نہ آئی اور کوئی اسے فضائل سے شمار نہیں کرتا، اسی طرح یہ مرتبہ مجرد ایک منقبتِ خاصہ سے اتصاف یا کثرتِ شمارِ اوصاف سے ہاتھ نہیں آتا زید کو اگر ہزار برس کی عمر دی جائے اور تادمِ مرگ عبادت میں بسر کرے اور عمرو سے عمر بھر میں ایک کام ایسا ہو جائے جو قرب ورضائے ربانی وعزت وجاہِ ایمانی میں ایسے ذروۂ اعلیٰ تک پہنچا دے کہ زید اس تک نہ پہنچا ہو فضلِ کلی خاص بہرۂ عمرو رہے گا کما یشھد بہ العقل الشرعی۔ [178]

قال اللہ تبارک وتعالیٰ ﴿**لیلۃ القدر خیر من الف شھر o**﴾ [179] شبِ قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔

پس خوب ثابت ہو گیا کہ ہمارا کسی شخص کو دوسرے سے افضل کہنا بعینہ یہ کہنا ہے کہ وہ عزت ووجاہتِ دینی میں اپنا ہمسر نہیں رکھتا اور ان خوبیوں میں جو خدا سے زیادہ قریب کریں اور اس کی رضا کی بیشتر باعث ہوں سب پر تفوق والا ہے اب اگر کسی کے بعض فضائل پر نظر کر کے بلاتقیید حکمِ افضلیت لگا دیں اور ہمارے گمان میں یہ ہو کہ فلاں شخص اس سے امورِ مذکورہ قرب ورضا وکرامت وجاہ میں زیادہ ہے تو ہم خود اپنے قول کے مبطل یا معنیٔ فضل سے غافل قرار پائیں گے۔

پس بغایتِ تنقیحِ منقح ہو لیا کہ افضل عند اللہ اور اقرب الی اللہ و ارضی للہ و اکرم الی اللہ یہ سب الفاظِ مترادفہ ہیں ایک معنی کو مؤدی اور محلِ نزاع میں افضل سے یہی مقصود کہ خدا سے زیادہ قریب اور اس کی بارگاہ میں وجاہت افزوں رکھتا ہے۔

دلائل عدمِ اعتبارِ کثرتِ ثواب بمعنی مزعومِ عوام

مجرد کثرتِ ثواب بایں معنی کہ جنت کے مطاعم وملابس وازواج وخدم وحور وقصور

(178) ترجمہ: جیسا کہ عقلِ شرعی اس کی گواہی دیتی ہے۔

(179) پ ۳۰، سورۃ البینۃ، آیت ۳

میں زیادتی ہو ہرگز فضلِ کلی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔

دلیلِ اول:

ہم اہلِ انصاف کی عقلِ ایمانی سے پوچھتے ہیں کہ ان امور میں مزیت زیادت قرب وو جاہت کے حضور کچھ بھی حقیقت رکھتی ہے؟ انچیزوں پر تو ناقصوں کی نظر مقتصر رہتی ہے، مردانِ راہِ خدا عبادت بلحاظِ جنت کو شرکِ خفی سمجھتے ہیں، توریت مقدس میں ہے ''اس سے زیادہ ظالم کون جو بہشت ملنے یا دوزخ سے بچنے کو میری عبادت کرے اگر میں بہشت و دوزخ نہ بناتا تو کیا مستحقِ عبادت نہ ہوتا''۔

صوفیہ کرام فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن وعبدالرحیم وعبدالرزاق بکثرت ہیں اور عبداللہ نہایت نادر بندۂ خدا وہ جو خدا کو خدا کے لئے پوجے اپنے مزد واجر کا لحاظ وقت میں تیرگی لاتا ہے (آیۃ) کریمۂ ﴿ **فایای فاعبدون** o ﴾[180][181] میں تقدیمِ ضمیر جس طرح شرکِ عبادت کی نافی ہے یونہی شرکِ مقصد کے منافی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے مجھی کو پوجو اور میری عبادت سے مجھی کو چاہو، جس دل میں میرے غیر کا خیال ہو میری ساحتِ قرب میں لائق حضوری نہیں ''**من التفت الی غیر نا فلیس منا**''[182]

ع زہے عشق مابر شدت دوست خواہی داشت جانا ن را[183]

اکابر صحابہ خصوصاً خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان اس سے بس ارفع واعلیٰ کہ ایسے مقاصدِ ناقصہ ان کے مطمحِ نظر رہے ہوں۔

ع کہ حیف باشد از وغیر او تمنائی[184]

---

(180) ترجمۂ کنزالایمان: تو میری ہی بندگی کرو۔

(181) پ ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ۵۶

(182) ترجمہ: جو ہمارے غیر کی طرف التفات کرے وہ ہمارا نہیں۔

(183) ترجمہ: یہ کتنی عمدہ بات ہے کہ تو آتشِ عشق کو عزیز رکھتا ہے۔

(184) ترجمہ: دوست سے اس کی رضا کے علاوہ کسی اور شے کی آرزو کرنا افسوسناک بات ہے۔

نہیں نہیں بلکہ بالیقین انکا غایت مرمی واقصائے مرام وہی حصولِ قرب وو جاہت ورضائے احدیت تھا، تبارک وتعالیٰ۔ جیسا کہ کلامِ عتیق حالِ صدیق سے خبر دیتا ہے ﴿**یؤتی ماله یتزکّٰی o وما لاحد عندهٗ من نعمة تجزٰی o الاّ ابتغآء وجه ربه الاعلٰی o**﴾[185] اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جسکا بدلہ دیا جائے مگر چاہنا اپنے برتر رب کی رضا کا۔ پھر وہی ان میں باہم تفاضل کا مبنی، نہ یہ امورِ دانیہ متعلقہ بشہواتِ نفسانیہ۔

دلیلِ دوم:

اسی لئے محدثِ جلیل فاضل محمد طاہر گجراتی کتابِ مستطاب مجمع بحار الانوار میں تصریح فرماتے ہیں کہ زیادتِ اجر منافیٔ افضلیت نہیں ممکن ہے مفضول کو اجر میں زیادتی ہو ''**حیث قال مجرد زیادة الاجر لاتستلزم ثبوت الافضلية المطلقة**''[186][187]

اور صواعقِ علامہ ابنِ حجر شہاب الدین احمد مکی میں ہے ''**مجرد زیادة الاجر لاتستلزم الافضلية المطلقة**''[188][189] پس اگر مناطِ افضلیت یہی کثرتِ اجر بمعنی مذکور ہوتی تو مفضول کو اسکا حصول کیونکر معقول ہوتا۔

دلیلِ سوم:

اور لیجئے اہلسنت کا اجماع ہے۔☆ کہ صحابۂ کرام افضلِ امت ہیں اگر مدارِ افضلیت یہی زیادتِ اجر ہے تو اس حدیث کا کیا جواب ہوگا جسے ابو داؤد وترمذی نے

☆قولہ اجماع ہے، وما ذکر ابن عبدالبر فقد اتی بما لم یسبق الیه ولا معول علیه ۱۲ منه

---

(185) پ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱۸، ۱۹، ۲۰

(186) ترجمہ: جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ صرف اجر کی زیادتی افضلیتِ مطلقہ کو مستلزم نہیں۔

(187) مجمع بحار الانوار، فصل فی الصحابة التکملة، مکتبہ دار الایمان، المدینة المنورة، ۵/۴۳۸ (و لفظہ ''مجرد زیادة الاجر الخ'')

(188) ترجمہ: صرف اجر کی زیادتی افضلیتِ مطلقہ کو مستلزم نہیں۔

(189) الصواعق المحرقة، الفصل الثالث، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۲۱۳

روایت کیا سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں((یاتی ایام للعامل فیھن اجر خمسین قیل منھم او منا یا رسول اللہ قال بل منکم))[190] وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والا پچاس عاملوں کا اجر پائے گا عرض کیا گیا: یارسول اللہ ان میں سے پچاس کا یا ہم میں سے فرمایا: بلکہ تم میں سے☆[1] اسی حدیث کے جواب میں علماء نے تصریح فرمائی کہ کثرتِ اجر مدارِ افضلیت نہیں۔

دلیلِ چہارم:

اے عزیز! حکمت ضالۂ مؤمن ہے اور حق احق بالاتباع کیا مزے کی بات ہے یہ تو قطعاً مسلّم کہ فضائلِ جزئیہ موردِ نزاع نہیں ہوسکتے، اور اس میں بھی کلام کی مجال نہیں کہ فضلِ کلی جو اطلاقِ افضل علی الاطلاق کا مصحح ہے لاجرم وہ اوروں کے فضائل سے عالی و شامخ ہوگا ورنہ جسے افضل مطلقاً کہئے بعض سے مفضول ہوجائے گا کما ذکرنا (جیسا کہ ہم نے ذکر کردیا۔ت) اب میزانِ عقل میں تول لیجئے کہ قربِ الٰہی اور اس کی بارگاہ میں وجاہت

☆[1] قولہ بلکہ تم میں سے، اقول اگر مدارِ افضلیت کثرتِ قرب و وجاہت ٹھہرے کما ھو الحق تو اس حدیث کو حدیثِ صحیحین((لو ان احدا انفق مثل اُحد ذھبا ما بلغ مد احدکم و لانصیفۃ))[191][192] سے بھی عمدہ تطبیق حاصل ہوتی ہے کہ اعمالِ صحابہ جس قدر انہیں خدا سے قریب اور اس کی بارگاہ میں کریم و وجیہ کرتے ہیں دوسروں کے اعمال ہرگز اس درجے تک نہیں پہنچ سکتے، گو مقدار میں ان سے اس قدر زیادہ ہوں جتنا نیم صاع جو سے کوہ احد برابر سونا اگرچہ متأخرین کو بوجہ کثرتِ عوائق و فسادِ زمانہ بعض وجوہ سے اجر زیادہ مل سکے۔۱۲منہ

(190) سنن ترمذی، کتاب التفسیر من سورۃ المائدۃ، حدیث ۳۰۶۹، دار الفکر، بیروت، ۵/ ۴۲

(191) ترجمہ: اگر (غیر صحابہ میں سے) کوئی شخص اُحد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرے تو (اے صحابہ) وہ تم میں سے کسی کے ایک مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہوسکتا۔

(192) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب تحریم سب الصحابہ، حدیث ۶۳۸۳، دار الفکر، بیروت، ص ۱۲۵۸

اعلیٰ واشرف ہے یا جنت میں لذیذ کھانے خوشگوار شرابیں، نرم نازک کپڑے، بلند جڑاؤ تخت، دلربا شوخان طناز عروسانِ سراپا ناز

ع ببیں تفاوت رہ از کجا ست تابکجا[193]

وائے خوبیٔ فہم دو درباریوں نے بادشاہ کو اپنی عمدہ کارگزاریوں سے راضی کیا تاجدار نے ایک کو ہزار اشرفی انعام دے کر پایۂ تخت کے نزدیک جگہ دی دوسرے کو انعام لاکھ اشرفی ملا اور مقام اُس کی کرسیٔ منصب سے نیچے، اے انصاف والی نگاہ اہلِ دربار میں افضل کسے کہا جائے گا، بالجملہ کثرتِ ثواب بمعنی مذکور ہرگز فضلِ کلی کا مناط نہیں۔

دلیلِ پنجم:

آخر باہم ملائکہ میں بھی ایک کو دوسرے سے افضل کہا جاتا ہے حدیث میں آیا **طب** عن ابن عباس((الا اخبرکم بافضل الملائکہ جبریل))[194] کیا میں تمہیں نہ بتاؤں سب ملائکہ میں افضل کون ہے جبریل۔

کتبِ عقائد میں انس و ملک کا تفاضل ذکر کرتے ہیں، اور حدیث قدسی میں وارد ہوا، **طس فر** کلاھما عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن ربہ تبارك وتعالی((عبدی المؤمن احب الی من بعض ملائکتی))[195] میرا بندہ مسلمان مجھے اپنے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔

وہاں یہ معنی کب بن پڑے؟ کثرت و قلت در کنا ملائکہ رأساً بایں معنی اہل ثواب ہی سے نہیں، تو بالضرور وہاں وہی معنی کہنا پڑیں گے کہ جبریل افضل الملائکہ ہیں یعنی ان کا قرب اور بارگاہ الٰہی میں وجاہت اور فرشتوں کے وجاہت و قرب سے زیادہ ہے اسی طرح

(193) ترجمہ: راستے کا تفاوت دیکھ کہاں سے کہاں جارہا ہے۔

(194) المعجم الکبیر، باب العین، احادیث عبد اللہ بن عباس، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/ ۱۲۹

(195) المعجم الاوسط، حدیث ۶۶۳۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/ ۷۹

تفاضلِ انسان وملک میں۔

پھر یہ معنی کہ درحقیقت لفظِ افضل سے تراوش کرتے ہیں یہاں آکر کیوں بدل گئے اور کون سی ضرورت ان سے رجوع پر باعث ہوئی۔

دلیلِ ششم:

علماء اہلسنت شکر اللہ مساعیھم نے تفضیلِ صدیق کو عقیدہ ٹھہرایا اور اس پر (آیۃ) کریمہ ﴿**ان اکرمکم عند اللہ اتقکم** ط﴾[196][197] اور حدیث **حاک خط** کلھم عن ابی ھریرۃ ((**ابو بکر وعمر خیر الاولین والاخرین وخیر اھل السمٰوات وخیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین**))[198] سے استدلال لائے اور یہ دلائل سلفاً وخلفاً ان میں شائع وذائع رہے، اور پُر ظاہر کہ اکرم عنداللہ اور اکثر وجاہۃً عند اللہ کے ایک ہی معنی ہیں اور خدا کے نزدیک جو اکرم وبزرگ تر ہوگا لاجرم خدا سے زیادہ قریب ہوگا نہ وہ جسے اجر بمعنی مذکور زیادہ عطا ہو، اسی طرح بعدِ انبیاء ومرسلین اولین وآخرین وکافۂ اہل آسمان وزمین سے بہتری بھی اس زیادتِ اجر کا ثمرہ نہیں ہوسکتی، تو یہ استدلال ہمارے علماء کرام کے باعلیٰ نداء منادی کہ وہ شیخین کو بھیں معنی زیادتِ قرب ووجاہت افضل کہتے ہیں، ورنہ دلیلیں انتاجِ دعوی میں قصور کریں گی کہ مدعا تو مثلاً صدیق کو اجر زیادہ ملنا تھا اور دلیل یہ کہ وہ اکرم عنداللہ ہیں یا انبیاء ومرسلین کے بعد سردارِ سابقین ولاحقین و بہترین سکانِ چرخ وزمین، پس اتمامِ تقریب کے لئے ہر جگہ ایک مقدمہ اور بڑھانا پڑتا کہ جو ایسا ہے اسے اجر زیادہ ملے گا، اب قیاس مرکب ہوکر نتیجہ نکلتا کہ صدیق اکبر کو اجر بیشتر حاصل ہوگا حالانکہ یہ مقدمہ کوئی ذکر نہیں کرتا اور دلیل کو اسی قدر پر تمام کردیتے ہیں معہذا

(196) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(197) پ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(198) کنزالعمال، کتاب الفضائل، الاقوال، حدیث ۳۲۶۴۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲۵۶/۱۱

ایسا ہوتا تو اس مقدمۂ زائدہ میں پھر خلشیں نکلتیں اور بنی بنائی دلیل کا سنوارنا مشکل پڑجاتا، مخالف سہل طریقے سے منع وارد کرسکتا کہ ہم نہیں مانتے جو اکرم عند اللہ اور اہلِ سموات وارض سے بہتر ہو اسے اجرِ مذکور زیادہ ملنا ضرور ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کو اختیار ہے مطیع کو کم عطا فرمائے اور عاصی کا دامن مالا مال کردے۔

دلیلِ ہفتم:

لیجئے خوب یاد آیا کیوں تکلیفِ تکلف گوارا کیجئے گوہرِ مقصود کے لیے دریا پیرتے پھریئے، آفتاب عالمتاب جس کی روشنی میں راہ راست مل جائے اور تمام شکوک واوہام کا دفتر جل جائے، کلامِ ہدایت نظام حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والسلام ہے، وہ ارشاد فرماتے ہیں، **م** عن ابی ھریرۃ ((**فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طھورا ومسجدا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون**))[199] میں انبیاء پر چھ باتوں میں تفضیل دیا گیا مجھے جامع کلمے مختصر لفظ بے شمار معنی والے عطا ہوئے اور میری مدد کی گئی رعب سے اور حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں اور کی گئی میرے لئے زمین پاک کرنے والی اور مسجد اور بھیجا گیا میں تمام مخلوقِ الٰہی کی طرف اور ختم کئے گئے مجھ سے پیغمبر۔

اور اسی مضمون کی حدیث میں بروایت سائب بن یزید واقع ہوا، **طب** ((**وادخرت شفاعتی لامتی الیٰ یوم القیامۃ**))[200] اور اٹھا رکھی میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے لئے روزِ قیامت تک۔

اب تو خوشۂ مقصود بے پردہ وحجاب جلوہ آرا ہے، چشمِ بصیرت سے غطائے عصبیت اٹھایئے اور دیکھ لیجئے کہ حضور نے جن وجوہ سے کافۂ انبیائے کرام علیہ وعلیہم الصلوۃ

(199) صحیح مسلم، باب المساجد، حدیث ۵۲۳، دار المغنی، بیروت، ص ۲۶۶

(200) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۶۶۷۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۵۴/۷

والسلام پر اپنی افضلیت ثابت فرمائی ان کا منشا زیادتِ قرب ووجاہت ہے یا طعام وشراب ولباس واکواب وابکار واتراب جنت سے بیشتر متلذ ذ ہونا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد **ہے** ((ان اللہ تعالیٰ فضل محمداً صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اھلِ السماء فقالوا یا ابا عباس بمِ فضله علی اھل السماء قال ان اللہ تعالیٰ قال لاھل السماء ﴿ومن یقل منھم انی اله من دونه فذلک نجزیه جھنم کذلک نجزی الظلمین﴾ [201] و قال اللہ تعالیٰ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا o لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاَخر﴾ [202] قالوا وما فضله علی الانبیاء قال قال اللہ تعالیٰ ﴿ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لھم فیضل اللہ من یشاء ﴾ [203] وقال اللہ تعالیٰ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ﴿وما ارسلناک الا کافة للناس ﴾ [204] فارسله الی الجن والانس)) [205] بے شک اللہ تعالیٰ نے بزرگی بخشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام پیغمبروں اور آسمان والوں پر، لوگوں نے کہا: اے ابوعباس ☆ کس بات سے فضیلت بخشی انہیں آسمانیوں پر، کہا: اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے حق میں فرمایا: جو کہے گا ان میں سے کہ میں معبود ہوں اللہ کے سوا سوا سے بدلہ دیں گے جہنم، ہم یوں ہی عوض دیتے ہیں ستم گاروں کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی، تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے، بولے:

☆ ابوعباس حضرت ابن عباس کی کنیت ہے۔۱۲منہ

(201) پ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۲۹

(202) پ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱، ۲

(203) پ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۴

(204) پ۲۲، سورۃ سبا، آیت ۲۸

(205) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۱۱۶۱۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۱/۱۹۱

اور انبیاء پر ان کی بڑائی کیا ہے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تا (کہ) ان کیلئے بیان کرے پھر خدا گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر تمام آدمیوں کے لئے۔ پس انہیں سب جن وانس کی طرف رسول کیا۔

اس تقریر کے پھول بھی اسی باغِ قرب ووجاہت وعزت وکرامت کا پتا دیتے ہیں، کثرتِ اجر بمعنی مذکور کی کہیں بو بھی نہیں اور ایک اس پر کیا موقوف ہے جہاں صحابہ کرام میں تفضیل وترجیح کا چرچا ہوا ہے اکثر اسی قسم کے امور ذکر فرمائے جاتے ہیں مجرد اجر بمعنی مذکور کا حرف شاید کسی کی زبان پر نہ آیا ہو، آخر فصولِ آتیہ باب اول وباب ثانی میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کی حدیثیں سن ہی جولو گے پس بشہادتِ دو گواہِ عدل عقل ونقل خوب محقق ومنقح ہو گیا کہ مناطِ افضلیت زیادتِ قرب ووجاہت ہے نہ کثرتِ لذائذِ جنت، سنیہ وتفضیلیہ کہ مسئلۂ تفضیل میں متنازع ہیں، ان کا معرکہ بھی اسی میدانِ قرب وجاہ میں، اور احادیث میں جو شیخین یا بزعمِ تفضیلیہ جنابِ مولا کی افضلیت وارد ہوئی وہاں بھی یہی معنی نگاہ میں، اور ہر چند یہ امر عقولِ سلیمہ کے نزدیک غایتِ جلا وظہور میں تھا جس کے لئے اس قدر تطویل وتجشمِ تفصیل محض بیکار تھی مگر مجبور کہ ہمارے بعض معاصرین کے افکارِ بلند وافہامِ آسمان پیوند فقیر کو کشاں کشاں اس طرف لائے کہ بدیہی کو نظری کا جامہ پہنایئے، اور آفتاب دکھانے کو مشعل جلایئے۔

دلیلِ ہشتم:

عزیزا! اگر اہلسنت کا یہی مذہب ہوتا کہ مرتبہ حضرت مولا کا بڑا اور قرب وکرامت انہیں کی زیادہ شیخین کو ان پر صرف ثواب ولذائذِ جنانی میں مزیت تو دلائلِ مذکورۂ سنیاں اور اسکی امثال اکثر براہین کہ عمدۂ کار اور فرقۂ ناجیہ کے اکابر واصاغر میں بلا نکیر رائج سب یک قلم منقلب ہو جاتے جن کی کثرتِ ثواب منظور تھا ان کی اکرمیت ثابت ہوتی، اور جن کی اکرمیت کا دعوی تھا ان کی کثرتِ ثواب ظہور پاتی مثلاً (آیۃ) کریمۂ ﴿سیجنبھا

الاتقیٰ o[206] ﴾[207] (آیۃ) کریمۂ ﴿ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ﴾[208] [209] سے ملا کر کثرتِ اجر صدیق پر استدلال کیا تو ہماری پہلی تقریر کو خزانۂ حافظہ سے پھر جنبش دے کر پیشِ نفس حاضر لایئے کہ یہاں تتمیم تقریب کے لئے ایک مقدمہ بڑھانے کی ضرورت ہوگی اور یہ قیاس قیاسِ مرکب تو نظمِ دلیل اور اس سے انتاجِ دعوی یوں ہوگا کہ صدیق اتقی ہیں اور ہر اتقی اکرم عنداللہ اور ہر اکرم عنداللہ اجر میں زیادہ پس صدیق اجر میں زیادہ، اب نتیجۂ قیاسِ اول سے صدیق کی اکرمیت نکلی حالانکہ اس کا نسبت جنابِ مرتضوی دعوی تھا اور کبرائے قیاسِ ثانی سے اکرم کی زیادتِ اجر ثابت ہوئی تو مولی علی جنہیں اکرم کہا تھا اجر میں زیادہ ٹھہرے دلیل دونوں دعووں پر صاف لوٹ گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عقل سے ایسی بیگانگیاں خدا نہ کرے کہ سنیوں کے ادنیٰ نوآموز سے بھی صادر ہوں یہ ناموزونی تو روزِ ازل سے بدعتیوں کے حصے میں آئی ہے پھر اپنے خیالاتِ خام جو قوتِ واہمہ سے تراشے ہیں سنیوں کے سر دھر کر کیوں ناحق ان کے بلند پایہ کلمات کو خبط بے ربط کئے دیتے ہو ان کے دشمنوں کو سودا ہوا تھا کہ فضلِ کلی کا مناط ایسی چیز کو ٹھہراتے جو کسی طرح اس کا مصداق نہیں ہوسکتی، نہ احادیث وآثار میں جو وجوہِ افضلیت وارد ہوئیں وہ اس کی مساعدت کرتیں، نہ اس مسئلہ کے نظائر میں ہرگز وہ معنی درست آتے، نہ خود اپنے دلائل کا اس پر کسی صورت انطباق ہوتا مناط نہ ہوا فلک سیر کی ترنگ ہوا یا ہوشِ ربا کی امنگ جسکا تھل نہ بیڑا۔

دلیلِ نہم:

اور مزہ یہ ہے کہ یہ مناط برادری ...... یعنی حضرات تفضیلیہ میں بھی مقبول نہیں ہوتا، نزاع کے لئے ضرور ہے کہ ما فیہ التنازع ایک ہی مرتبۂ غیر مشترکہ ہو اگر ہم زید

(206) ترجمۂ کنزالایمان: اور بہت اس سے دور رکھا جائیگا جو سب سے بڑا پرہیزگار۔
(207) پ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱۷
(208) ترجمۂ کنزالایمان: بےشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔
(209) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

کے لئے سرداری خاور ثابت کریں اور دوسرا عمرو کے واسطے سلطنت باختر تو اس میں اور اس میں تخالف ہی کاہے کا ہوا، منازعت تو جب ہو کہ ایک ہی مرتبۂ غیر مشترکہ ہم زید کو بتائیں اور طرفِ مقابل عمرو کو، اب اگر تفضیلیہ سے پوچھتے ہیں کہ تم جو حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل بتاتے ہو یہی کثرتِ اجر وتمتعِ لذائذ مراد لیتے ہو تو وہ کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں حاشا وکلا یہ بالائی بات کس قابل ہے شانِ مرتضوی اس سے بس ارفع واعلیٰ، ہم تو اس جناب کو رفعتِ مکان وعلوِ شان وبلندیٔ جاہ ووفورِ کرامت عنداللہ میں اجل واکمل مانتے ہیں، سنی بھی اگر اس دعوی میں ان کے موافق تھے تو اس نزاعِ ہزار سالہ کا مبنیٰ کیا، اور ادھر جو تفضیلیہ دلیل پیش کرتے ہیں جس سے بوئے اکرمیت نکلتی ہے خدا جانے کیا ماجرہ ہے کہ سنی مستعدِ جواب ہو جاتے ہیں اور اس کی وہ بری حالت بناتے ہیں کہ الٰہی توبہ، کوئی نہیں پوچھتا کہ جب ان کے نزدیک افضلیتِ شیخین بمعنی اکرمیت وعلوِ جاہ ومنزلت نہیں بلکہ اسے مولیٰ علی کے لئے ثابت مانتے ہیں یہ بھی تفضیلیہ کے شریک ہیں تو اس دلیل کے رد پر کیوں کمر کستے ہیں، سیدھی سی بات کہ جو کچھ اس سے ثابت ہوا ہمارا عینِ مدعا ہے، کیوں نہیں کہہ گذرتے غرض اس مناطِ مقدس میں جو جو خوبیاں ہیں زبانِ قلم وقلمِ زبان اس کی تحریر وبیان سے عاجز۔

دلیلِ دہم:

مگر ہوا یہ کہ ان صاحبوں نے ہمارے بعض علماء کے کلام میں کثرتِ ثواب کا لفظ دیکھ لیا اور مطلب سمجھنا نصیبِ اعداء، اب مخالفتِ اہلِ سنت کی رگِ خفی نے جوش کیا اور خیالی طومار بندھنے لگے اگر مثلاً حضرت شیخ محقق قدس سرہ کی تکمیل الایمان میں یہ لفظ نظر سے گذرا تھا تو فتح الباری، صواعقِ محرقہ ومجمع البحار وغیرہا کی وہ تقریر بھی تو دیکھی ہوتی جس میں زیادتِ اجر کے مناطِ افضلیت ہونے کی بتصریح نفی ہے، اور اس کے سوا اور کتبِ اہلسنت پر بھی نگاہ ڈالی ہوتی جس میں کرامت ومنزلت عنداللہ بھی کو شریک کیا ہے، افسوس صد افسوس،

ع حفظت شیئاً وغابت عنك اشیاء [210]

خیر اب تک نہ سنا تھا تو اب سنئے شرح مقاصد میں ہے "الکلام فی الافضلیة بمعنی الکرامة عند اللہ تعالی وکثرة الثواب" [211][212]

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ سیوطی میں زیر حدیث ((صالح المومنین ابوبکر وعمر)) فرماتے ہیں "ای ھما اعلی المؤمنین صفة و اعلا ھم قدرا" [213][214]

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعہ میں بیانِ وجہِ تفضیلِ شیخین میں فرماتے ہیں "ایشان (یعنی شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما) بزرگ بودن ومقرب ودر کاروبار دنیا و دین مقدم وابوبکر وعمر ہر دو وزیر ومشیر آنحضرت بودند صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم" [215][216]

صواعق میں ہے "ثم یجب الایمان والمعرفة بان خیر الخلق وافضلھم واعظمھم منزلة عند اللہ بعد النبیین والمرسلین واحقھم بخلافة رسول اللہ صلی

(210) ترجمہ: ایک چیز کی تو نے حفاظت کی اور بہت سی اشیاء تجھ سے غائب ہوگئیں۔

(211) ترجمہ: کلام افضلیت میں ہے بمعنی خدا کے نزدیک بزرگی وکثرتِ ثواب کے۔۱۲

(212) شرح مقاصد، الفصل الرابع فی الامامة، المبحث السادس، الافضلیة بین الخلفاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵۲۳/۳

(213) ترجمہ: یعنی ابوبکر وعمر سب مسلمانوں سے اعلٰی ہیں صفت میں اور انبیاء کے بعد سب سے بڑے ہیں قدر ومنزلت میں۔۱۲

(214) فیض القدیر للمناوی، حدیث ۴۹۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۵۱/۴

(215) یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما (تمام لوگوں سے) بزرگ وبرتر ہیں، دین ودنیا کے ہر کام میں مقدم ومقرب ہیں (اور روحانی وسیاسی طور پر بھی مقدم ہیں) اور یہ دونوں حضرات حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے وزیر ومشیر ہیں۔

(216) اشعة اللمعات، کتاب الفتن، باب مناقب ابی بکر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۶۵۰/۴

اللہ علیہ وسلم ابوبکرن الصدیق ونعلم انہ مات رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم یکن علی وجہ الارض احد بالوصف الذی قد مناذکرہ علی غیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ثم من بعدہ علی ھذا الترتیب والصفة ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ ثم من بعدھما علی ھذا الترتیب والنعت عثمٰن بن عفان ثم علی ھذا النعت والصفة من بعد ھم ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنھم" [217] انتھی ملخصا [218]

شرح مواقف پسند ہو تو اس میں دیکھئے "ومرجعھا ای مرجع الافضلیة التی نحن بصددھا الی کثرتِ الثواب والکرامة عند اللہ تعالی" [219][220]

مولٰنا ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ العزیز فقہ اکبر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شرح فارسی میں فرماتے ہیں "بدانکہ مراد از افضلیت اکثریتِ ثواب واعظمیتِ مرتبہ است نزد اللہ تعالٰی" [221]

(217) الصواعق المحرقة، باب خاتمہ فی الامور المھمة، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۲۴۸

(218) ترجمہ: پھر واجب ہے ایمان لانا اور پہچاننا کہ تمام جہان سے بہتر وافضل اور خدا کے نزدیک مرتبہ میں بڑے انبیاء ومرسلین کے بعد اور خلافتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق تر ابوبکر صدیق ہیں، اور ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور روئے زمین پر یہ وصف کسی میں نہ تھا سوا صدیق کے، پھر ان کے بعد اسی ترتیب وصفت پر عمر بن الخطاب ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ، پھر ان کے بعد اسی ترتیب ووصف پر عثمان بن عفان پھر اسی نعت ووصف پر ان سب کے بعد ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔۱۲

(219) ترجمہ: مرجع اس افضلیت کا جس کے ہم درپے اثبات ہیں کثرتِ ثواب وکرامت عند اللہ کی طرف ہے۔۱۲

(220) شرح المواقف، المرصد الرابع، المقصد الخامس، الافضل بعد الرسول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶۳۸/۳

(221) اے مخاطب تو جان لے کہ افضل ہونے سے مراد کسی کا عند اللہ ثواب میں زیادہ ہونا اور مرتبہ میں بلند ہونا ہے۔

بات یہ ہے کہ بندہ جب اپنے مولیٰ کے امتثالِ اوامر واجتنابِ نواہی میں حتی الوسع سرگرم رہتا ہے تو کریم قدیر جل جلالہ اپنے فضل ورحمت سے اسے بارگاہ .... میں قرب ووجاہت بخشتا ہے اور زیادتِ انعام کے لئے لذاتِ جنت بھی مرحمت فرماتا ہے .... جب بندہ کو بذریعۂ عمل حاصل ہوئے دونوں کوثواب کہنا درست ٹھہرا، قال تبارک وتعالی ﴿تلک الجنة التی اورثتموها بما کنتم تعملونo[222] ﴾[223]

وقال تعالیٰ ﴿واسجد واقترب o[224] ﴾[225]

وقال تعالیٰ فیما حکاه عنه نبیه صلی الله علیه وسلم **خ** ((لایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل))[226][227]

وقال النبی صلی الله علیه وسلم **م د س** ((اقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد فاکثر والدعاء))[228][229]

وقال صلی الله علیه وسلم **ا ت مس قے عس طب ی**☆ ((علیکم

☆ اعن بلال **ت مس قی** عنه وعن ابی امامة الباهلی **عس** عن ابی الدرداء **طب** عن سلمان الفارسی **ی** عن جابر وحسن **ت** وصحح **مس** ۔۱۲منہ

(222) ترجمہ: یہ باغ تم وارث کئے گئے اس کے اپنے ان کاموں کے عوض جوتم کرتے تھے۱۲۔

(223) پ۲۵، سورة الزخرف، آیت ۷۲

(224) ترجمہ: اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۱۲۔

(225) پ۳۰، سورة العلق، آیت ۱۹

(226) ترجمہ: ہمیشہ میرا بندہ میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے نوافل سے۔۱۲

(227) صحیح بخاری، کتاب الرقاق، حدیث ۶۵۰۲، دار الکتب العلمیه بیروت، ۴/۲۴۸

(228) ترجمہ: سب حالتوں سے زیادہ نزدیک بندہ اپنے رب سے حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو اس وقت دعا زیادہ مانگو۔۱۲

(229) صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب مایقال فی الرکوع والسجود، حدیث ۲۱۵۔۴۸۲، دار المغنی، بیروت، ص ۲۵۰

بقیام اللیل فانه داب الصالحین من قبلکم وقربة الی الله تعالی[230])) الحدیث۔[231]

قال صلی الله علیه وسلم **قض** ((الصلوة قربان کل تقی☆))[232]

وروی عنه صلی الله علیه وسلم **شه** عن ابن مسعود ((تقربو الی الله ببغض اهل المعاصی والقوهم بوجوه مکفهرة والتمسوا رضی الله بسخطهم وتقربوا الی الله بالتباعد عنهم))[233][234]

یہ آیات واحادیث اور ان کی مثل نصوصِ متکاثرہ شاہد کہ اعمالِ صالحہ جسطرح ثوابِ جنت دلاتے ہیں قربِ خدا تک بھی پہنچاتے ہیں اور (آیۃ) کریمہ ﴿ان اکرمکم عندالله اتقکم ط[235] ﴾[236] تو حجت کافی ہے کہ اصلاحِ عمل سے کرامت عنداللہ حاصل ہوتی ہے،

☆ ترجمہ: نماز سے خدا کا قرب پاتا ہے ہر پرہیزگار۔ وقال المناوی فی شرحه ای ان الاتقیاء من الناس یتقربون بها الی الله ای یطلبون القرب منه بها ۱۲منہ۔[237]

(230) ترجمہ: لازم جانورات کی نماز کہ وہ عادت ہے تم سے پہلے نیکوں کی اور نزدیکی ہے طرف اللہ تعالی کے۔۱۲

(231) سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی دعا النبی، حدیث ۳۵۶۰، دار الفکر، بیروت ۵/۳۲۲

(232) فیض القدیر للمناوی، حرف الصاد، حدیث ۵۱۸۲، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۴/۳۲۵

(233) ترجمہ: خدا کی نزدیکی چاہو گناہ والوں سے بغض رکھنے میں اور ان سے بہ ترش روئی ملو، اور خدا کی خوشنودی ڈھونڈ وان کی خفگی میں اور خدا سے قرب طلب کروان سے دور بھاگنے میں۔۱۲

(234) جمع الجوامع الجامع الکبیر، قسم الاقوال، حدیث ۱۰۵۲۸، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۴/۱۰۲

(235) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(236) پ۲۶، سورة الحجرات، آیت ۱۳

(237) ترجمہ: امام مناوی نے اس کی شرح میں فرمایا: یعنی متقی لوگ نماز کے سبب اللہ کا قرب طلب کرتے ہیں۔

پھران پراطلاقِ ثواب میں کیا شک رہا کہ ثواب ہم نہیں کہتے مگراس جزا کو جو بندہ اپنے عملِ صالح پر پائے قال العلامةالبیری فی شرح الاشباہ و النظائر **"قال علماء نا ثواب العمل فی الاخری عبا رة عما اوجبه الله تعالی للعبدجزاء لعمله آثره عنه الفاضل الشامی فی ردالمحتار"**[238][239] صرف لذات وشہوات وحوروقصور پرثواب کامحصور ومقصوررکھنا محض قصور۔

فاضل علی قاری شرح فقہ اکبرسیدنا الامام الاعظم میں فرماتے ہیں **"اما حصر ثوابنا علی اللذة الظاهریة فممنوع لان فی الجنةیحصل لاهلها التلذذ بالذکر والشکر وانواع المعرفة واصناف الزلفة والقربة التی نهایتهاالرؤیة ما ینسی بجنبها التلذذ الشهوات الحسیة واللذات النفسیة"** [240][241]

سچ ہے زیادتِ قرب وزلفٰی کے برابرکیا ثواب ہوگا یہ ثواب سب نعمتوں کی جان ہے جس کے حضورحظوظِ نفسانیہ استغفراللہ کہ کچھ بھی وقعت رکھیں..... ہیں کہ زیدکواس کے اعمالِ حسنہ پرلذات اورعمروکوقربِ ذات عطا ہوا،ثواب کس کا زیادہ رہا،عقل ہے تو خواہی نخواہی کہنا پڑے گا کہ عمروکا ثواب بس ارفع واعلی ہے،پس کثرتِ قرب وکثرتِ ثواب کا

---

(238)رد المحتار، کتاب الطھارۃ،باب المیاہ،مطلب فی تفسیرالقربة والثواب،دار المعرفة، بیروت ، ص۳۸۶

(239)ترجمہ: علامہ بیری شرح الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں: ہمارے علماء نے فرمایا کہ آخرت میں عمل کا ثواب اس سے عبارت ہے کہ"اللہ تعالی بندے کے لئے جو چیزاس کے عمل کی جزامیں واجب کرے"۔فاضلِ شامی نے ان سے اس معنی کوردالمحتار میں نقل فرمایا ہے۔

(240)ترجمہ: ہمارے ثواب کا لذتِ ظاہری پرمحصور رکھنا مسلّم نہیں کہ جنت میں اہلِ جنت کولذتیں ملیں گی یادِ خداوشکرِ نعما واقسامِ معرفتِ الہی وانواعِ قرب ونزدیکی نا متناہی سے،جن کا آخر دیدارِ پروردگار ہے جس کے حضوریہ سب حسی شہوتیں اورنفسی لذتیں یک لخت فراموش ہوجاتی ہیں۔۱۲

(241)شرح فقہ اکبر لملا علی قاری،قدیمی کتب خانہ کراچی،ص۱۳۲
(**نوٹ**:شرح فقہ اکبرمیں حصرکی بجائے قصرہے)

ایک ہی حاصل ٹھہرااوراُس پراقتصار بعینہ اِس پراقتصار ہوا،اورجنھوں نے زیادتِ اجرکو مدارِ افضلیت ہونے سے انکارکیا انہوں نے اجربمعنی ثانی لیا،وہ بے شک زیادتِ زلفے کے حضورمبنی نہیں ہوسکتا،غرض مطلب سب کا ایک ہے اورلفظ مختلف

ع عباراتنا شتی وحسنك واحد[242]

توفیق رفیق ہوتوتطبیق وتوفیق ہو،بالجملہ **سنیوں کا حاصل مذہب** یہ ہے کہ بعدِ انبیاو مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم جوقرب ووجاہت وعزت وکرامت وعلوِ شان ورفعتِ مکان و غزارتِ فخروجلالتِ قدر بارگاہِ حق تبارک وتعالیٰ میں حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کوحاصل ان کا غیراگرچہ کسی درجۂ علم وعبادت ومعرفة وولایت کوپہنچے اوّلی ہویا آخری اہل بیت ہویا صحابی ہرگز ہرگز اس تک نہیں پہنچ سکتا،مگرشیخین کوامورِ مذکورہ میں ختنین پرتفوق ظاہرورجحان باہر،بغیراس کے کہ عیاذاً باللہ فضل وکمالِ ختنین میں کوئی قصور وفتورراہ پائے اورتفضیلیہ دربارہ جناب مولیٰ اس کا عکس مانتے ہیں یہ ہی تحریرمادۂ نزاع،بحمد اللہ اس نہجِ قویم واسلوبِ حکیم کے ساتھ جس میں ان شاءاللہ تعالیٰ شکِ مشکک ووہمِ واہم کواصلاً محلِ طمع نہیں،اورہرچند جوکچھ ہے علماء کے بحارفیض سے چھینٹا اورانہی کے خرمنِ تحقیق سے خوشہ

ع اے بادصبا اینهمه آوردۂ تست[243]

مگرشاید یہ تنقیح عاطروتوضیح ..... کشف معضل وترصیفِ نفیس وحسن تاسیس اس رسالہ کے غیرمیں نہ پائی جائے ﴿**ذلک من فضل الله علیناوعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون**﴾[244][245] یا هذا فعلیك به فاتقنه فانه مهم مفید ولا حول

---

(242)ترجمہ: ہماری عبارات مختلف ہیں اورتیرا حسن ایک ہے۔

(243)ترجمہ: اے بادِ صبا یہ سب کچھ تو ہی لائی ہے۔

(244)ترجمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پراورلوگوں پرمگراکثرلوگ شکرنہیں کرتے۔

(245)پ۱۲،سورۃیوسف،آیت۳۸

ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحمید[246]

تبصرۂ تاسعہ:

اب ہم جس کے لئے افضلیت بمعنی مذکور کا اثبات چاہیں تو اس کے لئے دو طریقے متصور یا نصوصِ شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم وافضل واعلیٰ واجل ہے اور یہ طریقہ تمام طرق سے احسن واسلم کہ بعدنصِ شارع کے چون وچرا ومداخلتِ عقلِ نارسا کی مجال نہیں رہتی اور قطعِ منازعت کے لئے اس سے بہتر کوئی صورت نہیں۔

تبصرۂ سابقہ میں شرفِ ایضاح پاچکا کہ جب ایک جماعتِ اہلِ فضل میں کسی شخص کو ان سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم کسی قیدِ خاص سے اقتران نہ پائے تو اس سے یہی معنی مفہوم ہوں گے کہ یہ شخص اپنے تمام اصحاب پر فضلِ کلی رکھتا اور قرب و وجاہت ومرتبہ ومنزلت میں ان سب سے بلند وبالا ہے پس بعدِ تصریحِ شارع کہ فلاں افضل ہے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہتی اور دلیل اپنی منزل منتہی وذروۂ اعلیٰ کو پہنچ جاتی ہے یا **دوسرا طریقہ** استدلال واستنباط وتالیفِ مقدمات کا ہے یہ معرکہ البتہ تنقیح طلب۔

فاقول وباللہ التوفیق بنائے تفضیل کی اساس جس پر اس کی تعمیر اٹھائی جاتی ہے دو امر ہیں ایک مافیہ التفاضل، دوسرا مابہ الافضلیت۔

مافیہ التفاضل تو وہ جس میں افضل ومفضول کی کمی بیشی مانی جاتی ہے اور یہ امر دونوں طرف مشترک ہوتا ہے مگر بالتشکیک کہ افضل میں زیادہ اور مفضول میں کم اور مابہ الافضلیت وہ جو مافیہ التفاضل میں افضل کی زیادت ...... خاص ذاتِ افضل سے قائم ہوتا ہے مفضول کو اس میں اس کم وکیف ...... اشتراک نہیں، اگرچہ کہیں نفسِ وصف سے اتصاف پایا جائے ورنہ اس میں تساوی ہو تو بنائے تفاضل رأساً انہدام پائے مثلاً شمشیرِ تیز بران کو تیغِ

(246) ترجمہ: اے شخص تجھ پر لازم ہے کہ اسے مضبوطی سے پکڑ لو کہ یہ اہم اور مفید ہے، اللہ غالب سراہے ہوئے کی طرف سے ہی نیک کام کرنے کی طاقت اور گناہوں سے بچنے کی قوت ہے۔

کندنا کارہ پر تفضیل ہے، مافیہ التفاضل قطع وجرح کہ وہ خوب کاٹتی ہے اور یہ قصور کرتی ہے، اور مابہ الافضلیت خوشآبی وپاکیزہ جوہری کہ تیغِ اول سے مختص ہے جس کے سبب اسے قطع وبرش میں مزیت ہوئی، جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو چکا تو اب سمجھنا چاہئے کہ مافیہ التفاضل کا ادراک تو ترتیبِ دلیل کیا نفسِ تحققِ نزاعِ حقیقی سے مقدم ہوتا ہے کہ یہاں منازعت کے اصل معنی ہی یہ ہیں کہ فریقین ایک امرِ معین مشترک بین الاثنین میں مزیت کی نسبت مختلف ہو جائیں یہ زید کے لئے ثابت کرے وہ عمرو کے واسطے مانے، اسی امرِ مشترک بالتفاوت کا نام مافیہ التفاضل ہے، مگر مابہ الافضلیت کا ادراک اور اس کا اپنے مدعی لہ سے خاص ہونے کا اثبات بحثِ غامض ومزلۃ الاقدام اور یہی امر مظنۂ اختلاف اولی الافہام، پس مانحن فیہ میں طریقۂ استدلال یہ کہ مدعی لہ کا ایک فضیلت میں نصاً خواہ استنباطاً اپنے ماورا سے امتیاز، پھر اس خاصہ کا تمام مفضولین سے زیادتِ قرب وکثرتِ وجاہت عند اللہ کا موجب ہونا ثابت کیا جائے۔ اگر یہ دونوں مقدمے حسبِ مراد منزلِ ثبوت تک پہنچ گئے دلیل تمام ہو کر احقاقِ حق والزام خصم کردے گی، اس میدان میں آکر سنیہ وتفضیلیہ دو راہ ہو گئے، اہل تفضیل قرآن وحدیث کو پسِ پشت ڈال ہوائے تخیل میں بے پر کی اڑانے لگے کہیں مجرد بعض صفات سے اختصاص کو فضلِ کلی کا مدار ٹھہرایا، کہیں کثرتِ فضائل وشہرت .... پکڑا، کبھی شرفِ نسب وعلوِ حسب وکرامتِ صہر ونفاستِ عیال پر نظر ڈالی، کبھی........ میں مزیت سلاسلِ طریقت کی مبدئیت تنزلِ ناسوتی کی خصوصیت سے راہ نکالی، کہ ہم بحمد اللہ تبصرات سالفہ میں ان اوہام کی قطعِ عرق کر آئے.

سنیوں کا مرجع وماؤی ہر بات میں حدیث شریف وقرآن اشرف اور مقامِ شرح وتفسیر میں پیشوا ومقتدا کلماتِ اکابر سلف، اب جو ہم گلچین نظر کو ان باغوں میں اجازتِ گلگشت دیتے ہیں تو اشیائے متعددہ کو اس دائرہ کا مرکز پاتے ہیں (آیۃ) کریمۂ ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ط﴾[247][248] تو نص جلی ہے کہ مدارِ افضلیت زیادتِ

(247) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

تقوی ہے اور بیشتر احادیث واخبار بھی اسی کے مثبت اور (آیۃ) کریمۂ ﴿ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ ط ذلک ھو الفضل الکبیر [249]﴾ [250] میں سبقت الی الخیرات۔

اور (آیۃ) کریمۂ ﴿لایستوی منکم من انفق [251]﴾ [252] الآیۃ، اور بعض احادیث واکثر محاوراتِ صحابہ میں سوابقِ اسلامیہ اور زمانۂ غربت وشدتِ ضعف میں دین کی اعانت اور احادیثِ کثیرۂ مرفوعہ وموقوفہ میں فضلِ صحبتِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بعض اقوالِ علماء میں کثرتِ نفع فی الاسلام اور مواضع اُخر میں ان کے سوا اور امور کو بھی مناطِ تفضیل ومابہ الافضلیت قرار دیا کہ ہم بحول اللہ وقوتہ ان مضامین کو بابِ ثانی میں بسط کریں گے، لیکن غورِ کامل وفحصِ بالغ کو کام فرمایئے تو درحقیقت کچھ اختلاف نہیں، اصل مدار ونقطۂ پرکار ان سب امور کا واحد ہے، جس منبع سے یہ سب نہریں نکل کر پھر اسی طرف لوٹ جاتی ہیں، وہ کیا ہے یعنی کمالِ قوتِ ایمان کہ ایک صفت مجھولۃ الکیفیت ہے جو قلبِ مؤمن پر کنوزِ عرش سے فائض ہوتی ہے۔ عبارت اسکے ادا وایضاح سے قاصر جو کچھ کہا جاتا ہے سب اس کے آثار وثمرات ہیں۔

ع ذوقِ این می نشناسی بخدا تا نچشی [253]

......العارف باللہ سیدنا الحکیم محمد بن علی الترمذی الصوفی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: دولتِ بیدار جب خزانۂ دل میں استقرار کرتی اور مجامعِ قلب کو اندرون وبیرون سے گھیر لیتی اور ہر رگ وریشۂ باطن میں شیر میں دسومت بلکہ شہد میں حلاوت کی طرح پیر جاتی

(248) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(249) ترجمۂ کنزالایمان: اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا۔

(250) پ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۳۲

(251) ترجمۂ کنزالایمان: تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔

(252) پ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۰

(253) ترجمہ: خدا کی قسم جب تک تو اس ذوق کو نہیں چکھے گا لذت سے محروم رہے گا۔

ہے، اسی کا نام علم باللہ وکمالِ معرفتِ الٰہی قرار پاتا ہے، پھر اسی سے خوف ورجاو تسلیم ورضاو شرم وحیا وورع وتقوی وصبر وشکر واخلاص وتوکل وانقطاع وتبتل وتواضع وعفت وحلم ودیانت وغیرہا تمام فضائلِ محمودہ جنہیں حدیث میں **م د س ق** عن ابی ھریرۃ ((الایمان بضع وسبعون شعبۃ [254])) [255] سے تعبیر کیا خود بخود منشعب ہوتے اور بندہ کو اپنے مولی کا سچا بندہ کردیتے ہے۔

یہی ہے جس کے باعث یہ ماءِ مھین وخاکِ ذلیل اس ساحتِ سبوحیت میں قرب ووجاہت پاتا اور حجلہ نشینانِ حریم قدس کا محرمِ راز بلکہ سرتاجِ افتخار واعتزاز ہوجاتا ہے، پس لا جرم جسے اس صفت میں مزیت ہوگی وہی کمالِ خوف وخشیتِ الٰہی وامتثالِ اوامر واجتنابِ نواہی میں گوئے سبقت لے جائے گا، اور یہی روحِ معنی وصورتِ تقوی ہے، اور پُر ظاہر کہ ایسے شخص کا بسببِ قوتِ انبعاث داعیۂ خیر کے سباق الی الخیر ہونا لازم، اور جب سباق الی الخیر ہوا تو اسلام کو نفع بھی اسی سے زیادہ پہنچے گا اور حکمتِ الٰہی تقاضا کرے گی کہ ایسے ہی لوگوں کو سلطانِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کا مونس ورفیق ووزیر ومشیر کیا جائے اور ابتدائے اسلام میں جو وقت نہایت ضعف وکثرتِ اعدا ومزلتِ اقدام وتراکمِ آلام اور دلوں کے ہل جانے اور جگروں کے کانپ اٹھنے کا تھا..... اسلام کے حفظِ ناموس کو گلہائے ﴿نحن انصار اللہ [256]﴾ [257] کا سہرا انہیں کے........ سوابقِ اسلامیہ کا بھی یہی منشا اور سوابقِ اسلامیہ پھر کثرتِ نفع فی الاسلام ہی کی خبر دینگے بالجملہ یہ سب امور ایک دوسرے سے دست وبغل ہیں اور ہم اس امر کی تحقیق کی طرف کہ قوتِ ایمان وعلم باللہ کے سوا یہاں

(254) ترجمہ: ایمان کی کئی اوپر ستر شاخیں ہیں ۱۲۔

(255) صحیح مسلم، کتاب الایمان، بیان عدد شعب الایمان، حدیث ۳۵، دارالمغنی، بیروت، ۱/۳۹

(256) ترجمۂ کنزالایمان: ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔

(257) پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۵۲

دوسری چیز ما بہ الافضلیت نہیں ہوسکتی اور احادیثِ کثیرہ میں جو امورِ مختلفہ کو مناطِ تفضیل ٹھہرایا ہے کیونکر امرِ واحد کی طرف عود کر آتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اوائلِ بابِ ثانی میں بما لا مزید علیہ رجوع کریں گے۔ سبحان اللہ ہر چیز اسم وصفتِ الٰہی کی مظہر ہوتی ہے ان فضائل کی وحدتِ مصداق وکثرتِ مفاہیم بھی اسی رنگ پر آئے کہ ﴿ایا ما تدعوا فله الاسمآء الحسنی﴾(258) جو کہہ پکارو سواسی کے نام ہیں خاصے

ع عباراتنا شتی وحسنك واحد(259)

تبصرۂ عاشرہ: دفعِ بقیۂ اوہامِ فرقۂ سفضیہ میں، مشتمل چند تنبیہ پر

تنبیہ نمبرا:

ہماری تقریراتِ رائقہ وتحریراتِ سابقہ سے خوب مندفع ہوگیا خیال ان لوگوں کا جنہوں نے بعض کلماتِ علماء میں یہ لفظ دیکھ کر کہ مرجعِ تفضیل کثرتِ نفع فی الاسلام ہے مقصود شناسی کا یک لخت دامن چھوڑ یہ نیا اعجوبہ تراشا اور اسے مذہبِ سنیہ کا حاصل ٹھہرایا کہ شیخین کی تفضیل صرف اس بات میں ہے کہ اسلام ومسلمین کو ان سے نفع زیادہ پہنچا، ان کے عہدِ خلافت میں شہر بہت فتح ہوئے، ملکوں میں امن وامان رہے، انتظام اچھا بن پڑا، ان باتوں پر جو ثواب مترتب ہوا وہ شیخین نے زیادہ پایا، باقی مرتبہ کی بڑائی، کرامت کی افزونی، وجوہ اخر سے ثواب کی بیشی جنابِ مولیٰ ہی کو رہی۔

اقول واللہ یغفر لی اس کلام میں جو کچھ معنی رسی سے بیگانگی اور تہافت وتناقض کا جوش ہے اس سے ....بات سے ذہول نہ کیجئے کہ فضلِ جزئی جو اطلاقِ افضل بتقید کا مصحح، صالحِ بحث ونزاع نہیں کہ اس مقام میں تو بالیقین شیخین کو جنابِ مولیٰ اور جنابِ مولیٰ کو شیخین اور بعض احاد صحابہ کو خلفاء اربعہ سے افضل کہہ سکتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(258) پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۱۰

(259) ترجمہ: ہماری عبارات مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے۔

مورد نزاع فضل کلی ہے جو اطلاقِ افضل بالاطلاق کا مجوّز، اب ہم ثواب نفع فی الاسلام میں شیخین اور ثواب دیگر اعمال میں جنابِ مولیٰ کی مزیت تسلیم کرکے پوچھتے ہیں کہ دونوں طرف کے ثواب جمع کرنے سے کثرتِ ثواب جانبِ شیخین رہتی ہے یا جانبِ جنابِ مرتضوی یا دونوں پلے برابر، بر تقدیر ثالث افضل مطلق کا اطلاق نہ اِدھر ہوسکے نہ اُدھر، بلکہ ایک جہت کی قید سے انہیں افضل کہیں گے دوسری حیثیت کی تقیید سے اُنہیں، پھر فضل کلی جو متنازع فیہ تھا کسی کو بھی نہ رہا، تم نے تو وہ صورت نکالی کہ سنی تفضیلیہ دونوں کا مذہب رد کر دیا اور شقِ اول پر افضلیت خاص نصیبۂ حضرت مولیٰ رہی اور شیخین کا فضل محض جزئی، پھر سنیوں کا مذہب جسے تم بزورِ زبان تاویلات دور از کار کرکے اپنی مرضی مطابق گڑھا چاہتے تھے ہزاروں منزل گیا خاصے تفضیلیے ہو چکے پھر چھپانے سے کیا حاصل

ع ہم نے پردے میں تجھے پردہ نشین دیکھ لیا

اب رہی شقِ ثانی اسے اختیار کیجئے تو آپ کا مطلب ہاتھ سے جاتا اور **کر الی مافر**(260) لازم آتا ہے، چاہتے تو یہ تھے کہ خدا کا دھرا سر پر کسی ایسی ہلکی سی بات میں شیخین کی افضلیت مان لیجئے جو فضائلِ حضرت مولیٰ کے حضور وقعت نہ رکھتے ہوں جس سے حضرت مولیٰ پر ان کا رتبہ بھی نہ بڑھے اور اپنا تفضیلیہ نام بھی نہ ٹھہرے، وہ ہو رہی الٹی کہ حضرات شیخین کی فضیلت ایسا گراں سنگ عالی قدر رہا کہ ہر چند صدہا فضائل میں جنابِ ولایت مآب کو............ جاتی ہیں، مگر ان کا فضل کسی طرح نہیں گھٹتا اور سب پر بلند وبالا رہتا ہے

ع ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اور کہیں خدا کے لئے وہ تقریر نہ بھول جانا کہ یہاں ثواب سے مراد لذائذ جنانی نہیں۔

تنبیہ نمبر۲:

عجب تماشا ہے فرقۂ سفضیہ جن کے قلوب تفضیلِ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(260) ترجمہ: جس سے بھاگا اسی کی طرف لوٹا۔

میں اتباعِ کتاب وسنت واجماعِ امت وعلماء اہلِ حق کے لئے منشرح نہیں ہوتے اور دلائلِ قاہرہ کی تابشیں دل کو گونہ نرم بھی کرتی ہیں تو ﴿یجعل صدرہ ضیّقا حرجا کانّما یصّعّد فی السّماء ط﴾ (261) (262) کی آفت راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور باینہمہ سنیت وہ پیارا پیارا میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا اپنی پردہ پوشی کو طرح طرح کی بعید توجیہیں رکیک تاویلیں نکالتے اور وہ ساری خیالی بلائیں سنیوں کے سر ڈھاتے ہیں کہ ان کے مذہب کا یہی محصل ہے پھر بعنایتِ الٰہی اہلِ حق کی ہمتِ بازو سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے اور طرہ یہ کہ جس سے سنیئے نئی تقریر تراشے گا اور اس کے مذہبِ سنیاں ہونے کا دعوی کر دے گا۔

گویا مذہبِ اہلسنت ایک تصویرِ موم میں کا نام ہے جسے جیسا چاہے پلٹا دے لیجئے بعض صاحبوں نے تو وہ تنقیح بلیغ کی جس کی خدمت گذاری تنبیہِ سابق میں گذری اور حضرات کے ذہن رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدۂ اہلسنت کو یوں شرفِ تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کلام کی شرح ..... تقریر میں ان کی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو بعد میں اور سلاسلِ اہل طریقت جناب ولایت مآب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر، تو اِس وجہ سے یہ افضل اور اُس وجہ سے وہ۔

اقول وربی یغفر لی یہ ایک کلام ہے کہ عالمِ اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجئے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی نامحرر سے خالی ہوتے ہیں اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثنائے گفتگو میں ان کی تقریر سے تراوش کرتا ہے تو محض خبط بے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا اولیت من حیث الخلافۃ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ

(261) ترجمۂ کنزالایمان: اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے۔

(262) پ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۲۵

یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجہتِ خلافت افضل ہوئے اسی طرح انتہائے سلاسلِ سلوک کا باعثِ تفضیل متنازع فیہ ہونا دعوی بلا دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق کما مر منا فی التبصرۃ الرابعۃ (263) اور جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا سلیقہ تھا اور ملک داری وملک گیری انہیں خوب آتی تھی تو عزیزِ من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور وشغب ہوتا سنی تفضیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے، اہلسنت ترتیبِ فضیلت میں انبیا کے بعد شیخین کو گنتے ہر جمعہ کو'' افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابو بکرن الصدیق '' خطبوں میں پڑھا جاتا احادیث میں شیخین کو انبیا ومرسلین کے بعد سردارِ اولین وآخرین وبہترینِ اہلِ آسمان وزمین فرمایا جاتا مولی علی کو اپنی تفضیل سے بایں شدومد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا، یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لئے وسیلہ وذریعہ ہوں اسی لئے مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ فرماتے ہیں ((یرضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا)) (264) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے پسند نہ کریں۔

پھر اس میں افزونی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بیچارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولیٰ علی نے اسّی کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اس کا جواب تنبیہ سابق سے لیجئے۔

ثم اقول واللہ یغفر لی اب ہمیں چند باتیں ان حضرات یعنی مطلقاً سب سنفضیہ سے دریافت کرنا ہیں بالا بالا نہ جائیں اور ان کا جواب شافی عطا فرمائیں یا مذہبِ اہلسنت کی طرف بلاتبدیل وتاویل رجوع لائیں۔

(263) ترجمہ: جیسا کہ ہماری طرف سے تبصرۂ رابعہ میں گذرا۔

(264) تاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل فی بیان کونہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یتخلف الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص۶

تنقیح : سلسلہ تفضیل عقیدہ اہلسنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل العلمین واکرم المخلوقین محمد رسول رب العلمین ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، پھر انبیاء سابقین پھر ملائکہ مقربین پھر شیخین پھر ختنین پھر بقیۂ صحابۂ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ اور پُر ظاہر کہ سلسلۂ واحدہ میں مافیہ التفاضل یعنی وہ امر جس میں کمی بیشی کے اعتبار سے سلسلہ مرتب ہوا ایک ہی ہوگا اور وہ افراد جن کی زیادتی اپنے ماتحت پر دوسرے اعتبار سے ہوگی اس سلسلہ کی ترتیب میں نہیں آسکتے بلکہ وہ دو سلسلے ہوجائیں گے مثلاً سلسلۂ روشنی میں آفتاب سب سے افضل ہے پھر ماہتاب پھر نجوم پھر چراغ اور سلسلۂ جرح وقتل میں شمشیر سب سے اکمل ہے پھر چھری پھر چاقو اب اگر کوئی کہنے والا یوں کہے کہ افضل آفتاب ہے پھر ماہتاب پھر چاقو یا افضل تلوار ہے پھر چھری پھر چراغ تو یہ کلام اس کا کلامِ مجانین میں داخل ہوگا کہ اس نے ایک ہی سلسلہ میں مافیہ التفاضل کو بدل دیا پس بالضرور☆[1] وہ امر یہاں بھی ایک ہی ہوگا اور جس بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور انبیاء کو تمام ملائکہ اور ملائکہ مقربین کو شیخین پر زیادتی مانی گئی ہے بعینہ اسی امر میں شیخین کو جنابِ عثمن وحضرت مرتضوی پر پیشی

☆[1] **قولہ بالضرور، اقول** اگر کسی تیز ہوش کی قوت واہمہ یوں رنگ لائے کہ ہم وحدتِ سلسلہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ سلسلۂ تفضیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم وانبیاء وملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام اور ہے اور یہ سلسلہ جس میں شیخین کو تفضیل دی گئی ہے دوسرا قائم کیا گیا تو ممکن کہ وہاں مافیہ التفاضل اور ہو اور یہاں اور تو اس کے معالجہ کو وہ احادیث جنہیں افضلیتِ شیخین بلفظ **بعد الانبیاء والمرسلین** و کلمۂ **الا ان یکون نبیاً** و جملہ **ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا** صلی اللہ علیہ وسلم وارد اور قضیۂ مشہورۂ کتبِ عقائد "**افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وامثال ذلک**"(265) کافی، جس سے ظاہر کہ اسی ترتیب میں انبیاء ومرسلین کے بعد شیخین کو شمار کیا ہے تو اتحادِ سلسلہ یقینی واللہ اعلم۔ ۱۲ منہ

(265) شرح العقائد النسفیہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ص ۳۱۸

وبیشی .... صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین۔ اب ہم پوچھتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء سے افضل کہا جاتا ہے تو آیا اس کے سوا کچھ اور معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ حضور کا رتبۂ عالی اور قرب و وجاہت وعز وکرامت ان سے زیادہ، اسی طرح جب انبیاء کو ملائکہ اور ملائکہ کو صحابہ سے افضل کہتے ہیں اس معنی کا غیر ذہن میں نہیں آتا تو شیخین کو جو مولیٰ علی سے افضل کہا وہاں بھی قطعاً یہی معنی لئے جائیں گے ورنہ سلسلہ بکھر جائے گا اور ترتیب غلط ہوجائے گی اور جو یہاں زیادتِ اجر وغیرہا معانی مخترع مراد لیتے ہو تو بحکمِ مقدمۂ مذکورہ اوپر بھی یہی لینا پڑے گا حالانکہ فرشتے بایں معنی اہل ثواب نہیں نہ بعض ملائکۂ مقربین مثل حملۂ عرشِ عظیم میں باعتبار نفع فی الاسلام کلام جاری ہو اور خلافت تو خلفاء اربعہ سے اوپر کسی میں نہیں پھر یہ معانی تراشیدہ کیوں کر درست ہوسکتے ہیں☆ لطف یہ ہے کہ جیسے اوپر کی ترتیبوں میں تفضیل بمعنی علوِ شان ورفعتِ مکان لیتے آئے یوں ہی جب نیچے آکر مولیٰ علی کو بقیہ صحابہ سے افضل کہتے ہیں وہاں بھی اسی معنی پر ایمان لاتے ہیں بیچ میں شیخین کی نوبت آتی ہے تو اگلا پچھلا کچھ یاد نہیں رہتا نئے نئے معنی گڑھے جاتے ہیں اور اس معنی کے رد پر بڑے بڑے اہتمام ہوتے ہیں اب بھی دعوئ انصاف باقی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خدارا ذرا خدالگتی کہو اگر سنیوں کا یہی مذہب تھا کہ جنابِ مولیٰ کی شانِ کریم شانِ شیخین سے ارفع واعلیٰ اور ان کا مقامِ وجاہت ان کے مقامِ عزت سے بلند وبالا تو یوں سلسلہ قائم کرتے ان کا کیا خرچ ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل انبیاء ومرسلین پھر جناب مولیٰ علی ان کے بعد شیخین .... کہ ان حضرات کو نہ خدمتِ حدیث سے سروکار رہا نہ کلماتِ علماء کا مطالعہ تفصیلی ملا جو منہ میں آتا ہے بے تکلف کہہ دیتے ہیں

☆ اور کلماتِ علماء کی توجیہ ہم تبصراتِ سابقہ میں بیان کر آئے کہ وہ کثرتِ ثواب سے زیادتِ قرب مراد لیتے ہیں کہ بنی نوع انسان میں قرب بذریعۂ اعمال حاصل ہوتا ہے اسی طرح کثرتِ نفع فی الاسلام قوت کیفیت ایمانیہ کا اثر وثمرہ اور یہی کیفیت وجہِ تفاضلِ انبیاء وملائکہ ہے ۱۲ منہ

اس سے غرض نہیں کہ توجیه القول بما لایرضی به قائله [266] کون سنے گا ذرا صبر کریں اور ہم اس رسالہ کے دونوں باب میں جو احادیث واقوالِ صحابہ وتابعین وخود ارشاداتِ حضرت ابوالائمہ الطاہرین وکلماتِ اہل بیت کریم وتحقیقاتِ صوفیۂ مستندین ذکر کریں گے انہیں بنظرِ انصاف دیکھیں کہ ان سے یہی تاویلاتِ بعیدہ رنگِ ثبوت پاتی ہیں جو تم نکالتے ہو یا صاف صاف حضرات شیخین کا رفعتِ شان وعلوِ مکان وبلند پایگی ووالا رتبگی میں تمامۂ امتِ مرحومہ سے اکرم واقدم ہونا ظاہر ہوتا ہے زیادہ تو ان شاء اللہ تعالیٰ دورِ آئندہ پر موقوف ہے، سر دست اتنا ہی سن لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، **ک حا**

خط عن ابی ہریرۃ ((ابو بکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اهل السموات وخیر اهل الارضین الا النبیین والمرسلین)) [267] ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوا انبیاء ومرسلین کے۔

للہ ذرا انصاف کیجئے اگر مرتبہ مولیٰ علی کا زیادہ ہوتا تو یہ الفاظ شیخین ہی کی نسبت تو فرمائے جاتے، ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک جس کی قدر زیادہ وہی سب زمین و آسمان والوں اور اگلوں پچھلوں سے بہتر ہوگا یہ طرفہ تماشا ہے کہ مرتبہ میں وہ بڑے اور جہاں بھر سے بہتری ان کو۔

تنقیح :اہلسنت کہتے ہیں افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی النورین پھر ابوالحسنین پھر بقیۂ عشرہ پھر سائر صحابہ جو حضرات امرِ خلافت میں تفاضل مانتے .... کہ یہ حیثیت آپ کی، آگے کیونکر چلی کیا بقیۂ عشرہ وباقی صحابہ بھی خلفاء تھے .... میں تفضیل ہوگی۔

تنقیح :جب یہ ٹھہراتے ہو کہ ایک جہت سے افضل یہ اور ایک جہت سے وہ جیسا

(266) ترجمہ: قول کی ایسی توجیہ کرنا جس سے قائل راضی نہ ہو۔

(267) کنز العمال، کتاب الفضائل، حدیث ۳۲۶۴۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۵۶/۱۱

کہ اکثر بلکہ تمام سنفضیہ کا مقولہ ہے تو علمائے سنت کو کیا ہوا ہے کہ صحابہ سے لے کر اب تک اسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے کبھی تو جہتِ آخر کا بھی خیال چاہئے تھا اور دوبارہ سلسلۂ تفضیل قائم کرکے جناب مولیٰ کو تقدیم دینی تھی جیسے عقیدۂ "افضل البشر بعد نبینا صلی الله علیه وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمن ثم علی" [268][269] سے کتابیں مالا مال کردی ہیں، دس بیس یا دس بیس نہ سہی تین چار کتابوں میں "افضل البشر بعد نبینا صلی الله علیه وسلم علی ثم ابو بکر ثم عمر" بھی تو کہتے، یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یکلخت بھول گئے اور ہمیشہ صدیق افضل صدیق افضل کہتے رہے خصوصاً جبکہ قرب ووجاہت عنداللہ میں حضرت مرتضوی زیادہ تھے تو سچی تفضیل تو انہیں کو دینا تھی پس خوب معلوم ہوا کہ سنیوں کے نزدیک گو مولیٰ علی کو فضائلِ خاصہ حاصل جن میں شیخین کو اشتراک نہیں مگر وہ سب ان کے مقابل فضلِ جزئی ہیں کہ فضلِ کلی شیخین کی مزاحمت نہیں کرتے۔

تنقیح :فضلِ جزئی وفضلِ کلی کا فرق تو ہم پہلے سمجھا آئے کہ یہ افضل بالاطلاق اور وہ افضل بالتقیید کا مصداق ہے اب ہم آپ صاحبوں کی یہ کیفیت دیکھتے ہیں کہ شیخین کی نسبت جیسا قرآن وحدیث واجماعِ امت سے ثابت اور زبان حق ترجمان حضور سید الانس والجان ومولیٰ علی واہل بیت کرام وصحابہ عظام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام پر جاری یہ کلمہ تم سے صاف صاف بہ طیب خاطر نہیں کہا جاتا کہ وہ مطلقاً سب سے افضل ہیں بلکہ جب کہتے ہو اس میں کسی جہت وحیثیت کی قید لگا لیتے ہو تمہارا یہ قید لگانا ہی دلیلِ باہر ہے کہ تم اس عقیدہ پر ثابت نہیں جسے قرآن وحدیث واجماع ثابت کر رہے ہیں ورنہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مولیٰ علی واہل بیت وسائر صحابہ بے تخصیص وتقیید ان پر لفظِ افضل کا اطلاق کرتے

(268) ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (اس امت میں) سب سے افضل بشر ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(269) شرح العقائد النسفیہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ص ۳۱۸

رہے تم بھی ایسا ہی کرتے کہ فضلِ کلی کا تقاضا ہی اطلاق وارسال ہے، خیر تم نے تو یہ کہہ کر کہ شیخین اگر افضل ہیں تو اس بات میں اور دوسری وجہ سے مولی علی افضل بجائے خود سمجھ لیا کہ ہمارے مطلب کا مطلب حاصل اور مخالفتِ سنیاں کی عار بھی زائل حالانکہ تمہاری یہ توزیع وتقسیم خود مخالفتِ اہلسنت پر اول دلیل ہے لیکن ہم ان کلمات کو یونہی گول نہ رہنے دیں گے تم سے سوال ہوگا آیا یہ دونوں جہتیں دونوں جانب فضلِ جزئی کی ہیں یا کوئی فضلِ کلی کی بھی ہے بر تقدیر اول کس قدر منہج عقل سے دور پڑنا ہے سوال یہ کہ افضل کون جواب یہ کہ سب ذی فضل، اس کا انکار کسے تھا اور ایک معنی ان الفاظ کے کہ یہ فضل ان میں اور وہ ان میں تسویہ ہوسکتے ہیں یعنی سب برابر تو یہ قطعاً تمہیں بھی مقصود نہیں ہوتا نہ یہ تمہارا عقیدہ اور ہو تو نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے، اہلسنت تو کہیں گے تم نے قرآن وحدیث واجماع کا خلاف کیا تفضیلیہ بھی اپنے میں نہ آنے دیں گے اور دور ہی سے دیکھ کر الگ الگ کریں گے اور ایک محتمل اس کلام کا یہ بھی متصور کہ یہ بھی فاضل وہ بھی فاضل افضلیت کو خدا جانے تو اب ہم کہتے ہیں الحمدللہ تم نے بیماری...... جہل مرکب سے انکار اور مرض سہل الزوال جہل بسیط کا اقرار کیا اگر....... واقعی ہے تو ان شاء اللہ علاج آسان ہے حکیم ازلی کی طرف رجوع لایئے اور دیکھئے وہ اس درد کی کیا دوا بتاتا ہے وہ فرماتا ہے ﴿**فا سئلو ااھل الذکر ان کنتم لاتعلمون**o﴾[270] ذکر والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ تم نے اس کے عوض ذکر والوں سے تو لڑائی ٹھان لی اور ان کی بات کو غلط کہنے لگے سبحان اللہ جب تم جانتے ہی نہیں کہ کون افضل ہے تو جاننے والوں سے کیوں الجھتے اور انہیں عقیدۂ باطلہ پر سمجھتے ہو۔ بعضے سنفضیہ کہتے ہیں یہ کلمہ نیا ہمارا نہیں بلکہ ہمارے مشائخِ وقت خلوتِ خاص میں ہمارے کان میں ایسا ہی کہہ دیتے تھے طرفہ یہ کہ یہ تہمت ان اجلۂ افاضل واکابر اولیاء پر رکھتے ہیں جن کے فضل ومعرفت کا چراغ اب تک ضیا بخشِ عالم ہے اور ان کی خاکِ آستان

(270) پ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۴۳

چومنے والا ایک آن میں سچا پکا سنی ہو جاتا، خیر ان سے کہئے اگر بفرضِ غلط بعض مشائخِ مستندین سے ایسا کلمہ صادر ہوا بھی اور انہوں نے کسی کی تفضیل پر اطلاع نہ پائی تو جانِ برادر تقلید علم میں ہوتی ہے نہ ناواقفی میں، انہوں نے نہ جانا تو اور جاننے والے تو ہیں قرآن کا حکم دیکھئے یہ فرمایا کہ نہ جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھو یہ ارشاد نہیں ہوا کہ تمہارے بزرگوں میں کوئی نہ جاننے والا گزر گیا ہو تو اس کی پیروی کر کے تم بھی تعلّم سے باز آؤ اب جاننے والوں سے پوچھئے تو ایک ان میں مسلمانوں کے مولی حضرت اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ تعالی وجہہ ان سے تو سنو وہ کس کس طرح تفضیلِ شیخین کی تصریح فرماتے اور اس کے مخالف کو حدِ مفتری کا حقدار ٹھہراتے ہیں پھر بھی مجالِ عذر باقی ہے۔

اب آئی دوسری شق کہ فرمایئے ہم فضل کلی مراد لیتے ہیں تو بالیقین دونوں جہتیں تو فضل کلی کی ہو نہیں سکتیں ورنہ تناقض لازم آئے۔ کما لا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں)۔

ایک جہت کو جہتِ فضلِ کلی مانو گے، اب ہم طالبِ تعیین ہوں گے کہ اگر وہ جہت وہ ہے جس سے حضرات شیخین متصف جب تو ہماری عین مراد پر آگئے۔

للہ الحمد میانِ من واو صلح فتاد
حوریان رقص کنان دست بشکرانہ زدند[271]

اب کیوں خوامخواہ الجھتے اور ہمارے عقیدہ سے بگڑتے ہو ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ فضل دونوں طرف اور افضلیت شیخین کو اور جنابِ مرتضوی میں بہت فضائلِ خاصہ ایسے ہیں جو شیخین میں نہیں پھر یہ نزاع کاہے پر تھی اور جو اس جہت کو جہتِ فضل کلی ٹھہرایئے جس سے جناب ولایت مآب متصف تو اب وہ جو پردہ رکھ لیا تھا کہ کھلے کھلے اہلسنت کے مخالف نہ بن جائیں بالکل ٹوٹ گیا،

(271) ترجمہ: الحمدللہ ہمارے اور ان کے درمیان صلح ہوگئی (اسی وجہ سے) حوران بہشت خوشی میں رقص کناں ہیں اور بطور شکرانہ ان کے ہاتھ بلند ہیں۔

کھل گیا عشقِ صنم طرزِ سخن سے مومن
اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو

صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ حضراتِ شیخین اگرچہ ذی فضل ہیں مگر ہم مولی علی کو عنداللہ ان سے افضل اور درجۂ قرب ووجاہت میں اعلیٰ واکمل مانتے ہیں اب تمہارے سامنے ان دلائلِ قاہرہ و بیناتِ باہرہ کی بے امان شمشیریں چمکائی جائیں گی جن کے حضور عقولِ سلیمہ گردن جھکائیں اور ان کی آنچ کے آگے اوہام وخیالات کی آنکھیں جھپک جائیں ہاں ابھی یہ کاہے کو ہوگا پہلے تو تمہیں سے دلیل مانگی جائے گی اور کہا جائے گا اس جہت کا مولی علی سے اختصاص پھر یہ کہ جس میں یہ صفت ہو وہی عنداللہ قربِ رب الارباب وکثرتِ ثواب میں تمام امت سے زائد ہوگا اور یہ کہ جو وجوہِ فضل شیخین کو حاصل وہ اس کی معارض نہیں ہوسکتیں، قرآن وحدیث سے ثابت کردو ورنہ....... روی اور اتباعِ حق سے پہلوتہی کا اقرار کرو غرض ہزار رنگ بدلیے مگر...... سے چھپ کر کہاں جایئے گا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم[272]

ولعل هذه الابحاث كلها مما تفرد به الفقير الضعيف والحمد لربی الخبير اللطيف۔[273]

تنبیہ نمبر ۳:

بعض حضرات گمان کرتے ہیں جب ہم نے قرب وعز وجاہ میں شیخین کو افضل بتایا تو یہ تفضیل من جمیع الوجوہ ہوگئی حالانکہ وہ عقلمند اتنا نہیں دیکھتے کہ ہم بتصریح تفضیل من جمیع

(272) ترجمہ: تو جس قسم کا چاہے لباس پہن لے (پر) میں تیرے قد وقامت سے تجھے پہچان لوں گا۔
(273) ترجمہ: امید ہے کہ یہ تمام ابحاث ان میں سے ہیں جن کو صرف اس فقیر ضعیف نے بیان کیا ہے ،اور حمد ہے میرے خبیر ولطیف رب کے لئے۔

الوجوہ کے منکر ہیں اور اس کے ماننے والوں کا ردِ بلیغ کرتے ہیں مگر ابھی وہ نہ سمجھے کہ شیونِ عز ووجاہت وموجباتِ نفسِ فضیلت بکثرت وبے نہایت ہیں اور ان میں سے بہت جنابِ مولی سے خاص لیکن صیغۂ افعل التفضیل کے اطلاق علی الاطلاق کے جومناط ہیں وہ موازنۂ شیخین وختنین میں شیخین سے مختص جیسا کہ ہماری تقریراتِ سابقہ سے واضح ہو چکا پھر تفضیل من جمیع الوجوہ کہاں، خیر یہ گمان تو بے چارے عوامِ سنفضیہ کے تھے شاباشی دیجئے ان مدعیانِ علم وفضل کو جو فضلِ کلی کے معنی افضلیت من جمیع الوجوہ سمجھے، منشا اس کا اصطلاحِ علماء سے ناواقفی، فضلِ کلی کے یہ معنی کہ مصحح اطلاقِ افضل بہ اطلاق ہو اور اطلاقِ افضلِ مقید کا مصحح فضل جزئی، افضالِ جزئیہ کا حصول مفضول کو معقول، پھر تفضیل من جمیع الوجوہ سے کیا علاقہ، حدیث ((فضلت علی الانبیاء بست)) کی شروح ملاحظہ کیجئے وہاں علماء کیا فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو کافۂ انبیاء ومرسلین پر فضلِ کلی ہے بعض افضال جزئیہ سے اگر خلیل وکلیم وغیرہما علیہم الصلوۃ والسلام مختص ہوں تو کیا محذور۔

تنبیہ نمبر ٤:

بعض حضرات گمان کرتے ہیں کہ ہم عیاذا باللہ تعالیٰ... حضرت مولی روحنا فداہ[274] کے درپے توہین ہیں جو مرتبۂ شیخین کو ان کے رتبہ سے بڑھاتے ہیں حالانکہ یہ ان کی محض نادانی اور مسلمان پر بلاوجہ سوءِ ظن ہے مگر (آیۃ) کریمۂ ﴿یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ز ان بعض الظن اثم[275]﴾[276] سے ابھی ان کے کان آشنا نہیں، عزیزو! ہمیں حکم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعد ان تین حضرات کے تمام صحابہ کرام واہلبیتِ عظام وکافہ مخلوقِ الٰہی جن وبشر وملائکہ سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عنداللہ ایسا ہی تھا پھر توہین کیا ہوئی، توہین تو

(274) ترجمہ: ہماری روح ان پر فدا ہو۔
(275) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے
(276) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۲

عیاذاً باللہ جب ہوتی کہ ان تین حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولی سے افضل بتاتے جیسا تم فضل حضراتِ شیخین کو کس کس طرح ہلکا کرتے ہو اور جو اسی کا نام توہین ہے کہ جن کا فضل قرآن وحدیث سے ثابت ان سے مفضول مانئے، تو جو حضراتِ انبیائے سابقین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجۂ عالیہ سے کم مانے وہ معاذ اللہ ان کی توہین کرنے والا ٹھہرے اور توہینِ انبیا قطعاً کفر، وائے مصیبت اس کی بے چارہ کس آفت میں پڑا حضور کو تفضیل نہ دی تو خدا کا غضب نازل ہو، دی تو انبیا کی توہین قرار پا کر جہنم ابدی کا مستحق بنے، نہ رائے رفتن نہ روئے ماندن۔[277]

اے عزیز! اسی لئے ہمارے آئمہ تصریح فرماتے ہیں (کہ) فضلِ شیخین فضل ختنین سے زائد ہے بے اس کے کہ فضلِ ختنین میں کوئی قصور وفتور راہ پائے۔

تنبیہ نمبر ۵:

بعض علمائے سنفضیہ کو انکارِ افضلیتِ شیخین کی عجب تازہ تدبیر سوجھی، فرماتے ہیں اس قدر اپنا عقیدہ کہ خلفائے اربعہ سب اہل فضیلت وعالی مرتبت تھے باقی ان میں ایک کو دوسرے پر تفضیل ہمارا منصب نہیں ہماری عقلیں ان حضرات کے رتبہ کو کیا جانیں، ایک سنی نے عرض کیا حضرت کا ارشاد مسلم مگر اکابر سلف جو تفضیلِ شیخین کا حکم کرتے آئے ان کی تقلید سے کیا چارہ، فرمایا وہ بھی ان کے مراتب سے ناواقف تھے۔

اقول وربی یغفرلی تو حاصلِ مطلب یہ کہ ائمۂ اہلسنت نے جو تفضیلِ شیخین کا حکم دیا محض **رجماً با لغیب**[278] تھا **انا للہ وانا الیہ راجعون ٥**

الحق ادب دولتے ست عجب[279]

(277) نہ رستے پہ چلنا ممکن نہ اس سے ہٹنا ممکن۔

(278) ترجمہ: بے جانے بوجھے بات کرنا۔

(279) ترجمہ: حق یہ ہے کہ ادب عجیب دولت ہے۔

اچھا وہ اکابر نہ سمجھے مولی علی سے جو تفضیلِ شیخین کا تواتر ہے اس کا کیا علاج کیا وہ بھی اپنے مراتب سے آگاہ نہ تھے، اور ان کا یہ اصرار محض نادیدہ راہ ونافہمیدہ کار عیاذاباللہ منہ یا عین الیقین پر مبنی تو بے اتباع کب بنی یہ بھی نہ سہی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا کیا جواب، ہائے خوبی قسمت نوبت تا بکجا رسید[280] اور ہنوز اختتام نہ جانئے ابھی تو آیات سے سوال ہوگا خدا نے ﴿**اکرمکم عنداللہ**[281]﴾[282] کس طرح فرمادیا خیر اتنا اور ارشاد ہو جائے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہمتا وہمسر اور کافۂ انبیا ورسل کا سرور مانتے ہیں یا نہیں، نہ مانیں تو مجھ سے نہ کہلوائیں علماء سے حکمِ مسئلہ دریافت فرمائیں اور مانیں تو زہے عقلِ سلیم وفکرِ حکیم جو خلفاء اربعہ کے ادراکِ فضائل میں عاجز آئے اور ان کے موالی وسادات کا مرتبہ فوراً سمجھ لے، اب گھبرا کر فرمایئے گا ہم نے کہاں سمجھا نصوصِ شرع نے حضور کو تفضیل دی، ہم نے ان کی تقلید کی، ہاں اب راہ پر آگئے تفضیلِ شیخین میں بھی نصوص دیکھ لیجئے کون کہتا ہے اپنی عقل کو دخل دیجئے، غرض دینِ متین میں کوئی راہِ عذر نہیں ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ھذا آخر المقدمۃ والحمد للہ ما اکرمہ۔[283]

سلسلۂ مبادی بانجام رسیدن ورخت بمنزل مقصود کشیدن[284]

اب کہ ہم نے بحمد اللہ ...... کو سب کانٹوں سے صاف کرلیا اور بتوفیقِ ربانی مادۂ نزاع کو اس عمدہ طور پر تحریر کردیا کہ شاید ان تحقیقاتِ رائقہ وتدقیقاتِ فائقہ کے

(280) ترجمہ: ہائے قسمتی کی مفلسی دیکھیے یہ نوبت کہاں تک پہنچ گئی۔

(281) ترجمۂ کنز الایمان: اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا۔

(282) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(283) ترجمہ: لیکن اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ یہ مقدمہ کی انتہا ہے، اور اللہ تعالی کے لئے حمد ہے، کیا خوب اس کا کرم ہے۔

(284) ترجمہ: ابتدائی سلسلے (یعنی مقدمہ) کا اپنے انجام کو پہنچنا اور منزلِ مقصود کی طرف سفر اختیار کرنا۔

ساتھ اس رسالہ کے غیر میں نہ پایا جائے تو اب وقت وہ آیا کہ حول وقوتِ الٰہی پر توکل کر کے گلگون آسمان خرام فکر کو رخصتِ جولان ہو، اور نیزہ بازترکناز خامہ کو اجازتِ میدان تا (کہ) مہم تبلیغ انجام پائے، اور حجتِ الٰہی تمام ہوجائے ﴿لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیٰی من حیّ عن بینۃ[285]﴾[286] اللھم الیك فوضت امری والیك الجأت ظھری فاصلح لی شأنی کله واغفرلی ذنبی دقه وجله وحسبنا الله ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد واٰله واصحٰبه اجمعین۔[287]

(285) ترجمۂ کنز الایمان: کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو جیئے دلیل سے جیئے۔

(286) پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۴۲

(287) ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا، میں اپنے آپ کو تیری حفاظت میں دیتا ہوں، پس میرے تمام معاملات کو درست فرما، میرے چھوٹے بڑے گناہ بخش دے، ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ بہترین کارساز ہے، نیک کام کرنے کی طاقت اور گناہوں سے بچنے سے قوت عظمت وبڑائی والے اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور اللہ کی رحمتیں ہوں اس کی مخلوق میں سب سے بہتر یعنی محمد مصطفیٰ پر اور ان کی آل اور ان کے تمام اصحاب پر۔

بسم الله الرحمن الرحیم o

باب اول: نصوص واخبار واجماع وآثار سے افضلیتِ شیخین کے اثبات میں

الحمد لله وکفیٰ وسلٰم علی عبادہ الذین اصطفٰی[288] اس باب میں بعددِ سبع سموات سات فصول رفعت سمات ہیں: ۞

الفصل الاول فی الاجماع

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المؤمنین امام المتقین **عبداللہ بن عثمٰن ابی بکر صدیق اکبر** وجناب امیر المؤمنین امام العادلین **ابوحفص عمر بن الخطاب فاروقِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنھما وارضاھما کا جنابِ مولی المؤمنین امام الواصلین ابوالحسن علی بن ابی طالب مرتضٰی اسداللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل وبہترین امت ہونا مسئلۂ اجماعیہ ہے، اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ساداتِ امت ومقتدایانِ ملت وحاملان....... ناصرانِ بزمِ رسالت ہیں، قرآن مجید خود صاحبِ قرآن کی زبان سے سنا اور اسبابِ فضل وکرامت کو بچشمِ خود مشاہدہ کیا، دربار درر بار نبوت میں لوگوں کے قرب ووجاہت اور اس میں باہمی امتیاز وتفاوت سے جو آگاہی انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں، بالاتفاق انہیں افضلِ امت جانتے اور ان کے برابر کسی کو نہ مانتے یہاں تک کہ جب زمانۂ فتن آیا اور بدعات واہوا نے شیوع پایا شیعۂ شنیعہ وبعض دیگر اہلِ بدعت نے خرقِ اجماع کیا، شقِ عصائے مسلمین کا ذمہ لیا مگر یہ فرقۂ حقہ وطائفۂ ناجیہ کہ اہلسنت وجماعت جن سے عبارت قرناً فقرناً وطبقۃً فطبقۃً اس مسئلہ پر متفق اللفظ رہا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، **خ** "ہم گروہِ

(288) ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ کے لئے اور وہ کافی ہے اور سلام ہو اس کے چنے ہوئے بندوں پر۔

۞ لیکن ہمیں صرف تین فصلیں ہی دستیاب ہوسکیں۔

صحابہ زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابوبکر پھر عمر پھر عثمٰن کے برابر کسی کو نہ گنتے''[289]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، **عـــہ** ''ہم اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر ومتوافر کہا کرتے: افضل امت بعدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق''۔[290]

ن حضرت میمون بن مہران سے سوال ہوا شیخین افضل یا علی؟ اس کلمہ کے سنتے ہی ان کے بدن پر لرزہ پڑا یہاں تک کہ عصا دستِ مبارک سے گر گیا اور فرمایا'' مجھے گمان نہ تھا اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابوبکر وعمر کے برابر کسی کو بتائیں گے''۔[291]

یہاں سے ظاہر کہ زمانۂ صحابہ وتابعین میں تفضیلِ شیخین پر اجماع تھا اور اس کے خلاف سے ان کے کان محض ناآشنا اور اسے ایسا جلی وصریح اور خلاف کو ناگوار وقبیح سمجھتے کہ بمجرد سوال صدمۂ عظیم گذرا، دفعۃً بدن کانپ اٹھا۔

اسی طرح امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ وسادات الامۃ اس معنی پر اجماعِ صحابہ وتابعین نقل کرتے ہیں **كما حكاه البيهقي وغيره وكفى بهم قدوة فى الدين**[292]، معہٰذا خلافت میں تقدیمِ شیخین پر اجماعِ صحابہ ایسا متواتر ومعلوم بالقطع ..... جس میں کسی مخالف حیادار غیر منکرِ آفتاب کو بھی مجال...... اور ان اساطینِ ملت کے معاملات ومحاورات علی الاعلان شہادت دے رہے ہیں کہ یہ تقدیم بر بنائے تفضیل ہوئی اور اُنہیں افضل کے حضور تقدیم مفضول گوارا نہ تھی تو یہ اتفاق ان کا تفضیلِ شیخین پر دلیلِ کافی۔

(289)صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب، فضل ابی بکر، حدیث ۳۶۵۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵۱۸/۲

(290)سنن ابی داود، کتاب السنۃ، فی التفضیل، حدیث ۴۶۲۸، دار احیاء التراث العربی، ۲۷۳/۴

(291)تاریخ الخلفاء للسیوطی، ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص ۲۶

(292)ترجمہ: جیسا کہ اس کو امام بیہقی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حکایت کیا اور ان کا دین میں پیشوا ہونا کافی ہے۔

ہم ان شاء اللہ تعالیٰ بابِ ثانی کی فصل.... میں اس مبحث کی تنقیح وتوضیح کی طرف عود کریں گے۔ والعود احمد فانتظر[293]

اسی طرح عامۂ کتبِ اصول میں اس مسئلہ پر بتصریح اجماع نقل کیا یا بلا ذکرِ خلاف اسے مذہبِ اہلِ سنت قرار دیا، امام علام ابوزکریا محی الملۃ والدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں''**اتفق اهل السنة على ان افضلهم ابو بكر ثم عمر**''[294][295]

اور فرماتے ہیں'' **قال ابو منصور البغدادي اصحابنا مجمعون على ان افضلهم الخلفاء الاربعة على الترتيب المذكور**''[296][297]

تہذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں'' **اجمع اهل السنة على ان افضلهم على الاطلاق ابو بكر ثم عمر**''[298][299]

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں'' **الافضل بعد الانبياء عليهم الصلوة والسلام ابو بكر رضى الله تعالى عنه وقد اطبق السلف على انه افضل الامة حكى الشافعي وغيره اجماع الصحابة والتابعين على ذٰلك**''[300][301]

(293)ترجمہ: اور لوٹنا بہتر ہے لہٰذا انتظار کرو۔

(294)ترجمہ: سنیوں نے اتفاق کیا کہ افضل صحابہ ابوبکر ہیں پھر عمر ۱۲۔

(295)شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۸/۱۵

(296)ترجمہ: ابومنصور بغدادی فرماتے ہیں ہمارے اصحاب اجماع کئے ہوئے ہیں کہ افضل صحابہ خلفائے اربعہ ہیں ترتیبِ مذکور پر ۱۲۔

(297)شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۸/۱۵

(298)ترجمہ: اہلِ سنت نے اجماع کیا کہ مطلقاً سب صحابہ سے افضل ابوبکر پھر عمر ۱۲۔

(299)شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۸/۱۵

(300)ترجمہ: انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد افضل البشر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تحقیق سلف صالح نے ان کے افضلِ امت ہونے پر اتفاق کیا، شافعی وغیرہ اس امر پر اجماعِ صحابہ وتابعین نقل کرتے ہیں ۱۲۔

مواہبِ لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں ''افضلھم عند اھل السنۃ اجماعا ابوبکر ثم عمر''(302)(303)

علامہ فاسی شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں ''الاجماع علی فضیلۃ سیدنا ابی بکرن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی سائر الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم''(304)(305)

بستانِ فقیہ ابواللیث میں ہے ''قال محمد بن الفضل اجمعوا علی ان خیرھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر الخ''(306)(307)

علامہ ابن حجر زواجر میں فرماتے ہیں ''اجمع اھل السنۃ والجماعۃ علی ان افضلھم العشرۃ المشھود لھم بالجنۃ علی لسان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سیاق واحد وافضل ھٰؤلاء ابوبکر فعمر''(308)(309)

(301)ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ،باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۳۶۵۵ ، دارالفکر،بیروت،۶/۴۳۰

(302)ترجمہ: اہل سنت کے نزدیک بالاجماع افضل الصحابہ ابوبکر ہیں پھر عمر۔۱۲

(303)المواھب اللدنیہ، المقصد السابع،الفصل الثالث فی ذکر محبۃ اصحابہ،دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲/۵۴۵

(304)ترجمہ: ہمارے آقا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صحابہ سے افضل ہونے پر اجماع ہے۱۲

(305)مطالع المسرات ،مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور، پاکستان ،ص۱۴۷

نوٹ: مطالع المسرات کی عبارت یوں ہے ''والاجماع علی افضلیتہ علی سائر الاصحاب''

(306)ترجمہ: امام محمد بن فضل فرماتے ہیں سنیوں کا اجماع ہے کہ اس امت کے بہتر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر۱۲۔

(307)بستان العارفین،الباب السادس والعشرون بعدالمائۃ،فی القول فی الصحابۃ،دار الکتب العلمیۃ، بیروت،ص ۱۲۹

(308)ترجمہ: اہل سنت وجماعت نے اجماع کیا کہ افضل صحابہ وہ دس ہیں جن کے لئے جنت کی شہادت دی گئی زبانِ پاک حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک سیاق میں اور افضل ان سب کے ابوبکر ہیں پس عمر۱۲۔

فضلی کفایۃ العوام میں فرماتے ہیں ''ویجب اعتقادہ ان اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل القرون ثم التابعون ثم اتباع التابعین وافضل الصحابۃ ابوبکر فعمر فعثمٰن فعلی علی ھذالترتیب''(310)(311)

علامہ باجوری شرح میں فرماتے ہیں ''قولہ وافضل الصحابۃ ابوبکر الخ ھذا ما علیہ اھل السنۃ''(312)(313)

سیدی شیخِ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ الشریف تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں ''جمہور ائمہ دریں باب اجماع نقل کنند''(314)(315)

قصیدۂ بدء الامالی میں ہے ''وللصدیق رجحان جلی علی الاصحاب من غیر احتمال''(316)(317)

شرح میں ہے ''رجحان جلی ای فضل واضح ثابت بالدلائل السمعیۃ واجماع الامۃ فمن انکرہ یوشك ان فی ایمانہ خطرا''(318) حاصل یہ کہ تفضیلِ صدیق قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت، جو اس کا انکار کرے قریب ہے کہ اسکے

(309)الزواجر عن اقتراف الکبائر، کتاب الشھادات،الکبیرۃ ۴۶۴۔۴۶۵،دارالفکر بیروت ۲/۳۸۱

(310)ترجمہ: اور واجب ہے اعتقاد رکھنا اس بات کا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن تمام قرون سے افضل ہے پھر تابعین پھر تبع تابعین اور افضلِ صحابہ ابوبکر ہیں پس عمر پس عثمٰن پس علی اسی ترتیب پر۱۲۔

(311)کفایۃ العوام،دارالکتب العلمیہ،بیروت،ص۱۸۵

(312)ترجمہ: یہ جو ماتن نے افضل صحابہ ابوبکر کو کہا پھر عمر پھر عثمٰن پھر علی یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا۱۲۔

(313)تحقیق المقام شرح کفایۃ العوام،دارالکتب العلمیہ،بیروت،ص۱۸۵

(314)ترجمہ: جمہور ائمہ نے اس باب میں اجماع نقل کیا ہے۔

(315)تکمیل الایمان، باب فضل الصحابۃ، اربعہ یکدیگر بدر مقام ،الرحیم اکیڈمی ، کراچی ،ص ۱۳۵

(316)ترجمہ: صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صریح افضلیت ہے تمام صحابہ پر بے شبہہ وشک۱۲۔

(317)قصیدہ بدء الامالی ،بیت ۳۴،مکتبہ حقیقت کتابوی ،استنبول ۲۰۰۰ء، ص ۹

(318)شرح بدء الامالی ،بیت ۳۴ کے تحت

ایمان میں خطر ہو انتھی۔

عجب اس سے جو اجماعِ صحابہ وتابعین وکافۂ اہلِ سنت کا خلاف کرے پھر (اپنے) آپ کو سنی جانے ، اے عزیز! جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور ایک کا انکار کافر ومرتد کردیتا ہے اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائدِ اہلسنت میں اُن کے موافق ہو اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں بدعتی ہے ، اسی لئے علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے اور انہیں اہلِ بدعت کی شاخ جانتے ہیں۔

ابوشکور سلمی تمہید میں فرماتے ہیں ''وبعض کلامھم بدعۃ ولا یکون کفراًوھو قولھم بان علیاًرضی اللہ تعالیٰ عنہ کان افضل من ابی بکروعمر وعثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنھم ☆''(319)(320)

عقائدِ بزدوی میں ہے ''اقلھم غلواًالزیدیۃ فانھم کانوا لایکفرون احداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقولون ان ابابکر وعمر کانا امامی حق ویفضلون علیاًعلی سائر الصحابۃ''(321)(322)

☆☆☆

☆**اقول** اراد بذلک تفضیلھم امیر المؤمنین علیاًعلی ھٰؤلاء الثلاثۃ الکرام جمیعاً لاعلی سبیل الانفراد اذ تفضیل علی علی عثمٰن لیس مما اتفق علی ردہ وطردہ کلمات اھل السنۃ بل منھم من وقف ومنھم من عکس وان کان تفضیل عثمٰن ھو المذھب المنصور ومشرب الجمھور واللہ اعلم ۱۲ منہ

☆☆☆

(319) ترجمہ: اور بعض کلام ان کا بدعت ہے کفر نہیں اور وہ یہ قول ان کا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر وعمر وعثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ہیں۔

(320) تمہید ابوشکور سالمی (اردو)، بدعتیوں کے رد کے بیان میں، فرید بک سٹال ،ص ۳۹۳

(321) ترجمہ: سب رافضیوں میں کمتر غلو وشدت میں زیدیہ ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کو کافر نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ ابوبکر وعمر خلیفۂ برحق تھے اور تفضیل دیتے ہیں علی کو باقی صحابہ پر۔

(322) عقائد بزدوی

غنیۃ الطالبین شریف میں کہ مشہور بذاتِ پاک حضرت غوثِ اعظم ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عقیدۂ روافض میں مرقوم ''ومن ذلک تفضیلھم علیاًعلی جمیع الصحابۃ''(323)(324)

شرح قصیدۂ امالی سے گذرا ''من انکرہ یوشک ان فی ایمانہ خطراً''(325)(326)

امام ابوعبداللہ ذہبی امیر المؤمنین علی سے تفضیلِ شیخین کا بتواتر منقول ہونا ذکر کرکے فرماتے ہیں ''قبح اللہ الرافضۃ ما اجھلھم''(327)(328)

فتاوی خلاصہ میں ہے ''فی الروافض ان فضل علیاًعلی غیرہ فھو مبتدع''(329)(330)

فتح القدیر میں ہے ''فی الروافض من فضل علیاًعلی الثلثۃ فمبتدع''(331)(332)

بحرالرائق میں ہے ''الرافضی ان فضل علیاًعلی غیرہ فھومبتدع''(333)(334)

☆☆☆

(323) ترجمہ: عقائدِ رفض سے ہے ان کا تفضیل دینا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ پر ۱۲۔

(324) غنیۃ الطالبین، فصل فی بیان فرق الضالۃ عن طریق الھدی ،فصل فی الرافضۃ، دارالکتب العلمیہ ،بیروت، ۱/۱۸۰

(325) ترجمہ: جو شخص تفضیلِ شیخین سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطر ہو ۱۲۔

(326) شرح قصیدۂ بدء الامالی ، بیت ۳۴ کے تحت

(327) ترجمہ: خدا رافضیوں کا برا کرے کس قدر جاہل ہیں یعنی حضرت مولیٰ کی محبت کا دعوی پھر ان کا ایسا صریح خلاف ۱۲۔

(328) صواعق محرقہ، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۹۰۔۹۱

☆ تاریخ الاسلام للامام الذھبی ،دارالکتاب العربی ،بیروت، ۱/۱۱۵۔۲۶۴، ۲/۲۸

نوٹ: کتاب میں بعض جگہ '' لعن اللہ '' ہے۔

(329) ترجمہ: روافض میں سے جو حضرت علی کو دوسروں پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے۔

(330) خلاصۃ الفتاوی ، کتاب الصلوۃ ،الفصل الخامس عشر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱/۱۴۹

(331) ترجمہ: روافض میں سے جو حضرت علی کو خلفائے ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے۔

(332) فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱/۳۰۴

(333) ترجمہ: رافضی اگر حضرت علی کو دوسروں پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے۔

(334) البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ ،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱/۶۱۱

علامہ عبدالعلی برجندی شرح نقایہ اور علامہ شیخ زادہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرماتے ہیں "الرافضی ان فضل علیاً فھو مبتدع"(335)(336)

شمس قہستانی کی شرح نقایہ میں ہے "یکرہ امامة من فضل علیاً علی العمرین رضی اللہ تعالی عنھم"(337)(338)

الاشباہ والنظائر میں ہے "ان فضل علیاً علیھما فمبتدع"(339)(340)

علامہ ابراہیم حلبی غنیة المستملی شرح منیة المصلی میں فرماتے ہیں "من فضل علیاً فحسب فھو من المبتدعة"(341)(342)

علامہ بحرالعلوم ملک العلماء مولانا عبدالعلی لکھنوی قدس سرہ العزیز رسائل ارکانِ اربعہ میں فرماتے ہیں "اما الشیعة الذین یفضلون علیاً علی الشیخین ولا یطعنون فیھما اصلاً کالزیدیة فتجوز خلفھم الصلوة لکن تکرہ کراھة شدیدة"(343)(344)

فاضل سید ابن عابدین شامی ردالمحتار علی الدرالمختار میں فرماتے ہیں "اذا کان

---

(335) ترجمہ: رافضی اگر حضرت علی کو دوسروں پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے۔

(336) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، کتاب الصلوة، باب الجماعة، المکتبة الغفاریہ، کوئٹہ، ۱/۱۶۳

(337) ترجمہ: جو حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دے اس کی امامت مکروہ ہے۔

(338) جامع الرموز للقہستانی، فصل یجھل الامام، مکتبہ اسلامیہ، تہران، ۱/۱۷۲

(339) ترجمہ: اگر مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتائے تو بدعتی ہے ۱۲۔

(340) الاشباہ والنظائر لابن نجیم حنفی، کتاب السیر، باب الردة، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۵۹

(341) ترجمہ: جو مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صرف افضل بتاتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے ۱۲۔

(342) غنیة المستملی، فصل فی الامامة، مکتبہ نعمانیہ کانسی روڈ، کوئٹہ، ص ۴۴۳

(343) ترجمہ: وہ شیعہ جو مولیٰ علی کو شیخین پر تفضیل دیتے ہیں اور شیخین کی شانِ پاک میں اصلاً طعن نہیں کرتے جیسے زیدیہ ان کے پیچھے نماز جائز تو ہے لیکن سخت کراہت کے ساتھ مکروہ ۱۲۔ اس سے کراہت تحریمی ثابت ہوئی ۱۲۔

(344) رسائل الارکان، الرسالة الاولی فی الصلوة، فصل فی الجماعة، بیان من یکرہ امامتہ، مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ، کوئٹہ، ص ۹۹

یفضل علیاً او یسب الصحابة فانہ مبتدع لا کافر"(345)(346)

مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ میں فرماتے ہیں "دوم فرقۂ شیعۂ تفضیلیہ کہ جنابِ مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل مے دادند واین فرقۂ آزاد نامی تلامذہ آن لعین شدند وشمۂ از وسوسۂ او قبول کردند وجناب مرتضوی در حق اینہا تہدید فرمود کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد او را حد افترا کہ ہشتاد چابك ست خواہم زد"(347)(348)

علامہ محمد طاہر☆ [1] اس مسئلہ کی نظیر☆ [2] میں مجمع بحارالانوار میں فرماتے

☆[1] میاں محمد طاہر در پٹن گجرات بودہ حق سبحانہ او را علم و فضل داد وحرمین شریفین رفت وعلما ومشائخ آن دیار شریف را دریافت وتحصیل و تکمیل علم حدیث نمود وبا شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ صحبت داشد ومرید شد وباز او برکت و کرامت بوطن اصلی عود وبعضے بدعتہا کہ دران قوم شائع بود ازالہ کردہ میان اہل سنت وبدعت این قوم تمیز تعریف نمود ودر علم حدیث توالیف مفیدہ جمع کرد ازانجملہ کتابے ست کہ متکفل شرح صحاح ست مسمی بمجمع البحار ورسالۂ دیگر مختصر مسمی مغنی کہ تصحیح اسماء رجال کردہ بی تعرض بہ بیان احوال بغایت مختصر و مفید و در خطبہائ این کتب مدح شیخ علی متقی بسیار کردہ است ووی بوصیت شیخ سیاہی بجہت امداد طلبہ را ست می کرد ودر وقت درس نیز بہ حل کردن آن مشغول می بود تا دست نیز در کار باشد ووی در ازالہ بدع واہل بدع کہ دران دیار بودند تقصیر ہم بدست آن جماعت در ستہ نیف وثمانین وتسعمائة بشہادت رسید **شکراللہ سعیہ وجزاہ عن المسلمین خیرا**۔ ۱۲ منہ اخبار الاخیار۔)(349)

☆[2] قولہ اس مسئلہ کی نظیر میں، یعنی **مسئلة تفضیل الصحابة علی من بعدھم، وانما کانت نظیرا لھا لان الاجماع علی تفضیل الشیخین ان کان قد شذ منہ شاذ علی ما حکاہ ابو عمر بن عبد البر فکذلك الاجماع علی تفضیل الصحابة لہ ایضا مخالف نادر کما مال الیہ ابو عمر ایضا۔ ۱۲ منہ**(350)

---

(345) ترجمہ: جبکہ مولیٰ علی کی تفضیل مانے یا صحابہ کو برا کہے تو وہ بدعتی ہے نہ کافر ۱۲۔

(346) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب مہم فی وطء السراری، دارالمعرفة، بیروت، ۳/۴۶ (بقیہ حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

ہیں ’’فان قیل فما حکم من جوز ذلك فهل یکفر به او یبدع او یلام او یمدح و یحسن بحسن فهمه لدلیل لاح له دون غیره من حذاق الامة و فضلاء الملة قلت انکان المخالف من بعض المتکلمین من اهل البدعة وهو الظاهر اذلم یوجد فی اکثر نسخ الکلام خلاف من اهل السنة فیه فللاول وجه اذ التفضیل

---

(347)ترجمہ: دوم فرقۂ شیعۂ تفضیلیہ، یہ حضرت علی کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں اور یہ فرقہ آپ کے ملامت شدہ ادنی درجہ کے تلامذہ میں سے تھا یہ شیطان کے وسوسوں میں مبتلا ہوئے، حضرت علی اسی فرقے کے بارے میں لوگوں کو ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں ’’کہ اگر میں نے کسی کو سن لیا کہ اس نے مجھے شیخین (یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) پر فضیلت دی ہے تو میں اسے اس افترا پر اسی کوڑے ماروں گا۔

(348)تحفہ اثنا عشریہ، کتب خانہ اشاعتِ اسلام، مٹیامحل دہلی، ص۵

(349)ترجمہ: میاں محمد طاہر گجرات کے شہر پٹنہ کے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و فضل سے نوازا، زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور وہاں کے علما و مشائخ سے علمِ حدیث کی تحصیل و تکمیل کی حضرت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور ان کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ صاحبِ کرامت و برکت ہو کر وطن واپس آئے اور آپ کی قوم میں جو بدعتیں رائج تھیں وہ ختم کر کے اہلِ سنت اور بدعتیوں کا فرق اپنی قوم کو سمجھایا، آپ نے علمِ حدیث میں بہت سی مفید کتابیں تالیف کیں ان میں سے آپ کی کتاب مجمع بحار الانوار بہت مشہور ہے جس میں احادیث کی شرح لکھی ہے آپ کی ایک دوسری کتاب کا نام مغنی ہے جس میں راویانِ حدیث کا مختصر اور مفید حال لکھا ہے اپنی کتابوں کے دیباچوں میں شیخ علی متقی کی بہت تعریفیں کرتے ہیں آپ کا دستور تھا کہ اپنے ہاتھ سے روشنائی بنا کر طالب علموں کو مفت دیا کرتے تھے پڑھاتے وقت بھی زبان سے پڑھاتے اور ہاتھ سے سیاہی گھوٹا کرتے اور کہتے ہاتھوں کو بھی کام میں لگا رہنا چاہئے۔ آپ نے علاقہ گجرات کے بدعتیوں کی بدعتیں چھڑانے کی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی اور اسی جماعت کے افراد نے ۹۸۰ھ میں آپ کو شہید کر دیا اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے اور ان کو مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے۔(اخبار الاخیار، ص ۲۸۰ فاروق اکیڈمی، خیر پور)

(350)ترجمہ: بعد والوں پر صحابہ کی تفضیل کا مسئلہ، یہ مسئلہ نظیر ہے تفضیلِ شیخین والے مسئلہ کے لئے، اس لئے کہ تفضیل شیخین پر اجماع ہے اور اس کا مخالف شاذ ہے جیسا کہ ابوعمر بن عبدالبر نے حکایت کیا، ایسے ہی اجماع ہے تفضیلِ صحابہ پر، اس کا مخالف بھی نادر ہے جیسا کہ اس کی طرف بھی ابوعمر نے میلان کیا۔

مجمع علیه قبل ابن عبد البر وان کان ذلك البعض من اهل السنة فللثانی وجه اذ مخالف الجمهور خصوصا اذا کان المخالف اقل قلیل یبدع کمن یخالف العمل بخبر الواحد یبدع ولو سلم ان المخالف فیه جمع لمعتد به فلا یخلو عن الملامة فان مخالفة الجمهور لمن لیس له رای لایحسن وای فائدة فیه ولعله یترتب علیه مآلا مالا یحمد عواقبه والله اعلم انتهی کلامه الشریف‘‘ (351)(352)

اقول هکذا شقق ولیس کل تشقیق تشکیکا فالحق تعین الشق الثانی کما دلت علیه کلمات العلماء ممن قبله وذلك لان الخلاف وان کان نادرا ینزل الاجماع عن درجةالقطعیة هکذا ذکروا ولی فیه کلام سأذکره ولکن الوجه ان لیس کل اجماع یکفر من خالفه والمسئلة مما لیس فیها

---

(351)ترجمہ: پس اگر کہا جائے کیا حکم ہے اس کا جو جائز رکھے اس تفضیلِ اجماعی کے خلاف کو آیا کافر کہا جائے گا یا بدعتی یا ملامت کیا جائے گا یا اس کی تعریف و تحسین ہوگی اس کی اس خوش فہمی پر کہ وہ وہ دلیلیں سمجھا جو اور حاذقانِ امت و فاضلانِ ملت پر ظاہر نہ ہوئیں، کہوں گا میں اگر خلاف کرنے والا کوئی متکلم بدعتی ہو اور یہی ظاہر کہ اکثر کتبِ عقائد جو دیکھی گئیں تو ان میں اس مسئلہ کا خلاف کسی سنی کی طرف نسبت نہ کیا، جب تو کافر کہنے کی گنجائش ہے اس لئے کہ تفضیل پر ابن عبدالبر سے پہلے اجماع تھا، اور جو یہ بعض کوئی سنی ٹھہرایا جائے تو اسے بدعتی کہنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مخالف جمہور کا خصوصا جبکہ مخالف نہایت کم ہو بدعتی ٹھہرتا ہے، جیسے خبرِ واحد پر عمل کرنے کے مخالف کو بدعتی کہتے ہیں اور بالفرض اگر مان لیا جائے کہ اس میں خلاف کرنے والے ایک جماعت معتد بہ ہیں تاہم تشنیع و ملامت سے خالی نہیں کہ مخالفتِ جمہور غیر ذی رائے کو خوب نہیں اور اس میں فائدہ ہی کونسا ہے، اور کیا عجب کہ اس مخالفت پر بالآخر وہ باتیں مترتب ہوں جنکا انجام محمود نہ ہو۱۲۔

(352)مجمع بحار الانوارالتکملة، فصل فی الصحابة، مکتبه دارالایمان، المدینة المنورہ، ۵/۷۳۹

نوٹ: کتاب میں ’’خلاف من اهل السنة‘‘ میں ’’من‘‘ نہیں ہے اور ’’فیه جمع لمعتد به‘‘ میں ’’معتد‘‘ پر لام نہیں ہے۔

للتكفير مطمع والله اعلم ۔[353]

اشتباہ: یہاں حضراتِ سنفضیہ کو ہلدی کی گرہ ایک عبارت ابوعمر بن عبدالبر صاحبِ استیعاب کی سنی سنائی یا کسی اردو فارسی کے رسالہ میں دیکھ کر ہاتھ لگ گئی ہے اس پر وہ قیامت کہ ناز ہیں کہ جامہ میں پھولے نہیں سماتے انہوں نے کہیں لکھ دیا ہے صحابہ میں دو چار حضرات تفضیلِ حضرتِ مولیٰ کے بھی قائل تھے، اے میرے پروردگار اب صبر کی مجال کہاں ایک غل پڑ گیا کہ حضرت بھلا اجماع کیسا یہ مسئلہ خود صدرِ اول میں مختلف فیہ رہا ہے اب ہمیں اختیار ہے چاہیں مانیں چاہیں نہ مانیں۔

انتباہ: انا لله وانا اليه راجعون، آدمی مطلب کی بات کو گو نہایت خفی و دور اور راہِ حق سے مہجور ہو کس قدر جلد مرحبا کہہ کر لیتا ہے، اور خلافِ مقصود کو اگرچہ کسی قدر جلی وصریح و روشن اور دلائلِ ساطعہ کے جڑاؤ گہنوں سے سرتاپا مزین ہو ہرگز مسندِ قبول پر جگہ نہیں دیتا، عزیزو! اتنا تو خیال کرلیا ہوتا کہ ابوعمر بن عبدالبر سے پہلے ہزار ہا آئمۂ دین وعلماء محدثین گزرے وہ ناقدین جن کی عمرِ عزیز تجسسِ اخبار و تفحصِ آثار میں گذری منزلوں منزلوں جمعِ علومِ متفرقہ کے لئے مسافرت کی اسی تنقیح و تفتیش میں رات کے سونے دن کے کھانے کا حظ نہ اٹھایا اسی تلاش وکنکاش میں اپنا چین آرام یک لخت ترک فرمایا یہاں تک کہ ان کی ..... متین کی پشت پناہ ٹھہری اور انہیں کی بانٹی ہوئی دولت بقدرِ حصہ ابن عبدالبر کو ملی اگر یہ روایت درحقیقت صحیح ومعتبر ہوتی تو سخت تعجب کہ وہ اکابرِ دین اس سے محض غافل جائیں اور برابر بے ذکرِ خلاف اجماعِ صحابہ وتابعین کی تصرحیں فرمائیں اور

(353) ترجمہ: اسی طرح شقیں بیان کی گئی ہیں اور ہر جگہ شقیں بیان کرنا تشکیک کے لئے نہیں ہوتا، لہذا احق یہ ہے کہ دوسری شق معین ہے جیسا کہ ماقبل علماء کے کلمات اس پر دلالت کرتے ہیں، اور یہ اس لئے کہ خلاف اگرچہ نادر ہے مگر اجماع کو درجۂ قطعیت سے اتار دے گا اسی طرح علماء نے ذکر فرمایا ہے اور مجھے اس میں کلام ہے جسے میں عنقریب ذکر کروں گا اور لیکن صحیح یہی ہے کہ ہر اجماع ایسا نہیں ہوتا کہ اس کے مخالف کی تکفیر کی جائے اور یہ مسئلہ اس میں سے ہے کہ جس میں تکفیر نہیں کی جاتی۔ واللہ اعلم

ساڑھے تین سو برس ☆ کے بعد ابن عبدالبر اس پر آگاہی پائیں مگر شیخِ محقق کا ارشاد نہ سنا کہ ''جمہور آئمہ درین باب اجماع نقل کنند''[354] آخر متاخرین کو علومِ روایات سے جو کچھ پہنچتا ہے متقدمین ہی کے واسطے سے ملتا ہے یا بیچ میں چند صدی کا طغرہ کر آتا ہے، اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ روایت ان اکابر کو جو ابن عبدالبر کے بھی آئمہ ومشائخ ہیں پہنچی اور عیاذاً باللہ ان سب نے اس کو چھپانے پر اتفاق کرلیا جب تو سخت مصیبت ہے ایسا دعوی کرنے والا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے آخر تمام شرع شریف قرآن وحدیث جو کچھ پہنچا انہیں حضرات کے واسطے سے پہنچا جب یہاں انہوں نے ایک روایت کی کتمان پر اتفاق کرلیا تو امان اٹھ گئی کیا معلوم ایسے ہی اور بہت آیات واحادیث چھپا ڈالی ہوں، وہی رافضیوں والا مذہب آ گیا کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں بہت تبدیل وتنقیص کردی اعوذ بالله من وساوس الشيطن اللعين[356] یا یہ ہوا کہ انہوں نے اس پر اطلاع پائی اور اپنی بصیرتِ ناقدہ وقریحتِ واقدہ سے اس کی بے اعتباری وناسزاواری دریافت کرلی لہذا اس کی جانب التفات نہ کیا اور اسے خلل انداز اجماع نہ سمجھا تو اب ایک ابن عبدالبر کے کہنے سے ان اکابر ائمہ کا نامعتبر سمجھنا کیونکر مدفوع ہوسکتا ہے، بڑی وجہ اس خدشۂ واہیہ کے دفع کی تو یہ ہے۔ (یہ وجہ اول تھی)

وجہ دوم:

اگر اس روایت کی صحت تسلیم بھی کرلی جائے تو ممکن کہ شاید ان اکابر نے جنہوں نے اس پر التفات فرمایا اس خلاف کا وقوع بعد انعقادِ اجماع سمجھا ہو اور بے شک جو خلاف

☆ ابو عمر يوسف بن عبد البر ولد سنة ثمان وستين وثلث مائة وتوفى سنة ثلث وستين واربع مائة[355] ۱۲ مجمع بحار الانوار

(354) ترجمہ: جمہور ائمہ نے اس بارے میں اجماع نقل کیا ہے۔

(355) ترجمہ: ابوعمر یوسف بن عبدالبر ۳۶۸ھ کو پیدا ہوئے اور ۴۶۳ھ کو فوت ہوئے۔

بعدتحققِ اجماع واقع ہو، رافعِ اجماع وقابلِ قبول نہیں ھکذا قالوا۔

اقول وربی یغفرلی: بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ممکن کہ اس خلاف کا تحقق قبل از انعقادِ اجماع ہو بعدہ ان صحابہ پر بھی دلائلِ افضلیتِ شیخین لائح ہوگئے اور اسی کی طرف رجوع فرمائی، اب اجماعِ کامل منعقد ہوگیا اور بے شک اہلِ خلاف جب رجوع کرکے شریکِ جمہور ہوجائیں تو خلافِ سابق محض مضمحل ہوجاتا ہے اور اس کے لئے نفسِ مسئلہ میں نظیر بھی موجود۔ حضرت ابوجحیفہ وہب الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے جناب مرتضوی کو افضل جانتے تھے یہاں تک کہ حضرت مولیٰ نے انہیں تفہیم اور حقِ صریح کی تلقین فرمائی اس روز سے وہ بھی تفضیلِ شیخین کی طرف لوٹ آئے کما سیأتی فی الفصل الخامس من ھذا الباب ان شاء اللہ تعالی۔[357]

وجہ سوم:

مانا کہ ابتداء سے اختلاف تھا مگر ایسا خلاف شاذ، نادر، مرجوح، ضعیف انعقادِ اجماع میں خلل انداز نہیں۔

اقول وربی غفار الذنوب: کس قدر جوشِ بدیانتی ہے بالفرض اگر اس خلاف کا تحقق اول سے آخر تک تسلیم کرلیا جائے تو اس طرف سوادِ اعظم کے ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں کیا اربابِ قلوبِ سلیمہ صرف اجماعِ کاملِ قطعی کی مخالفت سے بچتے ہیں اور سوادِ اعظم کے خلاف کو کوئی آفت نہیں سمجھتے ذرا صبر کیجئے ہم تنبیہ الختام میں جو حدیثیں ذکر کریں گے ان کا انتظار رکھئے پھر یہ خوشی کس بات کی ہے اگر کوئی صورت تمہارے لئے جوازِ مخالفت کی مل جاتی تو البتہ فرح وسرور کی جگہ تھی، للہ انصاف اگر یہ مقدمہ مان لیا جائے کہ جس مسئلہ میں کوئی حکایتِ خلاف اگرچہ روایت ودرایت اس کے مساعد نہ ہو ہاتھ آجائے اس میں ہر

---

(356) ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان لعین کے وسوسوں سے۔

(357) ترجمہ: جیسا کہ عنقریب اس باب کی پانچویں فصل میں آئے گا، اگر اللہ تعالی نے چاہا۔

کسی کو قبول وعدمِ قبول کا اختیار رہتا ہے گو اس طرف ان معدودین کے سوا کافۂ اکابر وملت..... ہوں تو یقین جان لو کہ اسی وقت دوثلث شریعت درہم وبرہم ہوئی جاتی ہے کہ وہ مسائل تو اقل قلیل ہیں جن میں کوئی قولِ شاذ خلاف پر نہ مل سکے بہت مسائل مسلّمہ مقبولہ جنہیں ہم اہلِ حق اپنا دین وایمان سمجھے ہوئے ہیں ان کے خلاف میں بھی ایسے اقوالِ مرجوحہ مجروحہ مہجورہ مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں کتابوں میں غث وسمین ورطب ویابس کیا کچھ نہیں ہوتا مگر خدا سلامتِ طبع دیتا ہے تو صحیح وسقیم میں امتیاز میسر ہوتا ہے ورنہ انسان ضلالِ بدعت یا وبالِ حیرت میں سرِگرداں رہ جاتا ہے اگر شریر طبیعتوں فاسق طینتوں کا خوف نہ ہوتا تو فقیر اپنی تصدیقِ دعوی کو چند مسائل اس قسم کے معرضِ تحریر میں لاتا مگر کیا کیجئے کہ بعض طبائع اصل جبلت میں حساسہ جساسہ بنائی گئی ہیں کہ شب وروز تتبعِ اباطیل وتفحصِ قال وقیل میں رہتی ہیں، کما قال ربنا تبارك وتعالی ﴿**فاماالذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ**[358]﴾[359] یہ طبیعتیں جہاں اپنی شرارت سے ادنی موقع رخنہ اندازی کا پاتی ہیں ہدمِ بنیانِ اسلام کے لئے کمر بستہ ہوجاتی ہیں اعاذ نااللہ من شر ھن امین۔[360]

مگر گلے نمونہ از چمنے[361] حدیث ((**من کنت مولاہ فعلی مولاہ**))[362][363] کی صحت مختلف فیہ ہے جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے اور ابوداؤد صاحبِ سنن وابو حاتم رازی

---

(358) ترجمۂ کنز الایمان: وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو۔

(359) پ ۳، آل عمران، آیت ۷

(360) ترجمہ: اللہ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے، آمین۔

(361) ترجمہ: یعنی چمنستانِ حدیث سے بطور نمونہ ایک پھول۔

(362) ترجمہ: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

(363) سنن الترمذی، المناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ، دارالفکر، بیروت، ۳۹۸/۵

وغیرہم اجلۂ اکابر محدثین جن کی نقادی وامامت ومبصری وجلالت آفتابِ نیم روز سے اظہر اس میں جرح وطعن رکھتے ہیں آیا اگر کوئی شخص اس خلاف کے اعتبار سے حدیث کو صحیح نہ جانے اور عیاذاً باللہ حضرت مولیٰ کا مولی المسلمین ہونا نہ مانے تو تم اسے معذور کہو گے اور اس کے اس انکار کو مکروہ نہ جانو گے حاشا ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ اسے .... کے مقتضی سے بدرجہا زائد تشنیع وملامت کا مستحق سمجھو گے حالانکہ یہاں خلاف اس خلاف سے بمراتب محکم وثابت تر ہے جس کا دامن پکڑ کر تم نے تفضیلِ شیخین سے انکار اپنے حق میں روا ٹھہرا لیا بلکہ تمہارے سامنے تو اگر کوئی عارفِ بصیر حدیث ((لحمہ من لحمی ودمہ من دمی))[364] کی اسناد مظلم وشنیع کی خرابیاں ظاہر کرے گا اس کے دشمن ہو جاؤ گے اگرچہ درحقیقت وہ روایت ایسی ہی ہے جسے کوئی ماہرِ فن صالح قبول واعتبار نہیں کہہ سکتا کما سنذکرہ فی الخاتمۃ ان شاء اللہ تعالی[365] پھر اس تحکم وزبردستی کا کیا علاج کہ جو تمہارے زعم میں تمہارے موافق ہوا گرچہ مجروح ہو مقبول، اور جو تمہارے اوہامِ باطلہ کے قلع وقمع پر ناطق ہوا گرچہ منصور ہو مخذول، فالی اللہ الشکوی والیہ الرجعی۔[366]

وجہ چہارم:

وہ چند صحابی جن سے ابن عبدالبر نے تفضیلِ حضرت مرتضوی نقل کی اس سے یہی معنی بالیقین مفہوم نہیں ہوتے کہ وہ حضرت مولیٰ کو شیخین پر فضلِ کلی مانتے ہوں ممکن کہ تقدمِ اسلام وغیرہ فضائلِ خاصہ جزئیہ میں تفضیل دیتے ہوں اور یہ معنی ہمارے منافی مقصود نہیں کہ ہم خود مولیٰ علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے لئے خصائصِ کثیرہ کا ثبوت تسلیم کرتے ہیں کلام ہمارا افضلیت بمعنی کثرتِ ثواب وزیادتِ قرب ووجاہت میں ہے جب تک ان روایات

(364) ترجمہ: اس کا گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون۔

(365) ترجمہ: جیسا کہ ہم عنقریب خاتمہ میں ذکر کریں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

(366) ترجمہ: پس اللہ ہی سے اپنا معاملہ عرض کرتے ہیں اور اللہ ہی سے امید ہے۔

میں جنابِ مولیٰ کی نسبت اس معنی کی تصریح نہ ہو وہم پر وارد اور مزاجِ اجماع کی مفسد نہیں ہو سکتیں۔

اقول وباللہ التوفیق بلکہ ظنِ غالب یہی ہے اور فقیر اس پر چند شاہدِ عدل رکھتا ہے:

شاہد اول:

حفظِ حرمتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ اس قدر تو یقیناً معلوم کہ ان چھ سات کے سوا تمام صحابہ تفضیلِ شیخین پر اتفاق کئے ہوئے تھے اور احادیث اس بارے میں اسقدر بکثرت وارد جن کا اجلۂ اصحاب پر پوشیدہ رہنا عقل گوارا نہیں کرتی مخالفتِ سوادِ اعظم وخلافِ احادیثِ سید اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کیسی سخت شناعت ہے اور اس کا صحابہ کی طرف بزورِ زبان نسبت کرنا کس درجہ گستاخی ووقاحت۔

شاہد ثانی:

خود وہ روایت جس میں ابو عمر نے ان صحابہ سے تفضیلِ حضرت مولی نقل کی اس میں یہ الفاظ موجود کہ وہ حضرات فرماتے تھے ((ان علیاً اول من اسلم))[367] بے شک علی سب سے پہلے اسلام لائے کما فی الصواعق، تو واضح ہوا کہ وہ تاویل جو علماء نے پیدا کی تھی اسکا مؤید صریح خود نفسِ کلام میں موجود۔

شاہد ثالث:

ہم ان شاء اللہ تعالی بابِ ثانی کی فصل ..... میں ثابت کریں گے کہ خلافتِ صدیق بر بنائے تفضیل تھی فاروق اعظم وغیرہ صحابہ نے انکی افضلیتِ مطلقہ ثابت کی اور اسی پر نزاع منقطع ہو کر بیعت واقع ہوگئی اور پُر ظاہر کہ ان بیعت کرنے والوں میں وہ صحابہ بھی تھے جن سے ابن عبدالبر نے یہ روایتِ شاذہ نقل کی اگر انہیں تفضیلِ صدیق میں خلاف ہوتا تو یقیناً ظاہر فرماتے کہ وہ اساطینِ دین اظہارِ حق میں ہرگز مداہنت نہ رکھتے اور لومۃ

(367) الصواعق المحرقۃ، الباب الثالث، الفصل الاول، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۸

لائم [368] کو مطلق خیال میں نہ لاتے تم نے بھی سنا ہوگا "الساکت عن الحق شیطن اخرس" [369] حق بات کے اظہار سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ حاشا کہ یہ شناعتِ فظیعہ ان کے دامنِ پاک کو لاحق ہو پس بالضرور اگر انہوں نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل کہا تو اور ہی باتوں میں کہا جو فضیلتِ متنازع فیہا سے مطلق علاقہ نہیں رکھتیں۔

شاہدِ رابع:

ہمارے مظنون پر ایک اعلیٰ شاہد واقوی مؤید خود ابوعمر ابن عبدالبر کا کلام ہے کہ انہوں نے جس طرح اس مسئلہ میں یہ روایتِ غریبہ لکھ دی یونہی مسئلہ تفضیلِ صحابہ میں بھی جانب خلاف جھکے اور جمہور سے کہ حضراتِ صحابہ کو تمام لاحقین سے افضل مانتے آئے الگ راہ چلے، فرماتے ہیں متأخرین میں بعض صالحین ایسے ہیں کہ اہلِ بدر وحدیبیہ کے سوا اور افرادِ صحابہ سے افضل ہیں اور اس دعوی پر بعض ایسی دلیلیں پیش کیں جن میں افضلیت بمعنی متنازع فیہا کی بو نہیں علماء نے ان دلائل کے جواب میں فرمایا ان سے جو کچھ ثابت ہوا ہمارے مدعا سے مخالفت نہیں رکھتا ان ہی میں سے ہے، حدیث **دت** ((یأتی ایام للعامل فیهن)) الحدیث۔ [370] کہ مع اپنے جواب کے تبصرۂ ثامنہ میں گذری اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے تمام تمسکات کا ردِ بلیغ رسالہ **اسد الغابہ** میں کہیں گے جو ہنوز زیرِ تالیف ہے اور خدا چاہے تو اس کی تبییض اس رسالہ کے تتمیم پر موقوف۔

اب دو باتیں ہیں یا تو ابوعمر کا کلام معرکۂ فضلِ کلی سے معزول اور فضائلِ جزئیہ پر محمول مانا جائے جب تو خرقِ اجماع ومخالفتِ سوادِ اعظم سے بھی بچ جائیں گے اور معاندین کو بھی ان کے کلام سے محلِ احتجاج نہ رہے گا اور اس پر ایک گواہ یہ بھی کہ خود ابوعمر کے کلام سے

(368) ترجمہ: ملامت کرنے والے کی ملامت۔

(369) نور الانوار، باب الاجماع، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۲۳۱

(370) ترمذی، کتاب التفسیر من سورۃ المائدۃ، حدیث ۳۰۶۹، دار الفکر، بیروت، ۵/ ۴۲

مفہوم کہ تفضیلِ شیخین پر اجماع مستقر کما فی الصواعق یا راہِ تاویل مسدود کر کے خواہ مخواہ فضلِ کلی پر ڈھالئے تو بالیقین فضلِ کلی کے جو معنی محققین کے نزدیک قرار پائے ہیں ابوعمر ان سے غافل تھے کہ انکے دلائل اس پر انطباق نہیں رکھتے کما مر اور جب وہ خود فضلِ کلی وجزئی میں فرق نہ رکھتے تھے تو ان کا یہ کہہ دینا کہ وہ صحابۂ معدودین تفضیلِ حضرت مولیٰ کے قائل تھے محض مہمل اور پایۂ استناد سے ساقط رہ گیا ممکن کہ ان اصحاب نے مولیٰ علی کے لئے فضلِ جزئی مانا ہو ابوعمر بوجہ عدمِ تفرقہ کے اس سے تفضیل متنازع فیہ سمجھ لئے۔

اور ایک **فائدۂ ایمانیہ** ہمیشہ نصب العین رکھنا چاہئے کہ اگر دامنِ انصاف پکڑ کر اس پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت کام آئے گا اور اکثر تسویلاتِ ابلیسِ لعین سے بچائے گا وہ یہ کہ علماء سب بشر تھے اور سہو وخطا سے غیر معصوم ہر شخص کے کلام میں اگرچہ کیسے ہی درجۂ علوشان ورفعتِ مکان میں ہو دو ایک لغزشیں ضرور ہوتی ہیں وہاں معیارِ کامل ومحکِ حق وباطل کلماتِ اکابر سلف وجماہیر آئمۂ ذی فضل وشرف ہے، جو کچھ اس کے خلاف ہو سندِ قبول پر ہرگز جگہ نہ دی جائے کہ سلامت اتباعِ سلف اکرم وسوادِ اعظم میں ہے، نہ یہ کہ کسی عالم سے جو لفظ بہ سبقتِ قلم نکل گیا اسے حرزِ جان کیجئے اور کلماتِ جماہیرِ سلف وخلف طاقِ نسیان پر رکھ دیجئے یہاں بھی ابوعمر کا تخطیہ کافۂ سابقین ولاحقین کی تغلیط سے آسان تر اور ان سب سے زیادہ دشوار بعض صحابہ کا مخالفتِ حدیث وسوادِ اعظم قدیم وحدیث کی طرف نسبت کرنا اللہ توفیقِ ادب واستقامت بخشے۔ آمین۔

شاہدِ خامس:

واہ عجب لطف ہے۔

ع ما بایران می رویم ویار توران می رود [371]

جن چھ اصحاب سے ابوعمر نے تفضیلِ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقل کی ان میں سے دو

(371) ترجمہ: ہم ایران جارہے ہیں جبکہ دوست "توران" کی طرف جارہا ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری وجابر بن عبداللہ انصاری ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما حالانکہ خود یہ حضرات حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تفضیلِ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں، آیا معقول کہ یہ سرورانِ امت خود زبانِ حق ترجمان حضور سید الانس والجان علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام الاتمان والاکملان سے تفضیلِ صدیق وفاروق سنیں اور نشرِ علم کے لئے ان احادیث کو تابعین کے سامنے روایت کریں اور آپ اسکے خلاف تفضیلِ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے قائل ہوں، جابر وخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں صاحبوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث **طس** ((ابو بکر وعمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین)) [372] روایت کی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر وعمر سردار ہیں تمام مشائخِ اہلِ بہشت کے اگلوں پچھلوں سے سوا انبیاء ومرسلین کے اور تنہا جابر نے حدیث **طب** ((ماطلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر)) [373] نقل فرمائی کہ حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آفتاب نہ چمکا تم میں سے کسی پر جو ابوبکر سے افضل ہو۔

اور نیز جابر نے روایت کیا، **خط** حضور نے فرمایا "اس وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میرے اس سے بہتر کوئی نہ پیدا کیا اور اسکی شفاعت روزِ قیامت مثل میری شفاعت کے ہوگی جابر فرماتے ہیں کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صدیق حاضر ہوئے حضور نے قیام فرمایا اور انہیں گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور دیر تک انس حاصل کیا"۔ [374]

(372) مسند احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۰۲، دار الفکر، بیروت، ۱۷۴/۲

(373) تاریخ الخلفاء، فصل فی انہ افضل الصحابۃ وخیرھم، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص ۳۵

(374) تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۲۴/۳

☆ تاریخ مدینہ دمشق، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۵۵/۳۰

☆ الریاض النضرۃ، چشتی کتب خانہ، فیصل آباد، ۱۳۶/۱۔۱۳۷

اسی طرح ان کے سوا اور روایات ان حضرات سے ان شاء اللہ تعالیٰ فصولِ آتیہ میں آئینگی اب تو بالیقین واضح ہوگیا کہ اگر ان صحابہ نے حضرت مولیٰ کو تفضیل دی تو لاجرم فضائلِ جزئیہ پر نظر کی ورنہ صریح منکر وباطل اور حلیۂ صحت سے عاطل اور جب ان دو کے بارے میں یہ گل کھلا تو باقی چار سے حکایت پر کیا اطمینان رہا،

ع سالیکہ نکوست از بہارش پیدا ست [375]

بالجملہ ابوعمر کی یہ حکایتِ غریبہ روایۃً معلول اور درایۃً غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظِ حرمتِ صحابہ سے عدول اور بتقدیرِ ثبوت ظنِ غالب ملتحق بسرحدِ یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضلِ جزئی پر محمول، خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے معنیٔ غیر ثابت کا ثبوت یمکن ویحتمل کی توسیعوں سے غیر متصور، یوں ہی امرِ متحقق وثابت کا رفع بھی کأنّ ولعل کی طولِ امل پر تجویزِ عقل سے باہر، جب کہ جماہیر ائمۂ سلف تفضیلِ شیخین پر تصریحِ اجماع کرتے آئے تو ایسی روایت سے نقضِ اجماع جس میں صدہا احتمال پیدا اور افادۂ مقصود میں تعین وکفایت سے محض جدا، بلکہ اطراف وجوانب کا ملاحظہ خلافِ مراد کو صریح ترجیح دے رہا ہے کیونکر معقول ہوسکتا ہے ہاں اگر ہمت کرکے ہمارے تمام اعتراضاتِ مذکورہ اٹھا دیجئے اور روایت کی صحت اور شذوذ ونکارت وقدحِ علت سے سلامت اور ان حضرات کا مولیٰ علی کو بمعنی فضلِ کلی تفضیل دینا اور انعقادِ اجماع سے بیشتر اس خلاف کا ظاہر ہونا اور اخیر تک مستمر ومستقر رہنا بدلائلِ ساطعہ ثابت کردو تو البتہ اس ساری عرق ریزیوں کا اس قدر پھل تمہیں ملے گا یہ اجماع درجۂ اول کا نہ رہے گا مگر ہیہات ہیہات کہاں تم اور کہاں یہ اثبات پھر ایسے خیالی شعبدوں پر ناز کرنا عاقل کا کام نہیں سوار پکڑے ڈوبنے سے بچنا معلوم اللہ اتصافِ انصاف عطا فرمائے، آمین۔ **ھکذا ینبغی تحقیق المقام بتوفیق الملک العزیز العلام۔** [376]

(375) ترجمہ: جوسال خوشگوار ہوتا ہے اس کے موسم بہار سے (یعنی شروع سال سے ہی) آشکار ہوجاتا ہے

(376) ترجمہ: اس مقام کی تحقیق کے یہی مناسب ہے بہت زیادہ علم والے غالب بادشاہ کی توفیق سے۔

فائدۂ جلیلہ:

بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے ان مباحثِ مہمہ کو ایسی روشِ بدیع پر تقریر کیا جس سے نگاہِ حق بین میں اس روایت کی مطلق وقعت نہ رہی، اور دامنِ اجماع غبارِ نزاع سے یکسر پاک وصاف ہوگیا، اور قطعیتِ اجماع میں کوئی شک وشبہہ نہ رہا، ایسے احتمالات واوہام کی بنا پر اجماع کو درجۂ ظنیت میں اتارلانا جیسا کہ بعض علماء سے واقع ہوا ہرگز ٹھیک نہیں اور جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیلِ شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا، ہمارا اور ہمارے مشائخِ طریقت وشریعت کا یہی مذہب اگرچہ برخلاف امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ متأخرین کو اس میں شکوک ہوں، اگر منظورِ خدا ہوا اور زمانہ نے فرصت دی تو ہم خاتمۂ کتاب میں اس مبحث کی تنقیح وتوضیح کریں گے، مگر تفضیل اگرچہ ظنی ہو تفضیلیہ یا سنفضیہ کی خوشی کا کوئی محل نہیں ہم ان فرقوں کو کافر تو نہیں کہتے ہیں جو قطعیتِ مسئلہ کی حاجت ہو بدعتی بتاتے ہیں، سواس کے لئے قطعی کا خلاف ضرور نہیں علماء تصریح فرماتے ہیں جو شخص شبِ اسرا حضور کا آسمانوں پر تشریف لے جانا نہ مانے بدعتی ہے، حالانکہ دلیلِ قطعی سے صرف بیت المقدس تک جلوہ افروز ہونا ثابت، علامہ محمد طاہر کی عبارت اسی فصل میں گذر چکی کہ خبرِ واحد پر عمل میں خلاف کرنے والا بدعتی کہا جاتا ہے حالانکہ آحاد کو قطعیت سے کیا علاقہ اور ہمارا دعوی کہ اس فرقہ کا بدعتی ہونا ہے خود اکابر علماء کی تصریحات سے ثابت، کما سبق، پھر قطعیت وظنیت کا خدشہ پیش کرنا محض بے سود ونامحمود، سیدی **ابوالحسین احمد نوری** مدظلہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ تفضیل قطعی ہوتی تو مرتبۂ فرض میں رہتی اب ظنی مانو تو درجۂ وجوب میں ہے دونوں کا خلاف نفسِ لحوقِ اثم میں یکساں، پھر ظنی ٹھہرا کر کام کیا نکلا، کیا بربنائے ظنیت ترکِ واجبات جائز ہے، اسی طرح یہ مغالطہ کہ مسئلۂ تفضیل ضروریاتِ دین سے نہیں محض جہالت، اہلِ تحقیق کے نزدیک تو حقیتِ خلافتِ خلفائے اربعہ بھی ضروریاتِ دین سے نہیں پھر کیا اس سے انکار کرنے والا آفتِ گمراہی سے اپنے کو بچا کر کہیں لے جائیگا، اسکے جواب میں بھی وہی دونوں باتیں کافی کہ ہم تفضیلیہ کو کافر نہیں کہتے،

جو مسئلہ کا ضروریاتِ دین سے ہونا ضرور ہو، بدعتی کہتے ہیں سو تصریحاتِ آئمہ سے ثابت۔

دوسرا جواب حضرت سید الواصلین مدظلہ کا کہ واجبات بھی تو ضروریاتِ دین سے نہیں پھر کیا ان کا ترک شیرِ مادر ٹھہرے گا، ان خرافات بازیوں پر اہلِ علم سے مناظرہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

مذمتِ مخالفتِ جماعت

تنبیہ الختام:

اے عزیز خدا اور رسول سے ڈر اور اپنے ایمان پر رحم کر مسلمانوں کے خلاف راہ نہ چل اور زمرۂ خارقانِ اجماع سے نکل، شاید جو سخت وعیدیں اور دردناک تہدیدیں مخالفتِ اجماع ومفارقتِ سوادِ اعظم پر وارد ہوئیں ابھی تیرے گوش ہوش تک نہ پہنچیں، ورنہ مبتدعوں کا ساتھ نہ دیتا اور ایسی بلائے عظیم اپنے سر نہ لیتا اب سن لے حق سبحانہ وتعالی فرماتا ہے ﴿**ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وسآء ت مصیرا ۝**﴾(377) جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ راہ ہدایت اسکے لئے ظاہر ہوگئی اور مسلمانوں سے الگ راہ چلے ہم اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں اور جہنم میں داخل کریں گے اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔

واخرج **الحاکم** عن عبد الله بن دینار عن عبدالله بن عمر و عن عبدالله بن طاؤس عن ابیه عن عبد الله ابن عباس رضی الله تعالی عنهم و هذا حدیث ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ((**لا یجمع الله هذه الامة علی الضلالة ابدا وقال ید الله علی الجماعة فاتبعوا السواد الا عظم فانه من شذ شذ فی النار**))(378) وقد اخرجه بنحوه الترمذی من حدیث ابن عباس مرفوع او اخرجه ابن ماجة من حدیث

(377) پ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۵

(378) المستدرک علی الصحیحین، کتاب العلم، حدیث ۳۹۹، دار المعرفة، بیروت ۱/۳۱۶

انس یرفعه فاقتصر علی قوله اتبعواالی اخره [379] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدااس امت کوکبھی گمراہی پرجمع نہ کرے گااورفرمایا خدا کاہاتھ جماعت پر ہے پس بڑے گروہ کی پیروی کروکہ جوالگ ہوگیاتنہادوزخ بھیجاگیا۔

واخرج ایضاً عن ابی ذر وعن الحارث الاشعری فی حدیث طویل وعن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھذی روایۃ ابی ذر قال صلی اللہ علیہ وسلم ((من فارق الجماعۃقید شبر فقدخلع ربقۃ الاسلام عن عنقه)) [380] و بمثله اخرجه عنه احمد وابو داؤد یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے بالشت بھرجداہو جائے پس بتحقیق اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی۔

وایضاً عن الحاکم عن معاویۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال ((من فارق الجماعۃ شبرا دخل النار)) [381] یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے بالشت بھرا لگ ہودوزخ میں جائے۔

وایضاً عن حذیفۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ((من فارق الجماعۃ واستذل الامارۃ لقی اللہ ولا حجۃ له)) [382] یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے جداہواور بادشاہتِ اسلام کوذلیل جانے خدا سے اس حال پر ملے کہ اس کے لئے کوئی حجت اوراپنی برأت کی دلیل نہ ہو۔

وایضاً عن فضالۃ بن عبید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ((ثلثۃ لا

(379) ترجمہ:اسی کی مثل امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً حدیث روایت کی ہے،اورابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اس کوروایت کیا ہے،ابن ماجہ نے اتبعوا .... الخ پراقتصار کیاہے۔

(380) المستدرک علی الصحیحین للحاکم،کتاب العلم ،حدیث۴۰۹،دار المعرفۃ، بیروت ،۱/ ۳۱۹

(381) المستدرک علی الصحیحین للحاکم ،کتاب العلم ،حدیث۴۱۵،دار المعرفۃ ، بیروت ، ۱/۳۲۱

(382) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم ،حدیث۴۱۷ ،دار المعرفۃ، بیروت ، ۱/۳۲۲

یسئل عنهم رجل فارق الجماعۃ وعصی امامه فمات عاصیا امامه)) [383] الحدیث۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی روز قیامت بات نہ پوچھی جائے گی ایک وہ کہ جماعت سے مفارقت اوراپنے امام کی نافرمانی کرےاوراسی حال پرمرجائے۔

وایضاً عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال ((الصلوۃالمکتوبۃ الی الصلوۃ المکتوبۃ التی بعدھا کفارۃ لمابینھما والجمعۃ الی الجمعۃ وشھر رمضان الی شھر رمضان کفارۃ لما بینھما ثم قال الا من ثلث الامن الاشراك باللہ ونکث الصفقۃ وترك السنۃ وقال اما ترك السنۃ فالخروج من الجماعۃ)) [384] اہ ملخصاً ۔خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاایک نمازِفرض دوسری نمازِفرض تک کفارہ ہوتی ہےان گناہوں کاجوان کے بیچ میں واقع ہوں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک مگر تین گناہ ان سے نہیں مٹتے شرک اورامام حق کی بیعت توڑنا اورترکِ سنت پھرفرمایا ترکِ سنت کے معنی ہیں جماعت سے نکل جانا۔

وایضاً من طریق عبداللہ بن دینارعن عبداللہ بن عمر عن عمر و البیہقی بسندہ عن الامام الشافعی عن سفین بن عیینه عن عبداللہ بن ابی لبید عن ابن سلیمٰن بن یسار عن ابیه عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال((من اراد منکم بحبحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطن مع الواحد وھو من الاثنین ابعد)) [385] یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جووسطِ جنت چاہے جماعت کولازم پکڑے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہےاوردو سے دورتر۔

فاخرج الامام احمد عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ((ان الشیطن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والفاصیۃ والناحیۃ

(383) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم ،حدیث۴۱۹ ،دار المعرفۃ، بیروت ، ۱/۳۲۳۔۳۲۲

(384) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۴۲۰،دار المعرفۃ، بیروت، ۱/۳۲۳

(385) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم ، حدیث۳۹۵ ،دار المعرفۃ، بیروت، ۱/۳۱۴

وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ و العامۃ))[386] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے یہ بھیڑیا بکریوں کا کہ اسی بکری کو پکڑتا جو گلے سے بھاگ جائے یا گلے سے دور ہو جائے یا ایک کنارے پر ہو اور بچاؤ اپنے کو پہاڑ کی گھاٹیوں یعنی تنگ و تاریک راہوں سے جو طریقۂ واضحہ سنت و جماعت سے جدا ہیں اور لازم پکڑو جماعت و جمہور کو ☆ احادیث اس بارے میں بکثرت ہیں ولا مطمع فی

☆ولنعم ما قال العارف الرومی المولوی المعنوی قدس سرہ الزکی

آنکہ سنت با جماعت ترک کرد — در چنیں مسبع زخون خویش

ہست سنت رہ جماعت چون رفیق — بے راہ وبے یارافتی در مضیق

فائدہ: در راحت القلوب ملفوظات طیبات حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ الاطیب الاطہر جمع فرمودۂ حضرت سیدنا سلطان الاولیا نظام الملۃ والدین محبوب الٰہی افاض اللہ علینا من فیضہ الا متناہی میفرماید مجلس نہم ماہ شعبان ۶۵۵ھ فرمود ہر کہ از مرید و شیخ بر قانونِ مذہب اہل سنت وجماعت نباشد و حکایت او موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نباشد او در معنی یکے از راہ زنان ست **انتہی لفظہ الشریف**[387][388] ۱۲منہ غفر لہ

(386)مسند احمد بن حنبل،مسند الانصار،حدیث ۲۲۰۹۰، دار الفکر، بیروت ، ۲۳۸/۸

(387)ترجمہ: کیا ہی خوب فرمایا عارفِ رومی نے کہ جس نے سنت و جماعت کو چھوڑ دیا تو اس کا حال (اس کے) اپنے خون سے پیدا ہونے والے سات ماہ کے نامکمل بچے کی طرح ہے (جس کا زندہ بچنا بہت مشکل ہوتا ہے) (اے طالب حق) سنت و جماعت کا راستہ ایک رفیق کی طرح ہے جبکہ اچھے ساتھی اور درست راستے کے بغیر تو مصیبت اور تنگی میں مبتلا ہو جائے گا۔حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ الاطیب الاطہر کے ملفوظاتِ طیبات جن کو حضرت سیدنا سلطان الاولیا نظام الملۃ والدین محبوبِ الٰہی افاض اللہ من فیضہ نے راحت القلوب میں جمع فرمایا اس میں مجلس نہم ماہ شعبان ۶۵۵ھ میں فرماتے ہیں کہ شیخ نے فرمایا جو کوئی مرید یا شیخ مذہبِ اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر نہ ہو اور اس کی گفتگو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ راہزنوں (یعنی ڈاکوؤں) میں سے ہے۔

(388)ہشت بہشت (اردو)،رسالہ راحۃ القلوب،ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر، پروگریسو بکس، لاہور، مجلس ۵،ص ۲۲۳

استقصائھا[389] برادرا تو نے سنا کہ علمائے دین و آئمۂ شرع متین تفضیلیہ کو بدعتی قرار دیتے ہیں فایاك ثم ایاك[390] کہ تو ان کا ساتھ دے اور اس مصیبت ہائلہ کو اپنی جان پر گوارا کرے﴿بئس الاسمُ الفسوق بعد الایمان﴾[391] مسلمان ہو کے بدعتی کہلانا کیا ہی برا نام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ فرماتے ہیں **ن** عن انس ((اھل البدع شر الخلق والخلیقۃ))[392] اہل بدعت تمام خلق و عالم سے بدتر ہیں۔

اور فرماتے ہیں **حم** عن ابی امامۃ الباھلی ((اصحاب البدع کلاب اھل النار))[393] بدعت والے دوزخیوں کے کتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں، **اد** عن الامیر معٰویۃ **ت** عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھم ((ان ھذہ الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ)) **اد** ((وھی الجماعۃ)) **ت** ((قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی))[394] بے شک عنقریب یہ امت تہتر فرقے ہو جائیگی ان میں بہتّر دوزخ میں ہیں اور ایک جنت میں اور وہ فرقہ جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ جنتی فرقہ کون ہے فرمایا وہ ملت جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔

اور فرماتے ہیں، **ت طب حب** کلھم عن ام المومنین الصدیقۃ و **مس** عن سیدنا علی ایضاً رضی اللہ عنھما ((ستۃ لعنتھم و لعنھم اللہ وکل نبی مجاب فذکر

(389)ترجمہ: اور اس کی انتہاء تک پہنچنے کی خواہش نہیں ہے۔

(390)ترجمہ: پس تو اس سے بچ پھر بچ۔

(391)پ۲۶،سورۃ الحجرات، آیت ۱۱

(392)السنن الکبری للنسائی ،حدیث ۳۵۲۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲ / ۳۱۳

(393)کنز العمال ،الکتاب الاول ،باب الثانی ،حدیث ۱۰۹۰ ،مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱/ ۱۲۱

(394)سنن الترمذی، کتاب الایمان،باب ما جاء فی افتراق ہذہ الامۃ، حدیث ۲۶۵۰ ،دار الفکر،بیروت، ۲۹۲/۴

منھم التارك السنة))اہ ملخصا[395] چھ ہیں جنہیں میں نے لعنت کی اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے☆[1]ا ایک وہ جوراہِ سنت چھوڑ دے

اور فرماتے ہیں، **طس قی ضم** کلھم عن الانس ((ان الله حجب التوبةعن كل صاحب بدعةحتى يدع بدعته))[396] بے شک اللہ نے روک رکھی ہے توبہ ہر بدعتی سے یہاں تک کہ اپنی بدعت کو چھوڑ دے یعنی اگر نہ چھوڑی اور اسی حال میں موت آ گئی تو دنیا سے بے توبہ جائیگا۔

اور فرماتے ہیں، **ق قی عا فر** الاربعة عن ابن عباس ((ابى الله ان يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته))[397] اللہ نہیں مانتا کسی بدعتی کا عمل قبول کرنا جب تک اپنی بدعت نہ ترک کرے۔

اور فرماتے ہیں، **قی ق** عن حذیفة ☆[2]ا((لا يقبل الله لصاحب بدعة صلوة ولا صوما ولا صدقةولا حجا ولا عمرةولا جهاداولا صرفا ولاعدلا يخرج من الاسلام كماتخرج الشعرة من العجين))[399] خدائے تعالیٰ بدعتی کی نماز قبول

☆[1] لا يصح عطف كل على فاعل لعنتهم ومجاب صفة لئلا يلزم كون بعض الانبيا غير مجاب۔ ۱۲ مناوی[398]

☆[2]اشار ھھنا بتقديم **قی** الى ان اللفظ له۱۲ منه

(395) المعجم الکبیر للطبرانی ،الحسین بن علی،حدیث ۲۸۸۳،دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲۷/۳

(396) المعجم الاوسط، باب من اسمه علی،حدیث۴۲۰۲،دارالکتب العلمیه، بیروت، ۱۶۵/۳

(397) کنز العمال ،الکتاب الاول،فصل فی البدع،حدیث ۱۰۹۹ ،دارالکتب العلمیه،بیروت، ۱۲۲/۱

(398) فیض القدیر شرح جامع صغیر،حرف سین تحت ستة لعنتهم و لعنهم الله،دار الکتب العلمیه، بیروت ، ۱۲۶/۴

(399) سنن ابن ماجه ، المقدمة اجتناب البدع والجدل،قدیمی کتب خانه، کراچی، ص۳۸

کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ کوئی فرض نہ نفل بدعتی اسلام سے نکل جاتا ہے جیسے خمیر سے بال۔

اور فرماتے ہیں، **فر خط** عن انس ((اذامات صاحب بدعة فقد فتح فى الاسلام فتح))[400] جب بدعتی مرتا ہے تو اسلام کو ایک فتح وکشائش حاصل ہوتی ہے۔

اور فرماتے ہیں، **طب عا حب**((ان الاسلام ليشبع ثم تكون له فترة فمن كانت فترته الى غلو وبدعة فاولئك اهل النار))[401] حاصل یہ کہ اسلام سیر ہوگا اور اپنے درجۂ کمال کو پہنچے گا پھر اسے ایک ضعف وسستی لاحق ہوگی پس جس کی سستی طغیان وبدعت کی طرف ہو وہ دوزخی ہے۔ یہ سب احادیث ان شاء اللہ تعالیٰ صحاح وحسان ہیں اى ولو لغيرها فى بعض منها الاالاول فاسناده ضعيف[402]☆[1]

اور مروی ہوا فرماتے ہیں، **طب قی** ☆[2]((من وقر صاحب بدعة

☆[1]وقد اشرت الى ذلك بصيغة التمريض۱۲ منه[403]

☆[2]**طب** عن عبدالله بن یسر موصولا **وقی** عن ابرهیم بن میسره مرسلاواسناده لیس بذاك بل قیل کیت وذیت ۱۲ منه[404]

(400) کنزالعمال ،الکتاب الاول، باب الثانی ،حدیث ۱۱۰۰ ،دارالکتب العلمیه ،بیروت، ۱۲۲/۱

(401) المعجم الکبیر للطبرانی، احادیث عبدالله بن مسعود ،حدیث۱۰۷۷۶ ،دار احیاء التراث العربی ، بیروت، ۳۱۹/۱۰

(402) ترجمہ: اگرچہ ان میں بعض مذکورہ اسناد کے علاوہ سے صحاح وحسان ہیں سوائے پہلی حدیث کے کہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

(403) ترجمہ: اور میں نے اس طرف صیغۂ مجہول کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

(404) ترجمہ: طب نے عبداللہ بن یسر سے موصولاً اور قی نے ابراہیم بن میسرہ سے مرسلاً روایت کی اور اس کی اسناد ماقبل احادیث کی طرح نہیں ہے بلکہ کہا گیا کہ اس میں کلام ہے۔

فقد اعان علی هدم الاسلام))[405] جوکسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

الحذر الحذر کہ ان مصائب کا تحمل محال ہے اور ان بلاؤں کے اٹھانے کی کسے مجال عزیزو! للہ اپنے نفس کو دوزخ وغضب الٰہی سے خرید لو اور شرار الخلق واعداء الخالق کا ساتھ نہ دو خدا جانے تمہیں ان ہولناک آفتوں میں کیا میٹھا معلوم ہوتا ہے کہ جب ان سے ڈرائے جاتے ہو ترش رو ہوتے اور تلخی کے ساتھ بدمزگی ظاہر کرتے ہو۔

حکمِ تفضیلیہ وسنفضیہ

بالجملہ بین ومبین ہوگیا کہ اہل بدعت کیسی افسوسناک حالت میں ہیں اور تفضیلیہ و سنفضیہ ان کی شاخ پس حکم نماز کا ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدعہ کے پیچھے یعنی مکروہ بکراہتِ شدیدہ جیسا کہ علامہ بحر العلوم قدس سرہ الشریف نے تصریح فرمائی کما مر اگرچہ ان کی بدمذہبی اور روافض کے فسادِ عقیدہ سے کم ہے اب جو شخص ایسا اعتقاد رکھتا اور اپنے آپ کو سنی اور ان کی تصانیف کو مقبول کہتا ہے تو اس کے لئے اہل سنت وجماعت کا زمانۂ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین سے اب تک اجماع دلیلِ کافی وبرھانِ وافی، سنیوں کی کتابیں بنظر تعمق وتحقیق دیکھے اور ان کے مطابق عقیدہ درست کرے ورنہ دعوی تسنن سے دست بردار ہو۔ وبالله التوفیق وبیده ازمة التحقیق.[406]

(405) کنزالعمال، فصل فی البدع، حدیث ۱۰۹۸، دارالکتب العلمیه، بیروت، ۱۲۲/۱

(406) ترجمہ: اور اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور تحقیق کی لگامیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

الفصل الثانی فی الآیات القرانیة والنجوم الفرقانیة

آیتِ اولیٰ:

قال الله ربنا تبارك وتعالى ﴿**ان اکرمکم عند الله اتقکم** ط﴾[407] بے شک تم سب میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک تمہارا اتقیٰ ہے یعنی بڑا پرہیزگار، یہاں تو اتقیٰ کو سب پر تفضیل اور زیادتِ کرامت عنداللہ میں ترجیح دیتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ﴿**وسیجنبها الاتقی o الذی یؤتی ماله یتزکی o وما لاحد عنده من نعمة تجزٰی o الا ابتغاء وجه ربه الاعلی o ولسوف یرضی o**﴾[408] یعنی اور نزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جسکا بدلہ دیا جائے مگر تلاش اپنے برتر پروردگار کی رضا کی اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا۔

آیۂ کریمہ میں باجماعِ مفسرین اتقیٰ سے جنابِ سیدنا امام المتقین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں، امام محی السنۃ بغوی فرماتے ہیں یعنی "**ابا بکر فی قول الجمیع**"[409][410] اور امام علامہ شمس الدین ابن الجوزی نے بھی اس پر اجماع نقل کیا، اور یہ معنی ابوبکر بن ابی حاتم وطبرانی وابن زہیر ومحمد بن اسحٰق وغیرہم محدثین کی احادیث میں وارد، حتیٰ کہ طبرسی نے باوجودِ رفض تفسیرِ مجمع البیان میں اسی کو مقبول رکھا اور انکار کا یارا اور اقرار سے چارہ نہ پایا، معہٰذا آیت کے لئے دوسرا محمل صحیح متصور ہی نہیں کہ بالضرور یہاں وہی مقصود جو افضلِ امت محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم ورنہ آیۂ اولی سے مناقضت لازم آئے اور ہم اور ہمارے مخالفین متفق کہ ماورائے صدیق ومرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضلِ امت نہیں پس بالاتفاق تیسرا

(407) پ ۲۶، سورة الحجرات، آیت ۱۳

(408) پ ۳۰، سورة الیل، آیت ۱۷ تا ۲۰

(409) ترجمہ: اتقیٰ سے مراد سب کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(410) تفسیر معالم التنزیل للبغوی، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۴۴۱/۶

مراد نہیں ہوسکتا مگر آیتِ اخیرہ کا سیاق شاہد کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مراد نہیں کہ آگے ارشاد ہوتا ہے ﴿**وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ o**﴾(411) اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جسکا عوض دیا جائے، یہ صفت جنابِ مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر کب صادق کہ ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات دنیویہ بھی جن میں معاوضہ ومکافات جاری بکثرت ہیں کہ انہوں نے اس پاک گود میں تربیت پائی حضور والا نے اولاد کی طرح پالا، پرورش کی، طعام وشراب سے خبر گیری فرمائی اور انتہائے نعمت تزویج بتول زہرا پر ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں......(412) بخلاف صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ہر چند جس قدر منتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر ہیں تمام امت میں کسی پر نہیں مگر وہ نعمتیں ایسی نہیں جن کا عوض ہو سکے وہ انعام اس قسم کے ہیں جن کی نسبت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے ﴿**ما اسألکم علیہ من اجرط ان اجری الا علی رب العلمین o**﴾(413) میں نہیں مانگتا ہدایت پر تم سے کچھ نیگ میرا نیگ تو اللہ ہی پر ہے جو پالنے والا سارے جہان کا۔

شاید اسی لحاظ سے قرآنِ عظیم میں قیدِ تجزیٰ ذکر فرمائی گئی پس بالیقین آیۂ کریمہ جنابِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل اور شانِ نزول بھی کہ ولی اللہ صدیق وعدوّ اللہ امیۃ بن خلف کا قصۂ مشہورہ ہے اسی پر شاہد اب اس آیت کو صغریٰ اور پہلی کو کبریٰ کیجئے تو شکل اول بدیہی الانتاج سے یہ نتیجہ بشہادتِ قرآن عزیز نکلتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک **افضل امت** ہیں وھو المقصود و کفٰی باللہ شھیداً۔(414)

تنبیہ:

جس طرح علماء کے اس استدلال سے صدیق کی افضلیت ثابت ہوئی یوں ہی یہ

(411) پ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱۹
(412) یہاں تقریباً ڈیڑھ لائن تک بیاض ہے۔
(413) پ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۱۰۹
(414) ترجمہ: اور یہی مقصود ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

معنی بھی خوب روشن ہوگئے کہ مناطِ افضلیت اکرمیت عنداللہ ہے، اور خدا کے نزدیک عزت ووجاہت وقدر ومنزلت کا زیادہ ہونا، نہ وہ جو حضراتِ تفضیلیہ اپنی خیالی قینچیوں سے ہوائی پھول تراشتے ہیں کہ مناط کثرتِ لذائذ جنت یا اوّلیت فی الخلافۃ وغیرہا امورِ کم وقعت ہیں۔

تنبیہ:

آیۂ کریمہ جس طرح افضلیتِ صدیق پر دلیل ساطع، یونہی ان کے عرفانِ الٰہی و ولایتِ ذاتی ☆ میں کافۂ امت سے زیادت پر برہانِ قاطع کہ بداہتِ ایمانی شاہد کہ کم رتبہ کا ولی ہرگز ہرگز اعلیٰ درجہ کے ولی سے اکرم عنداللہ وکثیر العز والجاہ نہیں ہوسکتا، اور اس کا انکار محض مکابرہ، اب نہیں معلوم جنہیں صدیق کے اعرف باللہ واعظم الاولیاء ہونے میں تردد ہے آیۂ کریمہ سے انکار کر جائیں گے یا ولیٔ ادنی کا ولیٔ اعلی سے اکرم عنداللہ ہونا تسلیم فرمائیں گے ہم ان شاء اللہ اس مبحث کی غایت تنقیح فصل سابع میں برسرِ توضیح لائیں گے۔
﴿**فانتظروا انی معکم من المنتظرین o**﴾(415)(416)

اشتباہ:

حضراتِ تفضیلیہ کو جب کہ آیت میں لفظ اتقیٰ جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محمول کرنے سے مفر نہ ملی، ناچار باعانتِ واہمہ یہ تقریر تراشی کہ یہاں اتقیٰ سے مجرد تقی مراد ہے یعنی پرہیزگار، نہ وہ کہ اپنے سب ماسوا سے پرہیزگار تر ہو کہ آخر تقوائے صدیق تقوائے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بالیقین کم تھا تو ان پر لفظِ اتقیٰ کا بمعنی متبادر اطلاق کیوں کر درست ہوتا اور جب تقی مراد لے لیا تو اب (آیۃ) کریمہ کو تفضیل سے کچھ علاقہ نہ رہا۔

☆ قولہ ولایتِ ذاتی، اس لئے کہ ولایتِ متعدیہ میں حضرت مولیٰ کا تقدم سبھی کو مسلّم ۱۲ منہ

(415) ترجمۂ کنزالایمان: تو راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں۔
(416) پ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۷۱

انتباہ:

اس حرکتِ مذبوحی کی تسکین شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ☆ نے تفسیر فتح العزیز میں کی ہے ہم اول ان کی عبارت التقاطاً نقل کرکے پھر اپنی رائے اظہار کریں گے، اعتراضِ تفضیلیہ ذکر کرکے فرماتے ہیں:

''اھلسنت جواب میگویند کہ اتقی را بمعنی تقی گرفتن خلاف لغتِ عربیت ست پس حملِ کلام الٰھی کہ قرآن عربی ست بران درست نباشد وضرورتے کہ دریں حمل بیان کردہ اند مندفع ست بآنکہ کلام در سائر ناس ست نہ در پیغمبران علیھم الصلوٰۃ والسلام زیرا

ترجمہ: اہلسنت اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اتقی کو متقی کے معنی میں لینا لغتِ عرب کے خلاف ہے پس کلامِ الٰہی کو اس معنی پر محمول کرنا درست نہیں اور اس کو اس معنی پر محمول کرنے کی ضرورت اس بات سے مندفع ہوجاتی ہے کہ یہاں پر کلام بقیہ لوگوں کے بارے میں کیا گیا ہے پیغمبرانِ عظام کے بارے میں نہیں کیا گیا

☆سمعت حضرة شیخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول سمعت حضرة شیخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول شاہ عبد العزیز عماد الاسلام وحدثنا المولیٰ ابوالحسین السید احمد النوری مدظلہ العالی عمن حدثہ عن المولیٰ العظیم سیدنا الاحمد اچھے میاں المارھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال ظا ھر الشاہ عبد العزیز یساوی باطنی وباطنہ یعدل بظاھری فناھیك بہ فضلاً وشرفاً واللہ اعلم ۱۲منہ[417]

(417) ترجمہ: میں نے اپنے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سنا کہ ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: شاہ عبدالعزیز اسلام کے ستون ہیں، اور ہم سے بیان کیا ہمارے سردار ابوالحسین سید احمد نوری مدظلہ العالی نے، انہوں نے روایت کیا اس شخص سے کہ جس نے سید احمد اچھے میاں مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں: شاہ عبدالعزیز کا ظاہر میرے باطن کے مساوی ہے اور ان کا باطن میرے ظاہر کے مساوی ہے، تمہارے لئے ان کا شرف وفضیلت کافی ہے۔

کہ از شریعت معلوم ست کہ پیغمبران در کرامت☆[1] ومنزلت عند اللہ ممتاز ند آنھارا بر سائر ناس وسائر ناس را بآنھا قیاس نتوان کرد پس عرفِ شرع در مقام بیانِ تفاضل وافزونی مراتب این قسم الفاظ رامخصوص بامت می سازد و تخصیص عرفی از تخصیص ذکری قوی تر ست واز بعضے بزرگانِ اھل سنت شنیدہ شد کہ می فرمودند اتقی درینجا بمعنی خود ست یعنی کسی کہ افزون باشد در تقوی از کل ما عدائے خود خواہ پیغمبر وخواہ امت لیکن مخصوص بکسانے ست کہ در قید حیات باشند پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ مصداق این کلمہ در آخر عمر خود کہ اوان خلافت ایشان بعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بود می توانند شد وحضرت

کیونکہ شریعت کے اندر یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ پیغمبرانِ عظام (مخلوق سے) بزرگ و برتر ہیں☆ [1] ان کا مرتبہ عنداللہ امتیازی ہے لہٰذا ان کو تمام مخلوق پر اور تمام مخلوق کو ان پر قیاس نہیں کرنا چاہیے ۔پس عرفِ شرع میں فضیلت کو بیان کرنے اور مراتب کی افزونی کو بیان کرنے کے مقام میں امت کے لیے اس قسم کے الفاظ کو مخصوص کیا گیا ہے نیز تخصیصِ عرفی تخصیصِ ذکری سے زیادہ قوی ہے۔ بعض بزرگانِ اہلسنت سے سنا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اتقیٰ یہاں اصلی معنی میں مستعمل ہے یعنی اپنے علاوہ ہر ایک سے پرہیزگاری میں زیادہ ہو نا خواہ پیغمبر ہو یا امت، لیکن ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس وقت حیات تھے پس حضرت ابوبکر صدیق اپنی آخری عمر میں اس کلمہ کے مصداق تھے کہ حضور کے وصالِ ظاہری کے بعد خلافت آپ کے لیے ہو، اور حضرت

☆[1] این کلمہ ھم صریح ست دران کہ کلام در افضلیت بمعنی زیادت کرامت ووفور منزلت واقع شدہ است ۱۲منہ

ترجمہ: اور یہ کلمہ بھی اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ جو کلام افضلیت کے بارے میں کیا گیا ہے اس سے مراد زیادتی کرامت ومنزلت ہے۔

عیسی علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام
چون مرفوع بر آسمان اند حکم
اموات دارند واتقی والا زم نیست
که در هر وقت و نسبت بهر کس
از احیا و اموات افزون تر در تقوی
باشد والا هیچ کس را اتقی گفتن
راست نیا ید چه در زمان طفولیت
تقوی متصور نیست و در هر منصب
محمود شرعی اعتبار به آخر عمر
ست مثل صلاح و فسق وغوثیت و
قطبیت وولایت و نبوت ولهذا
کسانے را کرد رآخر عمر باین
مراتب مشرف شده اند بالفاظ این
مراتب یاد میکنند اگرچه در اول
عمر این مراتب بآنها حاصل نبود
پس اتقی کسے ست که در آخر
عمر که وقت اعتبار اعمال هست
از دیگر موجودین در تقوی افزون
باشد **وبه یثبت المدعی بلا تکلف
وبلا تاویل انتهی کلامه مع بعض
اختصار۔**

اقول وربی یغفرلی جملۂ اخیره
که ازبعضے بزرگان اهلسنت نقل
فرموده دروخد شهائے چند
بخاطر مستمندمی رسد وازانها

عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام آسمان پر
اٹھالیے گئے ہیں اور یہ (اٹھانا) بھی موت
کے حکم میں ہے (اگرچہ ابھی ان کا وصال
ظاہری نہیں ہوا) ۔اتقیٰ ہونے کے لئے
ضروری نہیں کہ وہ ہر لحظہ زندوں اور مردوں
میں سے تقوی میں افزوں تر ہو ورنہ کسی
ایک کو بھی اتقیٰ کہنا درست نہ ہو،عہدِ
طفولیت میں تقوی تو متصور ہی نہیں اور ہر
نیک منصب میں شرعی اعتبار آخری عمر کے
لحاظ سے ہے جیسے صلاح ،فسق ،غوثیت ،
قطبیت ،ولایت اور نبوت وغیرہ لہذا جو
بھی جو آخری عمر میں ان مراتب سے
مشرف ہوئے تو ان کو ان الفاظِ مراتبہ سے
یاد کیا گیا اگرچہ یہ مراتب ان کو اول عمر میں
حاصل نہ تھے۔پس اتقیٰ وہ ہے جو آخری
عمر میں ہو اور یہی وقت اعمال کے اعتبار کا
وقت ہے،ان دیگر موجودین سے جو تقوی
میں افزوں ہوں اور اس سے مدعی بغیر کسی
تکلف و تاویل کے ثابت ہوا۔بعض
بزرگانِ اہلسنت کا کلام کچھ اختصار کے
ساتھ ختم ہوا۔

میں کہتا ہوں ،میرا رب میری بخشش
فرمائے ،جملۂ اخیرہ جس کو بعض بزرگانِ
اہلسنت سے نقل کیا گیا ہے اس میں چند
خدشات بندۂ بے نوا کے دل میں پیدا

انچه تعلق بمقام دارد این ست
که حدیث اعتبار بآخر اعمار
نمودن ودر نعوت واوصاف هم بر
ان مدار کار داشتن یکسر مسلم
اما خرد گواه که چون کسے را
از احیائے موجودین بوصفے ا
زاوصاف یاد می کنند اتصافش
بدان وصف هم در حال مفهوم می
شود نه آنکه در مآل اینچنین
خواهد گشت وما دامیکه قرینۂ بر
قصد خلاف قیام نپذیرد همین
معنی باذهان وخواطر جائے می
گیرد والتبادر دلیل الحقیقة پس
اتقی را بر کسیکه در زمانۂ آئنده
اینچنین خواهد بود حمل نمودن
از حقیقت گذشتن وراه مجاز
پیمودن ست ومعلوم ست که تا
حقیقت راست آید باب تجوز هر
گز نکشاید واینجا حقیقت بے
تکلف ومشقت بتخصیصے که
خود در اذهان متمکن ست ودر
افادۂ مقصود از ملفوظ بهیچ وجه
کمتر نیست بلکه اقوی واسرع
الی الافهام ست ولهذا عام را
از درجۂ قطعیت فرو دنیا

ہوئے ان میں سے ایک یہ ہےکہ اگرچہ
مقام کے لائقا زروئے حدیث یہ ہے کہ
اعمال واوصاف (خوبیوں) کا دارومدار
آخری عمر پر ہے (اس میں شک کی گنجائش نہیں
)لیکن عقل گواہ ہے کہ جب موجود زندوں
میں سے کسی شخص کو کسی وصف وخوبی سے
متصف کرتے ہیں تو اس سے یہی مفہوم
نکلتا ہے کہ فی الحال وہ شخص اس وصف
وخوبی سے متصف ہے نہ کہ مستقبل میں وہ
اس وصف سے متصف ہوگا اور جب تک
اصل معنی (مقصود) کے خلاف کوئی قرینہ نہ
پایا جائے تو اصل معنی ہی قلوب و اذہان
میں متمکن (برقرار) رہتا ہے۔پس اتقیٰ کو
کسی ایسے معنی پر محمول کرنا جو آئندہ زمانہ
میں ہوگا تو یہ حقیقت کو چھوڑ کر مجازی معنی
اختیار کرنا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ
جب تک حقیقی معنی لینا درست ہو تو مجازی
معنی مراد لینا صحیح نہیں اور اس جگہ حقیقت
بغیر کسی تکلف و مشقت کے تخصیص کے
ساتھ خود اذہان میں متمکن ہے اور افادۂ
مقصود میں ملفوظ سے کسی وجہ سے
کم نہیں بلکہ اقوی اورفہم کی طرف
جلدی سبقت کرنے والا ہے اس لیے
کسی عام کو درجہ قطعیت سے نیچے نہیں

رد خود راست☆[2] بر کرسی
صحت می نشیند پس حاجت
مصیر بسوئے مجاز چیست وباعث بز
و کیست وایں چنین تخصیص را
بتکلف شمردن عجب تر از ہر عجب
چہ اینگونہ تخصیصات در نصوص
شرعیہ بیش از بیش شائع وذائع ست
اگر اینہا ہمہ تکلف باشد ای بسا
کلامی کہ بے تکلف راست نیایند
واین نوع کلام ساقط از پایہ متانت بود
وحاشاہ عن ذلك مع ھذا مجاز راقرینہ

لایا جائے گا۔☆[2]اگر اس بات کو
مان لیا جائے تو مجاز کیطرف جانے کی
حاجت کیا ہے اور اس کا باعث کیا ہے
اس طرح کی تخصیص کو تکلف شمار کرنا ہر
عجب سے عجب تر ہے کیا اس قسم کی
تخصیصات نصوصِ شرعیہ میں بیش از
بیش شائع وذائع نہیں؟

اگر ان سب کے باوجود یہ تکلف
ہے تو بسا اوقات بے تکلف کلام درست
نہیں ہوتا اور کلام کی یہ قسم پایۂ متانت
سے گر جاتی ہے اللہ اس سے بچائے

☆[2] نکتہ این ست کہ بر تقریر آن
بزرگ لفظ اتقی بمعنی من سیکون کذا
گرفتہ می شود واین صریح مجاز ست و
بر تقریر ما لفظ بر معنی خود ست وعام
نیست کہ حاجت بہ تخص افتد زیراں کہ
لام در اتقی برائے عہد ست
بدلیل ----------
آنچہ در اذھان مستقر ست فلا تجوز ولا
تخصیص وازیں جا وضوح یافت کہ
اختلاف اصولین وفقہاء در حقیقت ومجاز
بودن عام مخصوص منہ البعض از ما
نحن فیہ بمعزل ست **فافھم لانہ دقیق**
وبالتامل حقیق۔۱۲منہ

☆[2] نکتہ یہ ہے کہ اس تقریر پر لفظ اتقی
"من سیکون کذا گرفتہ
"(جو عنقریب بزرگی کو اختیار کرے گا) کے معنی
میں ہوگا اور یہ صراحۃً مجاز ہے اور اس
تقریر پر لفظ "اتقی" اپنے حقیقی معنی پر
ہے عام نہیں ----------
---------- اور اس کی دلیل یہ ہے
کہ وہ اذہان میں مستقر ہے پس جائز نہ ہوگا
اور نہ ہی مخصوص۔ اس جگہ یہ واضح ہو گیا کہ
اصولیین اور فقہاء کا اختلاف حقیقت اور مجاز
میں ہے، جبکہ عام مخصوص منہ البعض کی
بحث سے ہم کنارہ کش ہیں۔ اسے سمجھو کہ یہ
بات مشکل اور غور وفکر کے لائق ہے۔

در کار وقرینہ خود جزین
تخصیص چیست پس برین
تخصیص اتکال نمودہ کلام را بر
حقیقت وی داشتن اولے کہ
بدلالت او در زمین سخن تخم
تجوز کاشتن علاوہ برین ازیں
تقریر بدین تقدیر دلیل در افادۂ
مدعا قصوری کند کہ از ویذروۂ
ثبوت نہ رسد مگر افضلیت صدیق
از کسانیکہ در زمانہ خلافتش
بلکہ در آخرین ساعت عمرش
بقید حیات بودند نہ از انان کہ
پیش از وی بکنج لحد آسودند
وتوانند کہ یکے از انہا اتقی وافضل
از صدیق بودہ باشد ونیز این
کلام را در معرض مدح وثنائے
صدیق آوردہ اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ
غالب ومدح نباشد مگر بوصفے
خاص واین وصف بر نہجے کہ آن
بزرگ تقریر نمودہ ہیچك
خصوصیتے بذات پاکش ندارد
کہ حضرات فاروق وذوالنورین و
مرتضی ابوالحسنین رضی اللہ تعالی
عنہم ہمہ ہا در آخر عمر خود

باوجود اس کے مجاز کے لیے قرینہ درکار ہے
اور خود قرینہ اس تخصیص کے علاوہ کیا ہے؟ پس
اس تخصیص پر اشکال وارد ہوگا لہذا کلام کو اس کی
حقیقت پر رکھنا اس بات سے اولی ہے کہ اس کی
دلالت کے لیے زمینِ سخن میں مجاز کا بیج بو یا
جائے اس کے علاوہ یہ تقریر اس تقدیر کے
ساتھ دلیل ہے کہ کتاہی کرنیوالے کے مدعا
کے فائدہ دینے میں اس سے بلند اور ثبوت
نہیں مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زمانۂ
خلافت میں تمام سے بلکہ اپنی عمر کی آخری
گھڑی تک اس افضلیت کے ساتھ متصف
رہے نہ کہ ان سے جو قبروں میں آرام فرما
ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کوئی
ایک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اتقی و
افضل ہو نیز اس کلام کو حضرت صدیقِ اکبر
رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کے مقام میں
لایا گیا ہے اور ان کی مدحت اور غالب ہونا
ایک خاص وصف کی وجہ سے ہے اور یہ
وصف اس طریقے پر ہے کہ وہ بزرگ
ہیں اس سے کم کوئی خصوصیت ان کی ذاتِ
پاک نہیں رکھتی (بلکہ آپ اس سے اعلیٰ درجہ کے
اوصاف کے ساتھ متصف ہیں) اور یہ کہ حضرت
عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور ابو الحسنین
حضرت علی رضی اللہ عنہم تمام اپنی آخری عمر میں

شان همچنین بوده اند بلکه در هر قرن وهر طبقه تا روز قیامت بندۂ از بندگان خدا متصف بدین وصف باشد **کما لا یخفی فتبصر و تشکر وفی عظم** آلاء الله **فتفکر والله سبحنه وتعالی اعلم**[418]

اس شان کے ساتھ متصف تھے بلکہ تا قیامت ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں بندگان خدا میں سے کئی ایک اس وصف کے ساتھ متصف ہوں گے۔

(418) مذکورہ فارسی عبارت کا ترجمہ متن اور مخطوطے کے حاشیہ میں درج نہیں تھا تسہیلاً للقاری متن کے ساتھ ہی تحریر کردیا ہے۔

آیتِ ثانیہ:

قال الله عز من قائل ﴿**ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبٰد نافمنھم ظالم لنفسه ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن الله** ط **ذلک ھو الفضل الکبیر** o﴾[419] پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا ان کو جنہیں چن لیا اپنے بندوں میں سے، پس کوئی ان میں اپنی جان پر ستم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی چال چلنے والا اور کوئی آگے بڑھ جانے والا ہے بھلائیوں میں، خدا کی پروانگی سے یہی ہے بڑی فضیلت۔

اقول وباللہ التوفیق آیتِ کریمہ میں چنے ہوئے بندوں سے یہ امتِ مرحومہ مقبولہ محمدیہ مصطفویہ علیہ وعلیہم الصلوۃ والتحیۃ مراد جسکی حق سبحانہ وتعالیٰ نے تین قسمیں فرمائیں۔ **ایک** وہ جو خدا کی نافرمانیوں سے اپنی جان پر ستم اور اسے مبتلائے دردوالم کرتے ہیں جیسے ہم گناہ گار سیاہ کار معاصی میں منہمک لیل ونہار جن کا سوا ارحم الراحمین کی رحمت اور شفیع المذنبین علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شفاعت کے کہیں ملجاو ماوا اور بجز مژدۂ جانفزائے **قی** فی البعث **مد** کلاھما عن ابن عمر ((**ظالمنا مغفور له**))[420][421] اور نوید غمزدائے، **مس** عن ابی الدرداء بسند صححه العلماء ((**الظالم لنفسه یحاسب حسابا یسیرا ثم یدخل الجنة**))[422][423] کے کوئی دل تھامنے اور امید بندھانے والا نہیں فحسبنا الله ورسوله انه ھو الرؤف الرحیم۔[424]

(419) پ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۳۲

(420) ترجمہ: ہماری امت کے گناہ گاروں کی بخشش کی جائے گی۔

(421) کتاب البعث والنشور، حدیث ۵۹-۶۰، دار الفکر، بیروت

(422) ترجمہ: اپنی جان پر ظلم کرنے والے (مسلمان) کا آسان حساب ہوگا پھر جنت میں داخل ہوجائے گا۔

(423) کنز العمال، کتاب التفسیر، سورۃ فاطر، حدیث ۴۵۶۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۲۰۵

(424) ترجمہ: ہمیں اللہ اور اس کا رسول کافی ہے، بے شک وہ رؤف اور رحیم ہیں۔

دوسرے وہ میانہ روکہ ﴿خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا ط﴾[425][426]
جن کی حکایت حال ہے کہ اگر گناہ کرتے ہیں تو نیکیاں بھی رکھتے ہیں انہیں حدیث میں
قی مد ناجی اور **مس** ((یدخل الجنۃ بغیر حساب))[427][428] فرمایا۔ جعلنا
اللہ منھم برحمتہ انہ ھو الغفور الرحیم[429]

تیسرے وہ اعلیٰ درجہ کے مطیع ومنقاد سراپا اہتدا وارشاد جو حسنات کی طرف مسارعت
کرتے اور میدانِ خیرات میں قصب السبق لے جاتے ہیں ان کی نسبت ان کا مالک مہربان
فرماتا ہے ﴿ذلک ھو الفضل الکبیر o﴾[430] فضلِ کبیر و بزرگی عظیم انہیں کو حاصل،
صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب بنسبت بقیۂ امت اسی قسم میں داخل لہذا وہی
فضیلتِ عالیہ لے گئے اور ساداتِ امت قرار پائے اب تلاش کرنا چاہئے اسے جو گروہِ
صحابہ میں سرفراز اور اس صفتِ شریفہ کے ساتھ ممتاز ہو کہ بحکمِ آیۂ کریمہ افضلیتِ مطلقہ اسی
کا بہرۂ خاصہ، لیکن ہم جو غور کرتے اور کان لگا کر سنتے ہیں تو دربارِ دُربارِ رسالت سے پیہم
اراکینِ دولت وعمائدِ سلطنت بلکہ خود اس بادشاہِ عرش بارگاہ علیہ الصلوۃ والسلام من اللہ کی نور
افشاں صدائیں گوشِ دل کو اپنی شعاع ریزیوں سے معدنِ انوار ومنزلِ اقمار کر رہی ہیں کہ
ہاں وصفِ مذکور میں اس بارگاہِ اکرم کے وزیرِ اعظم یعنی جنابِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
سب پر تفوقِ ظاہر وتقدمِ باہر ہے حتی کہ سبّاق بالخیرات اس ذات جامع البرکات کا نام قرار
پایا اور صیغۂ مبالغہ نے لطف تازہ دکھایا، فقد اخرج ابو یعلی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

(425) ترجمۂ کنزالایمان: ملایا ایک کام اچھا اور دوسرا برا۔
(426) پ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۰۲
(427) ترجمہ: بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔
(428) کنزالعمال، کتاب التفسیر، سورۃ فاطر، حدیث ۴۵۶۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۲۰۵
(429) اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے ان میں سے بنائے، بے شک وہ غفور رحیم ہے۔
(430) پ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۲۲

قال ((**کنت فی المسجد اصلی فدخل رسول اللہ** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **ومعہ ابو بکر
وعمر فوجدنی ادعو فقال سل تعطہ ثم قال من اراد ان یقرء القرآن غضا طریا
فلیقرء بقراءۃ ابن ام عبد فرجعت الی منزلی فاتانی ابو بکر فبشرنی ثم اتانی
عمر فوجد ابا بکر خارجا قد سبقہ فقال انک لسبّاق بالخیر**))[431] یعنی حضرت سیدنا
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضور کے ہمراہ صدیق وفاروق تھے پس حضور نے مجھے دعا
کرتے پایا فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا پھر فرمایا جو شخص قرآن کو تروتازہ پڑھنا چاہے وہ ابنِ
امِ عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی قراءت پر پڑھے، بعدہ میں اپنے گھر لوٹ آیا صدیق آئے
اور مجھے اس دولتِ عظمیٰ کے حصول اور حضور کے ان کلمات ارشاد فرمانے کا مژدہ دیا پھر
فاروق آئے تو ابوبکر کو نکلتے پایا کہ پہلے ہی خوشخبری دے چکے ہیں پس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
صدیق سے کہا بے شک آپ سبّاق بالخیر اور نیکیوں میں نہایت پیشی لے جانے والے ہیں۔
واخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ من حدیث عمر رضی اللہ تعالی عنہ فی قصۃ
سقیفۃ بنی ساعدۃ فی حدیث طویل انہ قال ((**یا معشر الانصار یا معشر
المسلمین ان اولی الناس بامر رسول اللہ** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **بعدہ ثانی اثنین
اذ ھما فی الغار ابو بکر السبّاق المبین**))[432] یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا اے گروہِ انصار اے جماعتِ مسلمین بے شک امرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے
بعد زیادہ مستحق دوسرا ان دو کا ہے جب وہ دونوں غار میں تھے ابوبکر سبّاق مبین جن کا خیرات
میں بہت پیشی لے جانا ظاہر وروشن ہے۔

اقول وربی یغفرلی یہ کلمہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمعِ صحابہ میں
سقیفۂ بنی ساعدہ میں فرمایا جب انصارِ کرام بقصدِ خلافت مجتمع ہوئے اور مہاجرین سے کہتے

(431) مسند ابی یعلی، مسند ابی بکر الصدیق، حدیث ۱۷-۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۲۹
(432) کنزالعمال، الباب الاول فی خلافۃ الخلفاء، حدیث ۱۴۱۳۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۲۵۷

تھے ایک امیر ہم میں ایک تم میں، نزاع ومناظرہ نے طول کھینچا تھا طرفین سے بابِ استدلال وا تھا اس وقت فاروق نے فضائلِ جلیلۂ صدیق اوران کا صاحب الغار وسباق بالخیرات ہونا اظہار اوراس سے استحقاقِ خلافت پر استظہار کیا کہ اسی کلمہ پر فیصلہ ہوگیا انصار خلاف سے باز آئے اور دستِ صدیق پر بیعت کی پس ثابت ہوا کہ صدیق کا ان اوصاف سے اتصاف تمام حاضرین کو مسلم ومقبول تھا ورنہ معرکۂ مباحثہ میں اسکے اذعان وقبول اوراس کی بناپر منازعت سے رجوع وعدول کے کیا معنی تھے اور خود ارشادِ فاروقی میں لفظ مبین اس معنی پر دلیلِ مبین کہ صدیق کی نہایت سبقت بالخیرات روشن وبین ہے اور کون اس سے آگاہ نہیں۔

واخرج البخاری عن ابن عباس عن عمر **((لیس فیکم من تقطع الاعناق الیه مثل ابی بکر))** قال فی مجمع البحار **ای لیس فیکم سابق الخیرات یقطع اعناق مسابقیه حتی یلحقه** [433] خلاصہ یہ کہ تم میں یہ شان سبقت بالخیرات کی صدیق ہی میں ہے کہ جوان سے فضائل وحسنات میں مسابقت کرے پیچھے رہ جائے اوران تک نہ پہنچنے پائے۔

واخرج البزار عن عبد الرحمن بن ابی بکر عن عمر رضی الله تعالیٰ عنهم **((زعم انه لم یرد خیرا قط الا سبقه الیه ابوبکر))** یعنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کبھی کسی بھلائی کا ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ ابوبکر اس کی طرف مجھ سے سبقت لے گئے۔ [434]

واخرج الطبرانی عن امیر المؤمنین علی رضی الله تعالیٰ عنه قال **((والذی نفسی بیده ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا الیه ابو بکر))** [435]

(433) صحیح ابن حبان، ذکر الزجر عن الرغبة الخ، حدیث ۴۱۵، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۱/۳۲۱

(434) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق رضی الله عنه، حدیث ۳۵۶۲۳، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۱۲/ ۲۳۰

(435) المعجم الاوسط، حدیث ۷۱۶۸، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۵/۲۳۱

یعنی مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہم نے کبھی کسی خیر ونکوئی کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ جانا نہ چاہا مگر یہ کہ ابوبکر ہم سے اس کی طرف سبقت وپیشی کر گئے۔

واخرج ابن عساکر عن عبد الرحمن بن ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم **((حدثنی عمر بن الخطاب انه ما سابق ابا بکر الیٰ خیر الا سبقه ابو بکر))** [436] یعنی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے عمر بن الخطاب نے بیان کیا کہ اس نے جب کسی خیر میں ابوبکر سے مسابقت کی ہے ابوبکر اس پر سبقت لے گیا۔

اقول وربی یغفرلی فکرِ تدقیق اساس وطرزِ سخن شناس درکار ہے کہ اس حدیث کے اندازِ کلام کو پہچانے کس درجہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شانِ صدیق سے اعتناء اور ان کی سبقت بالخیرات کا اثبات منظور ہے تمام عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت اور ان کے کلامِ پاک کو دلیل وحجت کرتا ہے یہاں خود حضور سراپا نور کس پیار سے فرماتے ہیں ہم سے عمر بن الخطاب کہتا تھا کہ ہمارا ابوبکر سباق بالخیر ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم۔

آیتِ ثالثہ:

قال ربنا ذوالفضل العظیم فی تنزیله العلی الحکیم **﴿ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربیٰ والمسٰکین والمهٰجرین فی سبیل الله ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم○﴾** [437] اور قسم نہ کھائیں بڑائی اور گنجائش والے تم میں سے قرابت داروں اور محتاجوں اور خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑنے والوں کو دینے کی اور چاہیئے کہ بخش دیں اور

(436) کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، حدیث ۳۵۶۱۶، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۱۲/۲۲۳

(437) پ ۱۸، سورة النور، آیت ۲۲

درگذر کریں کیا تم دوست نہیں رکھتے کہ خدا تمہیں بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

احادیثِ صحیحہ سے ثابت کہ آیت میں **اولوا الفضل** کا خلعتِ گراں قیمت صدیق اکبر کو عطا ہوا فقد اخرج الامام البخاری عن ام المؤمنین الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها فی حدیث الافك الطویل قالت ((**فلما انزل الله هذا فی براء تی قال ابوبکر الصدیق وکان ینفق علی مسطح بن اثاثة لقرابته منه وفقره والله لاانفق علی مسطح شیئا ابدا بعد الذی قال فی عائشة ما قال فانزل الله ﴿ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة﴾** الآیة[438] **قال ابوبکر والله انی لاحب ان یغفر الله لی فرجع الی مسطح النفقة التی کان ینفق علیه وقال والله لا انزعها منه ابدا**))[439] حاصل یہ کہ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فقراء مہاجرین سے تھے اور صدیق کے رشتہ دار اور صدیق بوجہ ان کی فقر وقرابت کے ان کی خبر گیری کرتے اور بسلوک وانفاق پیش آتے، جب بلائے افک میں مبتلا ہوئے اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے دامنِ عفت مامن محبوبۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا کی طہارت اور ہر لوث سے اس کی براءت دس آیتیں نازل کر کے ظاہر فرمائی، صدیق نے قسم کھائی اب مسطح کو کچھ نہ دوں گا اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فضل ووسعت والے اہل قرابت ومساکین ومہاجرین پر انفاق کی قسم نہ کھائیں اور ان کی اس خطا سے جو نادانستگی میں اتفاقاً صادر ہوگئی درگذریں معاف کریں آخر وہ بھی تو ہماری بخشش کے طلبگار ہیں جب صدیق نے یہ ارشاد سنا کہا خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور جو ادرار مسطح کا مقرر تھا جاری فرمایا اور قسم کھائی کبھی بند نہ کروں گا۔

اب عقلِ سلیم غور کرے کہ صحابہ کرام سب **اولوا الفضل** اور بزرگی والے تھے

(438) پ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۲۲

(439) صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب تعدیل النساء، حدیث ۲۶۶۱، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۲/۲۰۰

قرآن عزیز میں بالتخصیص جنابِ امام المتقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صفت سے یاد فرمانا دلیلِ واضح ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے ایک خصوصیتِ خاصہ رکھتا ہے اور جو افضلیت انہیں حاصل دوسرے کو نہیں جیسا کہ تمام صحابہ شرفِ صحبت سے مشرف تھے مگر لفظ صاحبی کہ بیسیوں حدیثوں میں آیا خاص اسی جناب گردوں قباب کے لئے ہے کہ جیسی صحبت انہیں ملی دوسرے کو میسر نہ ہوئی، سولہ برس کی عمر سے رفاقتِ حضور اختیار کی عمر بھر حاضرِ دربار وشریکِ ہر کار ومونسِ لیل ونہار رہے بعدِ وفات کنارِ جاناں میں جا پائی روزِ قیامت حضور کے ہاتھ میں ہاتھ محشور ہوں گے حوضِ کوثر پر ہم راہِ رکاب رہیں گے پھر فردوسِ اعلیٰ میں رفاقتِ دائمی ہے عارف سنی حکیم سنائی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

بود چندانِ کرامت وفضلش — کہ اولوا الفضل خواند ذوالفضلش
روز وشب ماہ وسال درہمہ کار — **ثانی اثنین اذ هما فی الغار**
صورت وسیرتش همه جان بود — زان زچشم عوام پنہاں بود[440]

اقول وبالله استعین اگر صرف لفظِ **اولوا الفضل** پر اکتفاء ہوتا تو شاید وہ عقولِ دانیہ جو ہمیشہ دست مال اوہام رہتی ہیں احتمال پیدا کرتیں کہ قاعدۂ بلاغت ہے جب کسی سے کوئی کام لینا اور اس پر اسے تحضیض واغرا مقصود ہوتا ہے مخاطب کے اوصاف سے وہ وصف جو اس کام پر حامل ہو بیان کیا جاتا ہے تا (کہ) اس کے قلب کو اشتعالک اور داعیۂ اطاعت کو انبعاث ہو مثلاً معرکۂ قتال میں کہیں ہاں بہادر وہی وقت جانبازی وترکتازی کا ہے یا نفاقِ مال کی ضرورت میں اے جواد وہی زمانہ سخاپروری ونام آوری کا ہے اس سے مخاطبین کا ان اوصاف سے اختصاص نہیں سمجھا جاتا مگر قرآنِ مجید وفرقانِ حمید وہ کلامِ بلاغت نظام

(440) وہ (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو ایسے بزرگ اور فضیلت والے ہیں کہ ان کو علم ودانش کی برتری والا اور ذوالفضل کہا جاتا ہے روز وشب ماہ وسال بلکہ تمام کاموں میں وہ "ثانی اثنین اذ هما فی الغار" ہیں (یعنی ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں)۔ لیکن ان کی صورت وسیرت بلکہ تمام سراپا کی چمک دمک لوگوں کی نظروں سے پنہاں رہی۔

ہے کہ کسی معاند خواہ مشکک کے لئے حجت نہیں چھوڑتا لفظ **منکم** نے اس احتمال کی قطعِ عرق فرمادی صدیق کو صرف بڑائی والا نہیں کہتے بلکہ فرماتے ہیں تم میں کا بڑائی والا یعنی تم سب اربابِ فضل وکرامت ہو اور وہ تم سب میں فضل وبزرگی والا ہے غلاموں کے سردار سب ہوتے ہیں پوری سرداری اس کی جو سرداروں کا سردار ہو۔

ثم اقول وربی یغفرلی شاید خاروا ہمہ کی خلش پھر عود کرے اور یوں نقضِ اجمالی سے خلجان بڑھائے کہ بعینہ یہی تقریر معطوف فضل یعنی سعتِ مال میں جاری حالانکہ صدیق اغنی الصحابہ نہ تھے بعض اصحابِ کرام مثل حضرت ذی النورین وجناب عبدالرحمٰن بن عوف وثابت بن قیس بن شماس وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان پر تونگری وفراخیٔ مال میں فائق تھے تو اس ثوران وہم کی تسکین کے لئے ہماری اس تقریر کا منتظر رہا چاہیے جو باب ثانی کی فصل..... میں زیور گوشِ مشتاقین ہوگی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم وہاں ثابت کردیں گے کہ مالِ صدیق گو اکثر الاموال نہیں مگر افضل الاموال ہے اسلام کو جس قدر ان کے مال سے نفع پہنچا کسی کے مال سے نہ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا ان کا مال کام آیا کسی کا نہ آیا یہاں تک کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جناب کو ((خیر المسلمین مالا)) [441] فرمایا اور بے شک خدا کے نزدیک تعدادِ زر وسیم محض بے وقعت، مال وہ ہے جو اس کی راہ میں صرف اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار ہو ورنہ مال نہیں سوءِ مآل ہے اور طول آمال سے کمال اعمال کی جی کا وبال، پس جس کا مال اس وصف میں ممتاز تر وہی عند اللہ سعت مالی میں سرفراز تر اسی لئے برّ والدین وصلۂ رحم کو فرمایا اس سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور...... کی نسبت ارشاد ہوا کہ اس سے گھٹتی ہے حالانکہ جف القلم بما هو کائن [442] مقادیر میں کمی بیشی کو راہ نہیں تو بات یہ ہے کہ وہ نیکیاں طیبِ اوقات وتوفیقِ خیرات کی موجب ہیں اور یہ سیئہ محقِ برکت وظلمتِ وقت وتزیینِ سیآت کی باعث، اور وہ

(441) ترجمہ: مال کے اعتبار سے سب سے بہتر ہیں۔

(442) ترجمہ: جو ہونا ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہوگیا۔

ساعتیں جو سیرتِ مرضیہ پہ گذریں اگرچہ انفاس چند ہوں کثیر شہیر اور جو گھڑیاں عیاذاً باللہ بری حالت پر کٹیں اگرچہ صدہا سال ہوں محض بے برکت گویا کچھ نہ تھا اسی طرح کثرت و قلتِ مال، واللہ اعلم بحقائق الحال فاستقر عرش التحقیق علی ما اردنا من تفضیل الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ. [443]

آیتِ رابعہ:

قال اللہ جل ذکرہ ﴿**الذی جاء بالصدق وصدّق بہ اولئک ہم المتقون** ﴾ [444] جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، **عس**☆((**الذی جاء بالحق محمد** صلی اللہ علیہ وسلم **والذی صدق بہ ابو بکر الصدیق**)) [445] جو حق لائے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اقول اب نظرِ باریک بین کو اجازتِ غور وتعمق دیا چاہیے کہ اس آیۂ کریمہ سے صدیق کا فضل تقوی میں تمامہٗ امت سے اکمل ہونا کیسے روشن طور پر ثابت جس میں سوا منکر مکابر کے کسی کو مجالِ جدال نہیں **اول** تو وہی تخصیص کہ صحابہ کرام سب خیار واصفیا وارباب دیانت واتقا تھے مگر صدیق سا تقوی کسی کا تھا تو اس کا ذکر کیوں متروک ہوا اور رب العلمین کی اس خاص گواہی سے اسے کیوں نہ بہرہ ملا۔

☆قال **عس ھکذا الروایۃ بالحق ولعلھا قرائۃ لعلی** رضی اللہ تعالی عنہ ۱۲ منہ

(443) ترجمہ: اللہ تعالیٰ حقائق حال کو بہتر جانتا ہے، جیسا کہ ہم نے تفضیلِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ارادہ کیا تھا عرشِ تحقیق مستقر ہوگیا۔

(444) پ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۳

(445) کنز العمال، کتاب الاذکار، فصل فی التفسیر، سورۃ الزمر، حدیث ۴۵۷۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۲۰۷

دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ ان کا ذکر کرنا اور گویا یوں فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان ورفعتِ مکان سے آگاہ ہے خیال تو کر کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے انصاف شاہد ہے کہ جب تک تقوائے صدیق اتقائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے درجہ میں نہ رکھا ایسا ہرگز ارشاد نہ کیا اور آیتِ اولی میں گذرا کہ مزیتِ تقوی موجبِ افضلیت ہے اسی طرح انہیں صفتِ تصدیق سے یاد کرنا بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے خصوصیتِ خاصہ رکھتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ صدیق کو عملا واعتقادا دونوں طرح سب پر تفضیل ہے **وناھیك بالقراٰن حكما**۔[446]

آیتِ خامسہ:

قال عز ذکرہ ﴿**لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل** ط **اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا** ط﴾[447] برابر نہیں تم میں جس نے راہِ خدا میں خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑا وہ درجہ میں بڑے ان سے جنہوں نے صرف کیا بعد فتح کے اور لڑے، آیۂ کریمہ باعلی نداء منادی کہ جنہوں نے ابتدائے اسلام میں جو زمانہ ضعف وغربت تھا اپنی جان ومال سے اس کی امداد واعانت کی وہ عند اللہ ان سے افضل جنہوں نے بعد اس کے غنا وشوکت وظہور وقوت وثبات وقرار وامن وانتشار کے قتال وانفاقِ مال کیا اب جسے تاریخ وقائع اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن وخوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جان نثاری وسپرداری وپروانہ واری کی داد دی کسی سے نہ بن پڑی پھر بشہادتِ قرآن کون ان سے ہمسری کرسکتا ہے ہم ان شاء اللہ العظیم اس دلیل کی تفصیل وتشریح و

(446) ترجمہ: تمہیں قرآن حاکم ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔

(447) پ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۰

تحقیق وتوضیح کی طرف بابِ ثانی کی فصل ..... میں عود کریں گے۔ فارتقب (پس تو انتظار کر۔)

آیتِ سادسہ:

قال تعالی وتقدس ﴿**اھدنا الصراط المستقیم**﴾[448] ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ حضرت خواجہ حسن بصری وابو العالیہ کہ دونوں حضرات اجلہ علمائے تابعین سے ہیں تفسیرِ آیت میں فرماتے ہیں "رسول الله صلی الله علیه وسلم **وصاحباه**"[449] صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور ان کے دونوں یار صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اقول وربی یغفرلی اس تفسیر پر آیۂ کریمہ میں صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو راہِ راست اور انہیں اس وصف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک پھر مسلمانوں کو عموماً اور صحابہ کرام کو جن میں مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی داخل ابتداءً حکم فرمایا جاتا ہے ہماری بارگاہ میں التجا کرو کہ الٰہی ہمیں ان کی چال سکھا اور انہیں کی راہ چلا، اور یہ بات متصور نہیں جب تک نفوسِ عالیۂ شیخین اعلی درجۂ تقی ونقی میں نہ خلق کئے گئے ہوں اور اطاعت وانقیاد ورشاد وارشاد واتیانِ مرضیات واجتنابِ مکروہات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد انہیں کا مرتبہ ہو اور ان کے سوا کوئی اس فضل میں ان کا عدیل وسہیم نہ ہو حتی کہ کافۂ امت کو ان کی تقلید کا حکم دیں اور نہایت مہربانی سے خود تعلیم کریں ہماری بارگاہ میں یوں التجا کرو کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر کی روش پر چلنا نصیب کر۔

آیا اب یہی آیۂ کریمہ اپنی اس تفسیر پر صاف صاف نہیں کہہ رہی ہے کہ شیخین بعد سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم کے امام متبوع وپیشوا ومقتدا واطوع واتقی وافضل واعلی واکرمِ امت ہیں عزیزا! اسی ارشاد کا اثر ہے کہ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش اقدس پر فرمایا، **عس** "میں ان سے زیادہ کسی کی نسبت یہ

(448) پ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۵

(449) تفسیر ماوردی: النکت والعیون، سورۃ یونس، آیت ۲۵، ۴۳۲/۲

نہیں چاہتا کہ اس کے جیسے عمل کر کے خدا سے ملوں‘‘[450] پھر جب جنابِ فاروقی کا وصال ہوا، **خ م ق** ان کے جنازے پر بھی ایسا ہی کلمہ کہا[451] سبحان اللہ، اللہ جل جلالہ نے کیا خوب دعا قبول فرمائی شیخین کی ﴿واجعلنا للمتقین اماما o﴾[452] ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا کر دے کہ انہیں تمام امت کا امام بنایا اور صحابہ جیسے متقین کو ان کی تقلید کا حکم فرمایا ﴿ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء ط واللہ ذو الفضل العظیم o﴾[453][454]

آیتِ سابعہ:

قال العزیز الحکیم تعالی مجدہ ﴿فان اللہ ہو مولہ وجبریل وصالح المؤمنین والملئکۃ بعد ذلک ظہیر o﴾[455] پس بے شک خدا اس کا مولی ہے اور جبریل اور مسلمانوں میں کے نیک اور فرشتے بعد اسکے مددگار ہیں، آیۂ کریمہ میں اکابر صحابہ مثل حضرت عبداللہ بن مسعود و سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و ابی بن کعب و بریدۂ اسلمی و ابوامامہ باہلی اور افاضل تابعین مثل سعید بن جبیر و میمون بن مہران و عکرمہ و خواجہ حسن بصری و مقاتل بن سلیمٰن وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صٰلح المومنین کو ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تفسیر کرتے ہیں بلکہ **طب مد خط** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں ((صالح المومنین ابو بکر وعمر))[456]

(450) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۴۴۲/۳۰
(451) صحیح البخاری، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۵۲۰/۱
☆ صحیح مسلم، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۲۷۴/۲
(452) پ ۱۹، سورۃالفرقان، آیت ۷۴
(453) ترجمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔
(454) پ ۲۸، سورۃالجمعۃ، آیت ۴
(455) پ ۲۸، سورۃالتحریم، آیت ۴
(456) جمع الجوامع، صادمع الالف، حدیث ۱۳۴۵۵، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۶۲/۵

اور اسی طرح حضرت ابوامامہ نے جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی قال ((کان ابی یقرءھا وصالح المومنین ابو بکر وعمر))[457] یعنی جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سید القراء ہیں اس آیت کو یوں پڑھتے ’’وصالح المومنین ابو بکر وعمر‘‘ یہ لفظ ان کی قراءت میں داخلِ قرآن تھا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا: یارسول اللہ حضور کو فلاں امر کی کیا فکر ہے اگر ایسا واقع ہوا تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبریل و میکائیل اور میں اور ابوبکر اور مسلمان آپ کے ساتھ ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے تصدیقِ فاروق میں یہ آیت نازل فرمائی۔[458]

اقول پس بخوبی ثابت کہ صٰلح المؤمنین کا خطاب مستطاب رفعت مآب حضرات شیخین کو کرامت ہوا اور اس سے وصفِ صلاح میں شیخین کی مزیت وتفوق کہ بالیقین موجبِ رفعِ درجات وکثرتِ ثواب ہے بعینہ اسی طریقۂ استدلال سے ثابت جو کریمۂ ثالثہ برلفظ اولو االفضل سے مسلوک ہوا اسی لئے فاضل صوفی علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی میں حدیث مذکور ((صٰلح المومنین ابو بکر وعمر)) کی یوں شرح کی ’’ای ھما اعلی المومنین صفۃ واعظمھم بعد الانبیاء قدرا‘‘ انتھی[459][460] اس عبارت سے استدلالِ فقیر کی

(457) تفسیر در منثور، سورۃ تحریم، تحت قولہ تعالی "وصالح المؤمنین"، دارالفکر، بیروت، ۲۲۳/۸
(458) صحیح مسلم، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۴۸۰/۱
☆ تفسیر قرطبی، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱۲۶/۱۷
☆ تفسیر ابن کثیر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۲۵۵/۶
(459) ترجمہ: صالح المومنین کے یہ معنی کہ وہ دونوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب مسلمانوں سے اعلیٰ ہیں نعت و صفت میں اور انبیا علیہم السلام کے بعد ان سب سے بڑے ہیں قدر و منزلت میں ۔۱۲
(460) فیض القدیر شرح جامع الصغیر، تحت حدیث ۴۹۸۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۵۱/۴

عجب تائید ہوگئی۔ فالحمد للہ

آیتِ ثامنہ:

قال اللہ سبحنہ وتعالی ﴿**قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون**﴾ (461) تو کہہ کیا برابر ہیں وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے۔

آیتِ تاسعہ:

قال تبارک وتقدس ﴿**یرفع اللہ الذین اٰمنو منکم والذین اوتو ا العلم در جٰت**﴾ (462) بلند کریگا اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور انہیں جو علم دئے گئے درجوں میں۔

اقول واللہ یغفرلی ان آیاتِ طیبات سے ثابت کہ علم باعثِ فضل اور مثلِ ایمان موجبِ رفعِ درجات ہے اور پُر ظاہر کہ زیادتِ سبب باعثِ زیادتِ مسبب پس جس قدر علم بیش فضیلت افزوں اور احادیث وآثار سے ثابت کہ جنابِ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلمیتِ صدیق تو قرآنِ عزیز سے ثابت جیسا کہ ہم اس کے دلائل انشاءاللہ تعالی بابِ ثانی کی فصل..... میں بسط کریں گے فا نتظر (پس تو انتظار کر۔)

آیتِ عاشرہ:

قال جلت آلاءہ ﴿**للفقراء المھٰجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ ط اولئک ھم الصادقون o**﴾ (463) ان فقیروں ہجرت کرنے والوں کے لئے جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے خدا کے فضل ورضا کی تلاش اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے وہ لوگ ہیں سچے۔

(461) پ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۹
(462) پ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۱
(463) پ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۸

آیۂ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالی مہاجرین کے سچے راست گو ہونے کی گواہی دیتا ہے اور مہاجرین کا تفضیلِ شیخین پر اجماع ہے کم کوئی مہاجری ہوگا جس نے افضلیتِ ابی بکر وعمر صریحاً یا تلویحاً ارشاد نہ فرمائی ہو **وستری ذلک ان شاء اللہ تعالی** (464)

اقول وربی غفار الذنوب تحریر دلیل یہ ہے کہ صادقِ مطلق ☆ بے تقییدِ قول دون قول کا اطلاق اسی پر کیا جائے گا جو اپنی ہر بات میں سچا ہو اور اطلاقِ کاذب کے لئے دروغِ واحد کا ارتکاب کافی جیسے عدالت کہ ایک گناہ اس کا مزیل اور فسق کا مثبت پس جبکہ حق سبحانہ وتعالی نے مہاجرین کا نام صادقین رکھا تو بالضرور وہ اپنے ہر کلام میں سچے ہیں اور تفضیلِ شیخین ان کے کلام سے ثابت پس قرآن اسکی حقیقت پر شاہد، **بمثل ھذا استدل حسن البصری کما فی الکبیر للامام وابو بکر بن ابی عیاش کما عند الخطیب البغدادی وھما کما تری من اجلۃ العلماء علی حقیۃ خلافۃ الصدیق فانھم اطبقوا علی قولھم لہ یا خلیفۃ رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **واللہ سماھم صادقین فلزم ان یکونوا صادقین فیما اطلقو ا فیہ وھو استنباط حسن قالہ ابن کثیر کذا اقرہ علیہ العلامۃ ابن حجر فی صواعقہ وغیرہ فی غیرھا۔** (467)(468)

☆ قولہ مطلق، قیدِ اطلاق اس غرض سے ہے کہ اطلاقِ صدق مقید کو صدقِ واحد مصحح ہے مثلاً جو ہمیشہ جھوٹ بولے اور عمر بھر میں ایک بات مطابقِ واقع کہے اسے اس بات میں سچا ہی کہیں گے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم **((ان الکذوب قد یصدق))** (465)(466) ۱۲ منہ

(464) ترجمہ: ان شاءاللہ عنقریب تو اسے دیکھے گا۔
(465) ترجمہ: جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بڑا جھوٹا کبھی سچ بول دیتا ہے۔
(466) مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب والرقی، باب الکہانۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۸/ ۴۰۹
(467) ترجمہ: اس کی مثل حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے استدلال کیا جیسا کہ امام کی کبیر میں ہے اور ابو بکر بن ابی عیاش نے استدلال کیا جیسا کہ خطیب بغدادی نے نقل کیا، یہ دونوں جیسا کہ تم جانتے ہو بڑے علماء میں سے ہیں، (انہوں نے استدلال کیا) خلافتِ صدیق کی حقیت **(بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)**

اقول ولکن علیك بتلطیف القریحة لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا واللہ احاط بکل شیئ خبرا۔[469]

تنبیہ الختام:

اے عزیز دیکھا تو نے کہ آیاتِ قرآنیہ تفضیلِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کس زور شور سے ثابت فرما رہی ہیں اور ان کی افضلیتِ مطلقہ کا منشور کس شد و مد سے سنا رہی ہیں اگر دعویٰ اسلام میں سچا ہے تو سوا تسلیم کے کیا چارہ ہے قرآن کے حضور اپنی عقل کو دخل دینا یا نفسانی خواہشوں اور طبعی رغبتوں پر کار بند ہونا کیسی ناسزا بات ہے قرآن کے آگے کوئی منتہیٰ نہ اس سے بڑھ کر کوئی مقتدیٰ ہر ہر حرف اس کا مسلمانوں کا ایمان ہے ﴿لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ﴾[470][471] اس کی شان ہے، وہ خود فرماتا ہے ﴿ما اختلفتم فیہ من شیئ فحکمہ الی اللہ﴾[472] جس چیز میں تم مختلف ہو اس کا فیصلہ خدا کی طرف ہے۔

واعجباہ جب خدا ہی کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا تو کیا کوئی اور حکم وحاکم تلاش کر رکھا

پر کہ مہاجرین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کہنے پر اتفاق کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صادقین (سچے) رکھا ہے، پس لازم ہے کہ وہ اپنے اس کہنے میں بھی سچے ہوں۔ یہ ایک اچھا استنباط ہے جس کو ابن کثیر نے بیان کیا ہے اور علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق کے اندر اور دیگر علماء نے اپنی اپنی کتب کے اندر اس کو برقرار رکھا ہے۔

(468) الصواعق المحرقة، باب اول، فصل ثالث، کتب خانه مجیدیه، ملتان، ص ۱۹

(469) ترجمہ: تجھ پر لازم ہے کہ پہلے حصے کی لطافت کو دیکھے، شاید کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے کسی امر کو پیدا فرمائے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

(470) ترجمۂ کنزالایمان: باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔

(471) پ ۲۴، سورۃ حمٓ السجدة، آیت ۴۲

ہے الا ﴿لہ الحکم والیہ ترجعون o﴾[473][474] ﴿الیس اللہ باحکم الحاکمین﴾[475][476]

(472) پ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۱۰

(473) ترجمۂ کنزالایمان: اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

(474) پ ۲۰، سورۃ القصص، آیت ۸۸

(475) ترجمۂ کنزالایمان: کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں۔

(476) پ ۳۰، سورۃ التین، آیت ۸

الفصل الثالث فی الاحا دیث النبویة

والبوارق المصطفویة علیه وعلی آله الصلوة والتحیة

واضح ہواحادیثِ مرفوعہ اثباتِ تفضیلِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایسی کثرتِ محدودہ پرنہیں جن کے استقصا واستیعاب کی طرف دستِ طمع دراز کیا جائے ہم ان شاءاللہ تعالیٰ باب ثانی میں ایک جمِ غفیران میں سے ذکر کر کے استنز الِ رحمتِ الٰہی کریں گے قولاً وفعلاً سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرطرح بوضاحت تمام روشن وآشکارافرمادیا کہ جورتبہ شیخین کا دربارِالٰہی وبارگاہِ رسالت پناہی علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام میں ہے کسی کانہیں اور جس جلالتِ شان ورفعتِ مکان پر یہ سرفراز کسی کومیسر ومہیانہیں ہم یہاں صرف دانۂ ازخرمن وغنچۂ از گلشن (477) کے قبیل سے ان معدود حدیثوں پراقتصار کرتے ہیں جوافادۂ مقصود میں اصرح واوضح واجلی واسنی اورنظروفکر وتمہیدِ مقدمات وترتیبِ دلائل وتقصیرِ مباحث سے اغنی ہیں یا وہ جوفصولِ آتیۂ باب ثانی کے مقاصد سے جدا ہیں ناظرین والاتمکین ہنگامِ مطالعہ اس فصل اور تمام فصول آتیہ کے اس طرف بھی ضرورلحاظ رکھیں کہ ان دلائل وبینات سے افضلیتِ شیخین کانقش اس معنی پر کرسی نشینِ ثبوت ہوتا ہے جوہم تبصراتِ مقدمہ میں تقریر کرآئے یا وہ خیالاتِ خام نضجِ تام پاتے ہیں جوحضرات سنفضیہ نے حرارتِ جوشِ اوہام میں پکائے ایسانہ ہو کہ کسی جگہ اس تقریر سے غفلت ہواور ہمیں ہر دلیل پر شانہ ہلانے خواب سے جگانے کی ضرورت ہو۔

اور یہ بھی سن رکھا چاہئے کہ ہم کہ اسوقت مقامِ تحدیث میں ہیں ہمارے نزدیک وہ مضمون جسے چند صحابیوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بالفاظِ متقاربہ خواہ متحدہ روایت کیا چند حدیثیں ہیں مگر ہر صحابی کی روایت جداگانہ ذکر کرنا منجر بہ تطویل، لہذا غالبًا ہم نظمِ حدیث کے ذکر میں باتباعِ فقہا ایک ہی لفظ پراقتصار رکھیں گے اور شمارِ احادیث

(477) ترجمہ: کھلیان سے ایک دانہ اور پھولوں کے گلشن سے ایک کلی۔

کے لئے ہندسہ جداگانہ کی علامت اختیار کریں گے، اب کہ اس تمہید سے فراغت پائی ہاں اکنافِ عالم میں ندائے دلنواز کیجئے اوراطرافِ زمین میں صدائے جاں گداز دیجئے وہ دلنواز ندا جس سے اربابِ ارشاد کے دلوں کی کلیاں کھل جائیں اور وہ جاں گداز صدا جس سے اصحابِ عناد کے جگر ہل جائیں وہ دلنواز ندا کہ ابرِ بہاری بن کر چمنِ ہدایت میں پھول برسائے اور وہ جاں گداز صدا کہ گرجتی امنڈ کر خرمنِ ضلالت پر بجلیاں گرائے وہ دلنواز ندا جس میں اہلِ حق کے لئے فرحتِ ابدی کے سامان نکلیں اور وہ جاں گداز صدا جس سے ابنائے باطل کے کلیجے چار چار ہاتھ اچھلیں کہ ہاں اے بلبلانِ گلہائے باغِ رسالت وچاشنی خواہانِ شہدِ شیریں نبوت سر جھکائے آنکھیں بند کئے لب خاموش سب فراموش یہاں حاضر ہو، اے اہل بزم ہمہ تن گوش سراپا ہوش محو ومدہوش بن جاؤ خبردار کہ صدائے انفاس بھی تند ظاہر ہو کہ اس وقت اس بادشاہِ عرش بارگاہ کا فرمان واجب الاذعان پڑھا جاتا ہے کہ فرش تا عرش وسمک تا سماک جس کے زیرِ نگین، وہ تاجدارِ والا اقتدار جس کے سوا جہان وجہانیاں میں کوئی حاکم نہیں، وہ پاک ستھرا کلام جسکے سنے کو مرغانِ اولی اجنحه پر ڈالے ہوش سنبھالے سر بجیب ودم بخود تصویرِ بے جان ہو جاتے ہیں اور وہ جانفزا پیارا سخن جسے سنکر مریضانِ جاں بلب وتلخ عیشاں اجل طلب شفائے تازہ وحیاتِ بے اندازہ پاتے ہیں طوبےٰ طوبےٰ ہزار طوبےٰ اس خوش نصیب کو جو اس کے حضور گردنِ اذعان خم کرے اور وائے مصیبت وبلا وآفت اس حرمان مقدر کی جو اس سے سرتابی کر کے اپنی جانِ زار پر جفا وستم کرے الا فاستمعوا وانصتوا وامنوا و اذعنوا لعلکم ترحمون فبسم الله و بالله وتوکلا علی الله والی الله ترجعون۔(478)

حدیث اول ۱ :

امام ہمام جبل الحفظ بحر طام علامۃ الورٰی صاحب کتاب المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

(478) ترجمہ: خبردار کان لگا کر سنو اور خاموش رہو اور ایمان لاؤ

(بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

امیر المؤمنین فی الحدیث سیدنا محمد بن اسمعیل بخاری اور حافظِ اجل حبرِ اکمل ابو داؤد سلیمان بن اشعث سنجری بجستانی اور محدثِ کبیر عالمِ خبیر ابوالقاسم سلیمٰن بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باسانیدِ خودہا حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وھذا لفظ الطبرانی وھو اصرح فی الرفع قال ((**كنا نقول ورسول الله** صلی الله علیه وسلم **حی افضل هذه الامة بعد نبیها** صلی الله علیه وسلم **ابو بكر وعمر وعثمٰن فیسمع ذلك رسول الله** صلی الله علیه وسلم **فلا ینكره**))[479] یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے افضل اس امت کے بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر وعمر وعثمٰن ہیں، پس یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمعِ اقدس تک پہنچتی اور حضور انکار نہ فرماتے۔

حدیث دوم ۲:

عبد بن حمید اپنی مسند اور ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیسابوری صحیح مستدرک اور حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں اور حافظ محمود بن النجار بچند طرقِ اسناد سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((**ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بكر الا ان یكون نبی**))[480] نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا کسی شخص پر جو ابوبکر سے افضل ہو سوا نبی کے۔

فائدہ:

یہاں دو امر قابلِ لحاظ، جو اس حدیث اور اسکے ماورا میں اکثر بکار آمد ہونگے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ) اور یقین رکھو یہ امید کرتے ہوئے کہ تم پر رحم کیا جائے، اللہ کے نام سے اور اللہ سے مدد چاہتے ہوئے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

(479) المعجم الکبیر، عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہما، حدیث ۱۳۱۳۲، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۲۲۱/۱۲

(480) کنز العمال، فضائل ابو بکر الصدیق، حدیث ۳۲۶۱۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۵۴/۱۱

اولاً بلغا کا قاعدہ ہے جب کسی شے کی نفیٔ کلی مقصود ہوتی ہے اسے اسی قسم (کے) الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں کہ آفتاب ایسی چیز پر طالع نہ ہوا یا اس پر طلوع وغروب نہ کیا یا زیرِ سایۂ آسمان ایسا کوئی نہیں یا وجہِ ارض اس سے خالی ہے یا زمین نے نہ اٹھایا اور فلک نے سایہ میں نہ لیا کسی ایسے کو یا دن نہ چمکا اور رات نہ تاریک ہوئی اس پر اور مقصود ان سے بطریق اثباتِ لازم بثبوتِ ملزوم خواہ یوں کہئے کہ نفیٔ ملزوم بانتفاءِ لازم وہی سلب مطلق وعدم عام ہوتا ہے، پس حاصل یہ کہ زمانۂ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے آج تک بعد انبیا ومرسلین کے کوئی شخص ابوبکر سے افضل پیدا نہ ہوا۔

ثانیاً عرف دائر وسائر ہے کہ معنیٔ تفضیل کو نفیٔ افضل کے پیرایہ میں ادا کرتے ہیں کہتے یہ ہیں کہ فلاں شخص سے کوئی افضل نہیں اور مراد یہ کہ نہ اس سے کوئی بہتر نہ اس کا کوئی ہمسر بلکہ وہی سب سے خیر وبرتر اور شاید سِر اس میں یہ ہے کہ مساواتِ تامہ کلیہ حقیقیہ دو شخصوں میں کہ ہر وصف وہر نعت وہر خوبی وہر کمال میں کانٹے کی تول ایک سانچے کی ڈھال ہوں از قبیل محالِ عادی پس نفیٔ افضل افادۂ مقصود میں کافی تو معنیٔ حدیث یہ ہوئے کہ تمام جہاں میں انبیا ومرسلین کے بعد نہ کوئی صدیق سے امثل نہ کوئی انکا مثل ومثیل بلکہ وہی سائر مخلوق سے افضل۔

حدیث سوم ۳:

طبرانی سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((**ما طلعت الشمس علی احد منكم افضل من ابی بكر**))[481] تم میں کسی ایسے پر آفتاب نہ نکلا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

فائدہ:

اس حدیث کے لئے شواہدِ کثیرہ ہیں اور حافظ عماد الدین بن کثیر نے اس کی صحت

(481) المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث ۷۳۰۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۷۳/۵

کی طرف اشارہ فرمایا۔

حدیث چہارم ٤:

طبرانی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ((ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم قال ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتك بعدك ابو بكر)) [482] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی کہ بہتر آپ کی امت کے بعد آپ کے ابوبکر ہیں۔

حدیث پنجم ٥:

طبرانی معجم کبیر اور احمد بن عدی کامل میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور خیر البشر علیہ الصلوۃ والتحیۃ فرماتے ہیں ((ابو بكر خير الناس الا ان يكون نبی)) [483] ابوبکر سب آدمیوں سے بہتر ہیں سوا انبیا کے۔

حدیث ششم ٦:

حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ما صحب النبيين و المرسلين ولا صاحب يٰسٓ افضل من ابی بكر)) [484] انبیا و مرسلین کے جس قدر صحابی ہیں اور صاحب یٰس (یعنی حبیب نجار جنکا قصہ حق سبحانہ نے یٰس شریف میں ذکر فرمایا اور ان کا جنتی اور مکرم ہونا بیان کیا) ان میں کوئی صدیق سے افضل نہیں۔

(482) المعجم الاوسط، حدیث ٦٤٤٨، دارالکتب العلمیه ، بیروت، ١٨/٥

(483) الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، عکرمه بن عمار، حدیث ١٤١٢، دار الکتب العلمیه، بیروت ، ٤٨٤/٦

(484) کنز العمال، فضائل ابو بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه، حدیث ٣٢٥٦١، دارالکتب العلمیه ، بیروت، ٢٥٠/١١

حدیث ہفتم ٧:

دیلمی مسند الفردوس میں جناب امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی حضور اکرم الاکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ((اتانی جبریل فقلت من یهاجر معی قال ابو بكر وهو یلی امر امتك من بعدك وافضل امتك)) [485] یعنی جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام میرے پاس آئے میں نے کہا میرے ساتھ مدینۂ طیبہ کو کون ہجرت کرے گا عرض کیا ابوبکر اور وہ والی ہونگے امرِ امت کے بعد حضور کے اور وہ حضور کی تمام امت سے افضل ہیں۔

حدیث ہشتم ٨:

ابن عساکر حضرت مولی المسلمین اسد اللہ الغالب اور (٩) حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور افضل الانبیا علیہ افضل التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے ہیں ((خیر امتی بعدی ابو بكر وعمر)) [486] بہترین امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میرے ابوبکر وعمر ہیں۔

حدیث دہم ١٠:

حاکم کنی اور ابن عدی کامل اور خطیب تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سے) روایت کرتے ہیں حضرت خیر البریۃ علیہ الصلوۃ والتحیۃ کا ارشاد ہے ((ابو بكر وعمر خير الاولين والآخرين وخير اهل السمٰوٰت وخير اهل الارضين الا النبيين والمرسلين)) [487] ابوبکر وعمر بہترین سب اگلوں پچھلوں کے اور بہترین سب آسمان والوں سے اور بہترین سب زمین والوں کے سوا انبیا و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے۔

(485) کنز العمال، فضائل ابو بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه، حدیث ٣٢٥٨٥، دارالکتب العلمیه ، بیروت، ٢٥١/١١

(486) کنز العمال، فضائل ابو بکر وعمر، حدیث ٣٢٦٦٠، دارالکتب العلمیه ، بیروت، ٢٥٨/١١

(487) جمع الجوامع، حرف الهمزه، حدیث ١٢٤، دارالکتب العلمیه ، بیروت، ٣٩/١

حدیث یازدہم ۱۱:

ترمذی نے جامع اور ابن ماجہ نے سنن اور عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت کی وھذی روایۃابن الامام عن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجوھھم قال حدثنی ابی عن ابیه عن علی قال((**کنت عند النبی صلی اللہ** علیه وسلم **فاقبل ابو بکر وعمر فقال یا علی هذان سیدا کهول اهل الجنة وشبابها بعد النبیین والمرسلین**))(488) یعنی حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت حسن بن زید فرماتے ہیں مجھ سے میرے پدر بزرگوار حضرت زید بن حسن نے اپنے والد ماجد حضرت امام حسن انہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے تحدیث کی کہ جنابِ مرتضوی نے فرمایا میں خدمتِ اقدس حضور افضل الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابوبکر وعمر سامنے سے آئے حضور نے ارشاد فرمایا اے علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاو مرسلین کے۔

فائدہ:

یہی مضمون (۱۲) ترمذی نے جامع(489) اور ابویعلیٰ نے مسند(490) اور ضیا نے مختارہ(491) میں حضرت انس بن ملک اور (۱۳) ابن ماجہ نے سنن میں حضرت ابوجحیفہ(492) اور (۱٤) طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ(493) و (۱۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا(494) ترمذی

(488)مسند احمد حنبل،مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۰۲،دارالفکر،بیروت،۲/۱۷۴

(489)سنن ترمذی،ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی،۲/۲۰۷-۲۰۸

(490)مسند ابی یعلی ،معرفة العلوم و القرآن ، بیروت،۱/۳۰۴

(491)الاحادیث المختارة،مکتبه تحفة الحدیثیه،مدینه،۲/۱۶۷-۶/۲۴۴

(492)سنن ابن ماجه،ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی،ص ۱۱

(493) المعجم الاوسط،دار المعرفة ،ریاض،۲/۹۱

(494)المعجم الاوسط،دار المعرفة ،ریاض،۴/۳۵۹

حدیث انس کی تحسین کرتے ہیں تیسیر میں ہے حدیثِ علی کے رجال رجالِ صحیح ہیں اور بعض علمائے متاخرین نے اسے متواترات سے شمار کیا۔

حدیث شانزدہم ۱٦:

دارقطنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں من طریق ابن جریج عن عطاء عنه ((**ان النبی** صلی الله علیه وسلم **رأی ابا الدرداء یمشی امام ابی بکر فقال تمشی قدام رجل ما طلعت الشمس علی خیر منه**))(495) واخرجه **عم** فلم یذکر اسم من مشی امامه واللفظ عنده((**تمشی بین یدی من هو خیر منك**))(496)

(۱۷) وذکرہ **صو** عن ابی الدرداء قال((**رانی رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا امشی امام ابی بکر قال یا ابا الدرداء اتمشی امام من هو خیر منك ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر**)) قال ومن وجه آخر ((**اتمشی بین یدی من هو خیر منك فقلت یا رسول الله ابو بکر خیر منی قال ومن اهل مکة جمیعا قلت یا رسول الله ابو بکر خیر منی ومن اهل مکة جمیعا قال ومن اهل المدینة جمیعا قلت یا رسول الله ابو بکر خیر منی ومن اهل الحرمین قال ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء بعد النبیین والمرسلین خیرا وافضل من ابی بکر**))(497) خلاصۂ محصل روایات یہ کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا ارشاد فرمایا تو اس شخص کے آگے چلتا ہے جس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع

(495)کنز العمال،تالیفات اشرفیه،ملتان،۱۲/۲۲۴ (فی کنز العمال عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ)

(496)کنز العمال،کتاب الفضائل ،فضائل الشیخین ،حدیث ۳۶۱۰۷ ، دار الکتب العلمیه، بیروت ، ۱۳/۷

(497)کنز العمال، کتاب الفضائل،فضل الشیخین رضی الله تعالی عنهما،حدیث ۳۶۱۰۷، دارالکتب العلمیه ، بیروت، ۱۳/۷ (بالفاظ مختلفة والمعنی واحد)

نہ کیا اور ایک روایت میں ہے تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے آفتاب نے انبیا و مرسلین کے بعد کسی ایسے پر طلوع وغروب نہ کیا جو ابوبکر سے افضل ہو اور ایک میں یوں ہے کیا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے ابودرداء نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں فرمایا اور تمام اہل مکہ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ سے فرمایا اور تمام اہل مدینہ سے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ و مدینہ سے فرمایا آسمان نے سایہ نہ ڈالا کسی ایسے پر اور زمین نے نہ اٹھایا کسی ایسے کو جو انبیا و مرسلین کے بعد ابوبکر سے بہتر و افضل ہو۔

حدیث ھیجد ہم ۱۸:

.... (آگے بیاض ہے)(498)

(498) حدیث نمبر ۱۸ کی ہیڈنگ کے بعد نصف صفحہ سے زائد تک بیاض ہے۔

نـوٹ: امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندازِ تحریر سے محسوس ہوتا ہے کہ اس فصل میں کثیر احادیث سے افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثابت فرمایا ہے، مگر افسوس کہ ہمیں صرف سترہ احادیث ہی دستیاب ہوسکیں۔

باب دوم

خصائص و فضائل عجیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

فصل اول: جان نثاری وپروانہ واریٔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں:

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے حکمتِ کاملہ کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دینِ متین کی تائید واعانت اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت کے لئے پیدا کیا اور جنہیں زیادتِ فضل عطا کرنا منظور ہوا ان سے وہ کارہائے خطیر لئے کہ غیر سے نہ بن پڑے کسی کو سیاستِ بلاد وتدبیرِ جہاد ورعایتِ رعایا ونکایتِ اعدا میں وہ سلیقۂ کامل بخشا کہ جس کے زورِ بازو نے قاف تا قاف کفر سے صاف اور دین میں معمور کردیا رعیت نے جو اس کے سایۂ حمایت میں آرام پایا کبھی نہ پایا اس کے چہرۂ کمال کا غازۂ جمال ہوا کسی کو تجہیز جیش العسرہ، وقفِ بیررومہ، زیادتِ مسجد نبوی، فقرا کی خبر گیری میں ممتاز کیا اور عطیۂ بہیۂ ((ما علی عثمن ما فعل بعد ھذہ)) [499][500] صلہ میں دیا کسی کو جہادِ سنانی میں کمال بخشا کہ ضاد بدکفار کو قتل کیا، درِ خیبر سپر بنایا، اسد اللہ الغالب لقب پایا، فضلِ قضا میں ید طولیٰ ملا، ((اقضاھم علی)) کا تمغا ملا، کسی کو اصلاح ذات بین حقن دمائے فریقین پر مامور کیا، کہ ہزاروں مسلمانوں کی جانیں بچا کر خلعتِ سیادت لیا

ے ہر کس را بہر کاری ساختند   میل او اندر دلش انداختند [501]

مگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شریف ترین کار یعنی سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم پر جانثاری اور حضور کی شمعِ جمال پر پروانہ واری سے مخصوص فرمایا کہ لوگوں کے اعمالِ ہزار سالہ ان کی خدمتِ یک ساعت کو نہیں پہنچتے یہاں تک کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(499) ترجمہ: آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس پر مؤاخذہ نہیں۔

(500) ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان، حدیث ۳۷۲۰، دار الفکر، بیروت، ۵/۳۹۱

(501) ترجمہ: ہر کوئی اپنے کام کو خوبصورت بناتا ہے کہ لوگ اس طرف مائل ہوں لیکن اس کا (برا) کردار اس کی خوبصورتی کو گرا دیتا ہے۔

فرماتے ہیں ابوبکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے شب غارِ ثور کی شب اور روز روزِ ارتدادِ عرب اب ہم اپنے اس دعوی کو کہ مصائبِ شدیدہ واہوالِ منیفہ میں ابوبکر صدیق ہی نے نصرت وحمایت کو کام کیا اور اور کسی نے ساتھ نہ دیا دس وجہ سے ثابت کرتے ہیں۔

وجہِ اول:

امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حدیث جامع میں کہ سابق بالاستعاب مروی ہوئی فرماتے ہیں ((یرحمک اللہ یا ابابکر کنت الف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانسہ ومستر جعہ وثقتہ کنت احوطھم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدّقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین کذبہ الناس وواسیتہ حین بخلوا وقمت بہ عند المکارہ حین عنہ مقدواو صحبتہ فی الشدۃ)) [502] اے ابوبکر خدا آپ پر رحمت کرے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور ان کے مونس ومرجع کار معتمد علیہ محافظتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے برابر کوئی نہ تھا آپ نے ان کی تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا اور غمخواری کی جب اوروں نے بخل کیا مکروہات میں ان کی خدمت پر قائم ہوئے جب لوگ انہیں چھوڑ کر بیٹھ رہے اور مصیبتوں میں ان کا ساتھ دیا۔

وجہِ دوم:

ابتدائے اسلام میں جب کافروں کا نہایت غلبہ تھا اور وہ سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ایذا پہنچاتے اسوقت سوا صدیقِ اکبر کے اور کون سپر ہوتا تھا ہر طرح حضور کی حمایت کرتے جب بوجہ تنہائی وبیکسی وکثرتِ اعدا کے کچھ قابو نہ چلتا ایسی باتیں کرتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو جاتے آپ ان کی ضرب وایذا گوارا کرتے اور محبوب پر آنچ نہ آنے دیتے، عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

(502) البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۹۲۸، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۳/۱۳۸

گلوئے اقدس میں نماز پڑھتے میں چادر باندھ کر نہایت زور سے کھینچی ابوبکر نے آکر اس شقی کو دفع کیا اور فرمایا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس امر پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس کھلی نشانیاں اپنے رب سے۔ (503)

وجہِ سوم:

کفار نے ایک بار حضور کو یہانتک ایذا دی کہ غش آگیا ابوبکر نے کھڑے ہوکر ندا دی خرابی ہو تمہارے لئے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے کافر آپس میں بولے یہ کون ہے کہا ابوقحافہ کا بیٹا ہے دیوانہ۔ (504)

وجہِ چہارم:

مشرکین مسجد میں بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کا ان کے جھوٹے خداؤں کا برا کہنا ذکر کررہے تھے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے کافر آپ کی طرف آئے اور جب وہ کچھ دریافت کرتے آپ سچ فرماتے پوچھا کیا تم ہمارے خداؤں کو ایسا ایسا نہیں کہتے ارشاد ہوا کیوں نہیں کفار نے اکبارگی حضور پر حملہ کیا فریادی ابوبکر (کے) پاس آیا کہ اپنے یار کی خبر لو یہ مسجد میں آئے اور حال ملاحظہ کیا فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس روشن نشانیاں اپنے رب سے مشرکین حضور کو چھوڑ کر انہیں مارنے لگے جب مکان کو واپس آئے شدتِ ضرب سے بالوں کا یہ حال تھا کہ جدھر ہاتھ لگایا لٹیں ساتھ آگئیں اور وہ کہتے تھے برکت والا ہے تو اے ذوالجلال والاکرام۔ (505)

(503) صحیح البخاری، کتاب الفضائل، باب قول النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم ((لو کنت متخذا خلیلا)) حدیث ۳۶۷۸، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۲/۵۲۴

(504) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، باب خلافة ابی بکر، حدیث ۴۴۲۴، دارالمعرفة، بیروت، ۴/۱۱

(505) مسند ابی یعلی موصلی، مسند ابی بکر الصدیق، حدیث ۴۸، دارالکتب العلمیه، بیروت، ۱/۴۲

وجہِ پنجم:

وقتِ چاشت حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم خانۂ کعبہ کا طواف فرماتے تھے جب فارغ ہوئے کافروں نے چادرِ اقدس پکڑ کر کھینچی اور کہا تمہیں ہو جو ہمیں ان چیزوں سے منع کرتے ہو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے فرمایا میں ہی ہوں پس ابوبکر حضور کی پیٹھ کو چپٹ گئے اور کہا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ خدا کو اپنا رب بتائے اور وہ تو کھلی نشانیاں لایا ہے تمہارے پاس اپنے پروردگار سے اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر ہے جھوٹ اس کا اور جو سچا ہے تو تمہیں پہنچے گی بعض وہ چیز جس کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے بے شک خدا راہ نہیں دکھاتا فضول خرچ بڑے جھوٹے کو باآواز بلند یہ کہتے جاتے تھے اور آنکھیں بہ رہیں تھیں یہاں تک (کہ) کفار نے حضور کو چھوڑ دیا۔ (507)

وجہِ ششم:

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو مجھے بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے کہا: آپ، فرمایا: خبردار ہو میں جس کے مقابلہ میں میدان میں آیا اس سے آدھا رہا ولیکن مجھے بتاؤ سب آدمیوں سے زیادہ بہادر کون ہے بولے ہمیں نہیں معلوم آپ بتایئے فرمایا ابوبکر بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے حضور کو پکڑا تھا اور وہ کہتے جاتے تھے تمہیں ہو جس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کردیا جناب امیر فرماتے ہیں سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی پاس نہ گیا سوا ابو بکر کے کہ اسے مارتے تھے اور اس نے............ اور کہتے تھے خرابی ہو تمہارے لئے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے پھر جناب مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چادر شریف منہ پر رکھ کر اس

(507) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابو بکر الصدیق، دارالفکر، بیروت ۳۰/۵۴

قدر روئے کہ ریش اقدس تر ہوگئی پھر فرمایا ابوبکر بہتر ہیں یا مومنِ آل فرعون ☆ لوگ چپ ہو رہے فرمایا کیا مجھے جواب نہیں دیتے سو خدا کی قسم ابوبکر کی ایک گھڑی مؤمن آلِ فرعون کی تمام سعی سے بہتر ہے وہ ایک مرد تھا جس نے اپنا ایمان چھپایا اور انہوں نے ظاہر وآشکارا فرمایا۔(508)

وجہِ ہفتم:

جب صرف انتالیس ۳۹ مسلمان تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور یہ پہلے خطیب تھے جنہوں نے خدا ورسول کی طرف دعوت کی، کافر نہایت ضربِ شدید سے پیش آئے پاؤں سے پامال کیا عتبہ بن ربیعہ نے سخت بے ادبیاں کیں، چہرہ کی چوٹ سے ناک منہ پہچانے نہ جاتے تھے لوگوں کو ان کے مرنے میں کچھ شک نہ رہا کپڑے میں لپیٹ کر گھر اٹھالائے دن بھر بات منہ سے نہ نکلی آخر نہار میں کلام کیا تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ان کے باپ اور اوراقارب ملامت

☆ مومن آل فرعون وہ صاحب تھے جنہوں نے درپردہ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لاکر ان کی حمایت کی اور کلام اللہ شریف میں ان کا قصہ اور یہ قول (کہ) فرعون وملاء فرعون سے کہا تھا، نقل فرمایا﴿**اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاء کم بالبینٰت من ربکم**﴾(509)(510) غرض امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہے کہ رسول کی حمایت اور کفار سے اس قول کے کہنے میں دونوں شریک تھے مگر ترجیح کسے ہے؟ جب ملاحظہ فرمایا کہ لوگ جواب نہیں دیتے خود تفضیل وترجیحِ ابوبکر ارشاد فرمائی۔منہ

(508) البحر الزخار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۷۶۱، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۳/۱۴

(509) ترجمۂ کنز الایمان: کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے۔

(510) پ ۲۴، سورۃ المؤمن، آیت ۲۸

کرنے لگے اور برا بھلا کہا یعنی اپنا تو یہ حال ہے اور اس وقت میں بھی انہیں کا خیال ہے ان کی ماں سے کہا انہیں کچھ کھلاؤ پلاؤ انہوں نے تنہائی میں نہایت الحاح کیا آپ نے یہی جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ماں نے کہا خدا کی قسم مجھے تمہارے یار کا حال نہیں معلوم فرمایا ام جمیل بنت خطاب (کے) پاس جاکر پوچھو، ام الخیر، ام الجمیل (کے) پاس گئیں اور ان سے کہا ابوبکر تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کا حال پوچھتا ہے انہوں نے براہِ احتیاط چھپایا اور کہا نہ میں ابوبکر کو پہچانوں نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ، ہاں اگر تم یہ چاہو کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے (کے) پاس چلوں تو میں ایسا کروں، ام خیر نے کہا ہاں ام جمیل آئیں، صدیق اکبر کو دیکھا........ پڑے ہوئے ہیں، ام جمیل نے نزدیک جاکر آواز بلند کی اور کہا یہ لوگ تم سے اس طرح پیش آئے اہلِ فسق ہیں مجھے امید ہے کہ خدا تمہارا بدلہ ان سے لے، ان کا تو وہی کلام تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے، ام جمیل نے کہا تمہاری ماں سن رہی ہے وہ اس وقت تک ایمان نہ لائی تھیں خوف ہوا مبادا مشہور کردیں، صدیق اکبر نے فرمایا ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کرو، کہا صحیح وسالم ہیں، کہا کہاں تشریف رکھتے ہیں، کہا دار الارقم میں، کہا میں نے قسم کھائی ہے جب تک حضور کو نہ دیکھ لوں گا کچھ نہ کھاؤں پیوں گا، بالآخر جب رات کو سب سو رہے اور پہچل موقوف ہوئی، اپنی والدہ اور ام جمیل پر تکیہ لگا کر محبوب کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھتے ہی پروانہ وار شمعِ رسالت پر گر پڑے اور بوسہ دینے لگے اور صحابہ بے تاب ہوکر ان پر گر پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے نہایت رقت فرمائی، ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر قربان میرے ساتھ جو کیا کیا مجھے اس کا کچھ غم نہیں یعنی جب حضور کو سلامت پایا تو اپنے مصائب کی فکر کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔(511)

وجہِ ہشتم:

امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: روز بدر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(511) المعجم الاوسط، حدیث ۷۳۰۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۲۷۳

کے لئے ایک عریش تیار کیا تھا پھر آپس میں کہا ایسا ہم میں کون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور کی محافظت کرے تا (کہ) کوئی مشرک آپ کو ضرر نہ پہنچائے سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا سوا ابوبکر کے کہ شمشیر برہنہ کئے حضور کے پاس کھڑے تھے اور مشرکین سے جو کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتا اسے دفع کرتے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ملائکہ نے ابوبکر صدیق کے اس فعل پر مباہات کئے اور آپس میں کہا نہیں دیکھتے ابوبکر صدیق کو عریش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ (512)

وجہِ نہم:

جب شبِ ہجرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کفار سے پوشیدہ شب کو برآمد ہوئے ابوبکر ہمراہ تھے کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں، حضور نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر یہ کیا کرتے ہو، عرض کیا: یارسول اللہ جب یہ خیال آتا ہے مبادا کوئی کمین میں بیٹھا ہو تو حضور کے آگے چلتا ہوں جب یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید لوگ پیچھے آتے ہوں تو پسِ پشت اور کبھی دہنے کبھی بائیں، کافروں کی جانب سے مجھے حضور پر اطمینان نہیں پس شب بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پنجوں کے بل راہ چلے یعنی کہ تا نشانِ قدم سے سراغ نہ لگے یہاں تک کہ پائے اقدس ورم کر گئے جب صدیق اکبر نے یہ کیفیت دیکھی حضور کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے دوڑے یہاں تک کہ غارِ ثور تک لائے پھر حضور کو اتار کر عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا حضور غار میں تشریف نہ لے جائیں جب تک میں نہ جاؤں کہ اگر اس میں کوئی چیز ہو تو پہلے میری ہی جان پر آئے جب غار میں گئے وہاں کچھ نہ دیکھا حضور کو اٹھا کر اندر لے گئے اور غار میں سوراخ تھا جس میں سانپ اور اژدھے تھے دلدادۂ

(512) کنز العمال، تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۱۲/۳۳۵
☆ سیرت حلبیہ، دارالمعرفۃ، بیروت، ۲/۱۶۶
☆ الریاض النضرۃ، چشتی کتب خانہ، فیصل آباد، ۲/۲۳

جاناں کو خوف ہوا مبادا اس میں سے کوئی چیز نکل کر محبوب کو ایذ پہنچائے اپنا پاؤں سوراخ میں رکھ دیا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمایا ادھر سانپوں اور اژدھوں نے کاٹنا اور سر مارنا شروع کیا صدیق اکبر نے اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے مطلق حرکت نہ کی یہاں تک کہ آنسوان کے شبنم وار گل بستان اصطفا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر پڑے حضور کی آنکھ کھل گئی ارشاد ہوا اے ابوبکر کیا ہے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے سانپ نے کاٹا حضور نے لعابِ دہنِ اقدس لگا دیا تکلیف زائل ہوئی آخر عمر میں اس نے عود کیا اور سببِ شہادت ہوا، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے شبِ غار صدیق اکبر نے عرض کیا یارسول اللہ پہلے مجھے جانے دیجئے کہ اگر سانپ یا کوئی اور چیز ہو تو پہلے مجھے پہنچے فرمایا جاؤ پس گئے اور بہ سبب تاریکئ غار کے اپنے ہاتھوں سے تلاش کرنے لگے جہاں کہیں سوراخ پایا اپنے کپڑے پھاڑ کر اس میں رکھ دئے یہاں تک کہ تمام کپڑے سوراخوں میں بھر دیئے ایک سوراخ باقی رہ گیا اس پر اپنی ایڑی رکھ دی اور حضور سے عرض کیا تشریف لائیے پس جب صبح ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کپڑے تمہارے کہاں ہیں اے ابوبکر انہوں نے جو کیا تھا سمعِ اقدس تک پہنچایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر جنابِ باری (میں) دعا کی، الٰہی ابوبکر کو قیامت کے دن میرے جنت کے درجے میں میرے ساتھ کر حضور کو وحی آئی کہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ (513) مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں ((ان اللہ ذم الناس کلھم ومدح ابا بکر فقال﴿الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا﴾ (514)(515) یعنی اللہ جل جلالہ (نے) سب لوگوں کی مذمت فرمائی اور ابوبکر کی مدح و

(513) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۳۰/۸۰
(514) پ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۴۰
(515) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۳۰/۹۱

ستائش، کہ فرماتا ہے الا تنصروه الآیۃ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو اللہ نے اس کی مدد کی جب اسے نکال دیا کافروں نے، دوسرا ان دو کا جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے بارے کہتا تھا غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وجہِ دہم:

جب غار سے نکلے دن رات جاگتے گذرا یہاں تک کہ ٹھیک دو پہر ہو گیا صدیق نے تلاشِ سایہ میں نظر دوڑائی ایک چٹان (پر) نظر پڑی اس کی طرف گئے دیکھا کچھ سایہ باقی ہے وہاں زمین کو صاف و ہموار کر کے حضور کیلئے بچھونا بچھا دیا اور عرض کیا یارسول اللہ آرام فرمایئے حضور نے استراحت فرمائی یہ کفار کو دیکھنے نکلے کہ مبادا آنہ پہنچے ہوں اسی اثنا میں ایک چرواہے (کے) پاس بکریاں دیکھیں تھن صاف کرا کے دودھ دھوایا پھر اس میں پانی ملایا کے نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا، پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے حضور جاگ چکے تھے عرض کیا نوش فرمایئے، صدیق اکبر فرماتے ہیں حضور نے یہاں تک پیا کہ میرا جی خوش ہو گیا پھر کوچ کیا کفار در پے تھے سراقہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے قریب حضور کے پہنچ گئے کہ نیزہ دو نیزہ یا تین نیزہ کا فرق رہ گیا صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ دوڑنے ہمیں پکڑ لیا فرمایا غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے جب سراقہ اور قریب ہو گئے کہ ان کا گھوڑا ہی بیچ میں فاصل تھا صدیق نے پھر وہی کلمہ عرض کیا اور رونے لگے حضور نے ارشاد فرمایا کیوں روتے ہو عرض کیا خدا کی قسم میں اپنی جان کے لئے نہیں روتا لیکن حضور کے غم سے روتا ہوں۔[516]

الغرض ہر وقت و ہر حال میں اس یارِ غار نے حقِ جانثاری کماینبغی ادا کیا اور نہایت سخت سخت مصیبتوں میں اور بیکسی اور تنہائی کے وقتوں میں حضور کا ساتھ دیا اور یہ سب

(516)صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ،فصل فی ہجرتہ علیہ السلام، ذکر وصف قدوم المصطفی و اصحابہ الخ ، حدیث ۶۲۴۸ ،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۶۴/۸

مضامین احادیثِ معتبرہ سے ثابت ہیں۔

فقد اخرج **البخاری** فی صحیحہ عن عروۃ من الزبیرقال ((سألت عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالی عنهما من اشد ما صنع المشركون برسول الله صلی الله علیه وسلم قال رأیت عقبة بن ابی معیط جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یصلی فوضع ردائه فی عنقه فخنقه به خنقا شدیدا فجاء ابو بكر حتی دفعه عنه فقال اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله وقد جاء كم بالبینات من ربكم))[517][518]

الحاكم عن انس بن مالك رضی الله عنه قال ((لقد ضربوا رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی غشی علیه فقام ابو بكر فجعل ینادی ویقول ویلكم اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله قالوا من هذا قالواهذا ابن ابی قحافة المجنون))[519][520]

ابو عمرو فی الاستیعاب عن اسماء بنت ابی بكر رضی الله عنهما ((انهم قالوا لها ما اشد ما رأیت المشركین بلغوا من رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت كان المشركون قعودا فی المسجد فتذاكروا رسول الله صلی الله علیه وسلم وما یقول فی اٰلهتهم فبیناهم كذالك اذ دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم المسجد فقاموا الیه وكا ن اذا سألوه عن شئی صدقهم فقالوا الست فی اٰلهتنا

(517)اس حدیث کا ترجمہ وجہ دوم میں گذر گیا ہے۔

(518)صحیح البخاری، کتاب الفضائل،باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو کنت متخذا خلیلا،حدیث ۳۶۷۸،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۵۲۴/۲

(519)اس حدیث کا ترجمہ وجہ سوم میں گذر گیا ہے۔

(520)المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ،باب خلافۃ ابی بکر، حدیث ۴۴۲۴ ، دارالمعرفۃ،بیروت،۱۱/۴

كذا وكذا قال بلى فنثبوا به باجمعهم فاتى الصريخ الى ابى بكر فقيل له ادرك صاحبك فخرج ابو بكر حتى دخل المسجد فوجد رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس مجتمعون عليه فقال ويلكم اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله وقد جاء كم بالبينا ت من ربكم قالت فلهو ا عن رسو ل الله صلى الله عليه وسلم واقبلوا على ابى بكر يضربونه قالت فرجع الينا لا يمس شيئا من غدائره الا جا ء معه وهو يقول تباركت يا ذوالجلال والاكرام))[521][522]

وروى عن عمر و بن العاص رضى الله عنه قال((ما تنوول رسول الله صلى الله عليه وسلم بشئى كان اشد من ان طاف بالبيت ضحى فلقوه حين فرغ فاخذوا بمجامع ردائه وقالو انت الذے تنهانا عما كان يعبد آباؤنا قال انا ذاك فقام ابو بكر فالتزمه من ورائه ثم قال ﴿اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله وقد جائكم بالبينات من ربكم ط ان يک كاذبا فعليه كذبه ج وان يک صادقا يصبكم بعض الذى يعدكم ط ان الله لا يهدى من هو مسرف كذابo﴾ رافعا صوته بذالك وعيناه تسيحان حتى ارسلوه))[523][524]

واخرج البزارفى مسنده عن على رضى الله عنه ((انه قال اخبرونى من اشجع قالو انت قال اما انى ما بارزت احدا الا انتصفت منه ولكن اخبرونى باشجع الناس قالو لا نعلم فمن قال ابو بكر انه لما كان يوم بدر جعلنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم عريشا فقلنا من يكون مع رسول الله صلى الله

(521)اس حدیث کا ترجمہ وجہ چہارم میں گذر گیا ہے۔

(522)مسند ابی یعلی موصلی،مسند ابی بکر الصدیق،الحدیث ۴۸،دارالکتب العلمیہ،بیروت، ۴۲/۱

(523)اس حدیث کا ترجمہ وجہ پنجم میں گذر گیا ہے۔

(524)تاریخ دمشق لابن عساکر،ابو بکر الصدیق،دارالفکر،بیروت، ۵۴/۳۰

عليه وسلم لئلا هوى اليه احد من المشركين فوالله ما وفا منا احد الا ابو بكر شاهدا بالسيف على راس رسو ل الله صلى الله عليه وسلم لا يهوى اليه احد الا هوى اليه فهذا اشجع الناس قا ل على ولقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذ به قريش فهذا يجوء ه وهذايتلقاه وهم يقولون انت الذى جعلت الآلهة الٰها واحدا قال فوالله ما وفا منا احد الا ابو بكر يضرب هذا ويجوء هذا ويتلقا هذا وهو يقول ويلكم اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله ثم رفع على بردة كانت عليه فبكى حتى اخضلت ا لحية ثم قال امؤمن أل فرعون خير ام ابو بكر فسكت القوم فقال الا تجيبوا نى فوالله لساعةابى بكر خير من مثل أل فرعون ذلك رجل كتم ايمانه وهذا رجلا اعلن ايمانه))[525][526]

فى رياض النضرة عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت ((لمااجتمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانو ا تسعة وثلثين رجلا الح ابو بكر على رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الظهور فقال يا ابا بكر انا قليل فلم يزل يلح على رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم وتفرق المسلمون فى نواحى المسجد وقام ابو بكر فى الناس خطيبا و رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس وكان اول خطيب دعا الى الله عزوجل والى رسوله صلى الله عليه وسلم وثار المشركون على ابى بكر وعلى المسلمين فضربوهم فى نواحى المسجد ضربا شديدا ووطى ابو بكر وضرب ضر با شديدا ودنا منه الفاسق عتبة بن ربيعة فجعل يضربه بغلين مخصوفتين ويخرقهما بوجهه واثر ذلك حتى ما يعرف انفه من وجهه وجاء ت بنو تيم فدخلو االمسجد وقالوا والله

(525)اس حدیث کا ترجمہ وجہ ششم میں گذر گیا ہے۔

(526)البحرالزخار،مسندعلى بن ابى طالب،حديث ۷۶۱ ،مكتبةالعلوم والحكم، المدينة المنورة، ۱۴/۳

لئن مات ابو بکر لتقتلن عتبة ورجعوا الی ابی بکر فجعل ابو قحافة وبنو تیم یتکلمون ابا بکر حتی اجابھم فتکلم أخر النھار ما فعل رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنالوہ بالسنتھم وعذلوہ ثم قاموا وقالوالام الخیر بنت صخرانظری ان تطعمیہ شیئا او تسقیہ ایاہ فلما خلت بہ والحت جعل یقول ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت و اللہ ما لی علم لصاحبك فقال اذھبی الی ام جمیل بنت الخطاب فاسأ لیھا عنہ فخرجت حتی جاء ت ام جمیل فقالت ان ابا بکر لیسألك عن محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ قالت ما اعرف ابا بکر ولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ وان تجئ ان امضی معك الی ابنك فعلت قالت نعم فمضت معھا حتی وجدت ابا بکرصریعاً دنفاً فدنت منہ ام جمیل واعلنت با لصباح وقالت ان قوما نالوا منك ھذا لاھل الفسق وانی لارجواان ینتقم اللہ لك قا ل ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت ھذہ امك تسمع قال فلا عین علیك منھا قالت سالم صحیح قال فاین ھو قالت فی دار الارقم قال فان للہ علی الیّتہ ان لا اذوق طعاما ولا شرابا او آتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامھلتا حتی اذا ھد أت الرجل وسکن الناس خرجتھا بہ یتکئ علیھما حتی ادخلناہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت فانکب علیہ فقبلہ وانکب علیہ المسلمون ورق لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقة شدیدة فقال ابو بکر بابی انت وامی لیس فی مانا ل الفاسق من وجھی ھذہ امی بر ۃ بوالدیھا وانت مبارك فادعھا الی اللہ تعالی وادع اللہ عزوجل لھا عسی ان یستقذ ھا بك من النار فدعا لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت فاقامو ا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شھرا وھم تسعة و ثلثون رجلا وکان اسلام حمزة یوم ضرب ابو بکر))[527][528]

---

(527)اس حدیث کا ترجمہ وجہ ہفتم میں گذر گیا ہے۔

(528)الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ،الباب الاول،ذکر اسلام امہ ام الخیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت،الجزء ١ ،ص٧٥

البزار عن علی کرم اللہ تعالی وجھہ (یہاں بیاض ہے)۞

ابن عساکر عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالی عنہ قال((تباشرت الملئکة یوم البدر فقالوا اما ترون ان ابا بکر الصدیق مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العریش))[529][530]

عن حلبة بن محصن قال ((قلت لعمر بن الخطاب انت خیر من ابی بکر فبکی وقال واللہ لیلتہ من ابی بکر ویوم خیر من عمر عمر ھل لك ان احدثك عن لیلتہ ویومہ قال قلت نعم یا امیر المؤمنین قال اما لیلتہ[531] فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھاربا من اھل مکة خرج لیلا فتبعہ ابو بکرفجعل یمشی مرة امامہ و مرة خلفہ ومرة عن یمینہ ومرة عن یسارہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذا یا ابا بکر من فعلك قال یا رسول اللہ اذکر الرصد فاکون امامك واذکر الطلب فاکون خلفك ومرة عن یمینك و مرة عن یسارك لا امن علیك قال فمشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة علی اطراف اصابعہ حتی حفیت رجلہ فلما رأھا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ انھا قد حفیت حملہ علی کاھلہ جعل یشتد بہ حتی اتی بہ فم الغارفانزلہ ثم قال لہ

۞ یہاں دوسطر تک بیاض ہے۔

(529)اس حدیث کا ترجمہ وجہ ہشتم میں گذر گیا ہے۔

(530)تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر،دار احیاء التراث العربی،بیروت،٣٠/٩٦

(531)ترجمہ:حلبہ بن محصن سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ ''میں نے عمر بن خطاب سے عرض کی کہ آپ ابوبکر سے بہتر ہیں (یہ سنناتھا کہ)وہ رو پڑے،اور ارشاد فرمایا اللہ کی قسم ابوبکر کی ایک دن اور ایک رات عمر کی تمام زندگی سے بہتر ہے،کیا تجھے یہ پسند ہے کہ ان کی اس رات اور دن کے بارے میں میں تجھ سے گفتگو کروں،راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی:جی ہاں اے امیر المؤمنین،ارشاد فرمایا: بہر حال ابو بکر کی رات......(باقی روایت کا ترجمہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے وجہ نہم میں ذکر کر دیا ہے)

والذی بعثك بالحق لا تدخله حتى ادخله فان كان فيه شئی نزل بی قبلك فدخل فلم یری شیأ فحمله فادخله وكان فی الغار فرق فيه حيات وافاعی فخشی ابو بكر ان يخرج منهن شئی فيو ذی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فالقمه قدمه فجعلن يضربنه وتلسمه الحيات والافاعی وجعلت دموعه تنحدررسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول له يا ابا بكر ﴿ لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته ﴾الاطمانيةلابی بكر فهذه ليلة))الحدیث[532]

وروی رزین عن امیر المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہ قریبا من ذلك وقال فیہ ((ثم قال لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ادخل فدخل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ووضع راسه فی حجره ونام فلدغ ابو بكر فی رجله من الحجر ولم يتحرك مخافةان ينتبه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت دموعه علی وجه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لك يا ابا بكر قال لدغت فداك ابی وامی فتفل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فذاهب ما يجد ثم انتقض عليه وكان سبب موته))[533][534]

عن انس بن مالک قال((لماكانت ليلة الغار قال ابو بكر يا رسول الله دعنی فلادخل قبلك فان كانت حية او شئی كانت بی قبلك قال ادخل فدخل ابو بكر فجعل يلمس بيديه فكلما رأی حجرا قال بثوبه فشقه ثم القمه الحجر حتی فعل ذلك بثوبه اجمع وبقی حجر فوضع عليه عقبه وقال ادخل

(532)تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر،الرقم۳۳۹۸،ابو بکر الصدیق،دار الفکر، بیروت،۳۰/ ۸۰

(533)اس حدیث کا ترجمہ وجہ نہم میں گذر گیا ہے۔

(534)مشکلۃ المصابیح، کتاب المناقب ،باب مناقب قریش،باب مناقب ابی بکر الصدیق، حدیث ۶۰۳۴،دار الفکر، بیروت،۳/۳۳۸

فلما اصبح قال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاين ثوبك يا ابا بكر فاخبره بالذی صنع فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم يديه فقال اللهم اجعل ابا بكر معی فی درجتی يوم القيامة فاوحی الله اليه ان استجاب الله لك))[535][536]

البخاری و المسلم عن البراء بن عازب فی حدیث طویل قال فیہ((فقال ابو بكر خرجنا فادلجنا فاحيينا يومنا وليلتنا حتی اظهرنا وقام قائم الظهيرة وضربت ببصری هل اری ظلا فادی اليه فاذا انا بصخرة فاهويت اليها فاذا بقية ظلها فسويته لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وفرشت له فروة وقلت اضطجع يا رسول الله فاضطجع ثم خرجت انظر هل اری احدامن الطلب فاذا انا براعی غنم فقلت لمن انت يا غلام فقال لرجل من قريش فسماه فعرفته فقلت هل فی غنمك من لبن قال نعم قلت وهل انت حالب بی قال نعم قال فامرته فاعتقل شاة منها ثم امرته فنقضضرعها فحلب مكثبة ثم صببت الماء علی القدح حتی برد اسفله ثم اتيت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فوافيته قد استيقظ فقلت اشرب يا رسول الله فشرب حتی رضيت ثم قلت الم يأن للرحيل فارتحلنا والقوم يطلبون فلم يدركنا منهم الا سراقة بيننا وبينه قدررا مح او رمحين او ثلثة قلت يا رسول الله هذا ء الطلب قد لحقنا فقال لا تحزن ان الله معنا حتی اذا دنی فكان بيننا وبينه فرس له فقلت يا رسول الله هذا الطلب قد لحقنا وبكيت قال لم تبكی قال قلت اما والله لا ابكی علی نفسی ولكن ابكی عليك فدعا عليه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم))الحدیث۔[537][538]

(535)اس حدیث کا ترجمہ وجہ نہم میں گذر گیا ہے۔

(536)حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المھاجرین، ذکر ابی بکر صدیق، حدیث ۷۱ ،دارالکتب العلمیہ ، بیروت، ۱/ ۶۷

(537)اس حدیث کا ترجمہ وجہ دہم میں گذر گیا ہے۔

(538) صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ،فصل فی ہجرتہ علیہ السلام، ذکر وصف قدوم المصطفی و اصحابہ الخ ، حدیث ۶۲۴۸ ،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۸/۶۴

جبکہ تعدادِ وجوہ وسردِ احادیث سے فراغت پائی تو اب وقت وہ آیا کہ عنانِ قلم اتمام تقریب (کی) طرف پھیری جائے۔

فاقول وباللہ التوفیق ہر مسلمان بلکہ ہر عاقل کو جس طرح وجوب وجود توحید الٰہی کا اذعانِ تام حاصل ہے ویسا ہی اس امر پر یقینِ کامل ہے کہ کارخانۂ تقدیر ازلی ایک بڑے حکیم جلیل الحکمۃ کی صنعت ہے جس کے سراپردۂ اتقان ومتانت کے گردفضول ولایعنی کو ہرگز بار نہیں جو کام کرتے ہیں عینِ حکمت ہوتا ہے اور جو تقدیر فرماتے ہیں سراپا مصلحت ﴿**صنع اللہ الذی اتقن کل شئی**﴾ [539][540] مالک مختار ہیں مگر کبھی تفضیلِ مفضول، ترجیحِ مرجوح روا نہیں رکھتے اور جس کام کی غایتِ اصلاح منظور ہوتی ہے ہرگز غیر الیق کے ہاتھ میں نہیں دیتے ہاں جس معاملہ کوخراب وتباہ کرنا چاہتے ہیں اس کا ولی امر ایسے ہی لوگوں کو کرتے ہیں جو شریر مفسد ہوں ورنہ صالحین سے سوا اصلاح کے کچھ نہیں ہوتا آیتِ کریمہ میں ﴿**حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ ط اللہ اعلم حیث یجعل رسٰلتہ**﴾ [541][542]

اور کریمۂ ﴿**ء انزل علیہ الذکر من بیننا**﴾ [543][544] ﴿**الیس اللہ باعلم بالشکرین**﴾ [545][546] اور احادیث میں ((**یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر**)) [547][548]

(539) ترجمۂ کنزالایمان: یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز۔

(540) پ ۲۰، سورۃ النمل، آیت ۸۸

(541) ترجمۂ کنزالایمان: جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا، اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

(542) پ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۲۴

(543) ترجمۂ کنزالایمان: کیا ان پر قرآن اتارا گیا ہم سب میں سے۔

(544) پ ۲۳، سورہ صٓ، آیت ۸

(545) کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو۔

(546) پ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۳

(حاشیہ 547 اور 548 اگلے صفحہ پر دیکھیں)

اور قولِ امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ((**ان یعلم اللہ فیکم خیرا یول علیکم خیارکم**)) [549][550]

اور واقعات میں خلافتِ خلفائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صورت اولیٰ اور کریمۂ ﴿**اذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمّرنٰھا تدمیرا**﴾ [551][552] ☆ اور حدیث ((**اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظروا الساعۃ**)) [553][554]

ودیگر احادیث اشراطِ ساعت وقربِ قیامت از اول وسفہا کے ریاست اور واقعۂ امارتِ باطلہ یزید پلید ومتجبر ہ مروانیاں صورتِ ثانیہ پر شاہد عادل ہے، اب خردخوردہ بین و

☆ **قولہ امرنا مترفیھا ای کثرناھم وجعلنا ھم ولاۃ لامر قالہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ** ۱۲ منہ [555]

(547) ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور مومنین ابوبکر کے سوا کا انکار فرماتے ہیں۔

(548) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، حدیث ۲۰۱۲ ، دار المعرفۃ، بیروت، ۲۰۱/۴

(549) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں خیر جانتا ہے لہٰذا تم پر تم میں سے بہتر کو خلیفہ بنائے گا۔

(550) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب ذکر خلافۃ النبوۃ ثلاثون سنۃ، حدیث ۴۷۵۲، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۲۳/۴

(551) ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوش حالوں پر احکام بھیجتے ہیں، پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں تو اس پر بات پوری ہوجاتی ہے، تو ہم اسے تباہ کرکے برباد کردیتے ہیں۔

(552) پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۶

(553) ترجمہ: جب معاملہ غیر اہل کے ہاتھ میں ہو تو قیامت کا انتظار کرو۔

(554) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سئل علماء، حدیث ۵۹، دار الکتب العلمیہ ، بیروت، ۳۷/۱

(555) ترجمہ: ہم ان کو کثرت سے نعمتیں دیتے ہیں اور ان کو معاملہ کا والی بناتے ہیں یہ قول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

عقل نکتہ چین اس نکتہ کے ملاحظہ اور وجوہ واحادیثِ مذکورہ کے مطالعہ کے بعد مضطرانہ غور وتأمل کرتی ہے کہ درحقیقت حافظ وناصر اپنے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا حضرت حق ہے جل مجدہ وعز جدہ۔ عالم اسباب میں کہ یہ کام دوسرے کے متعلق کریں دستِ تقدیر حکمت جلیلہ کے مطابق اسے اپنا جارحۂ فعل وآلۂ تصرف بناتا ہے فیضِ ازلی نے جو داعیۂ نصرت وحمایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلِ صدیق میں ڈالا اور مصائبِ ہائلہ وشدائدِ غائلہ میں انہیں بالتخصیص جارحہ اپنی حفظ وکفالت کا فرمایا آیا یہ داعیہ ڈالنا اور جارحہ بنانا محض جزافاً بے ملاحظۂ استعداد ولیاقت (تھا) یا بالقصد اس کام کے لئے اسے چنا جو اس کی قابلیت اور نیابتِ حفظ الٰہی کی صلاحیت نہ رکھتا تھا یا دوسرا شخص ان سے الیق وانسب جو ان سے بہتر اس کام کو انجام دیتا موجود تھا اسے چھوڑ کر ان کے سپرد کیا یا جب تک علم الٰہی نے صدیق اکبر کو سب سے زیادہ اس نیابت وآلیت کے قابل اور سب سے بڑھ کر رسول کا انیس ودمساز ومحرمِ راز وعاشق جانباز نہ ..... تھا ازل الآزال میں اس کارِ خطیر کے واسطے مخصوص نہ کیا تھا یا للمنصفین نجار جس کام کو باسلوب خوب انجام دینا چاہتا ہے سب تیشوں سے عمدہ تیشہ پسند کرتا ہے اور مبارز جب میدانِ قتال میں جولان کرتا ہے حتی الوسع شمشیرِ بے نظیر قبضہ میں لیتا ہے پھر حکمتِ الٰہی تو حکمتِ الٰہی ہے لیس مکنا شیئی وھو السمیع العلیم اب وجدانِ سلیم کی طرف مراجعت ضرور ہے کہ ایسے کام کی لیاقت میں کیا کیا درکار ہیں۔

اولاً: محبِّ ناصر کے صفات واخلاقِ نفسانیہ محبوبِ منصور کے عادات واوصاف سے غایت تشبہ ومماثلت بلکہ کمالِ اتحاد ویک رنگی پر واقع ہوں اُس کی رضا اِس کی رضا ہو اور جو اُسے ناپسند ہو اِسے مکروہ تاکہ محبوب اس سے مانوس ومالوف ہو اور وابستگیٔ تام پیدا کرے اور یہ بوجہ اسی اتحاد ویکجہتی کے ہر کام میں اس کی مرضی (کے) مطابق چلے ورنہ تخالفِ مزاج سبیلِ تنافر سے بنیانِ تناصر کو ازہم ریختہ کر دیتا ہے۔

ثانیاً: محبوب کو اس پر وثوق واعتمادِ تام حاصل ہو اور سب کاموں میں اسے اپنا مرجع بنائے پردہ تکلف درمیان سے بالکل اٹھ جائے ورنہ ایک ہاتھ سے تالی بجنا معلوم۔

ثالثاً: آتشِ محبت سینۂ محبّ میں اس درجہ مشتعل ہو کہ ماوراء اس کا نسیاً منسیاً اور اس کی ادنیٰ تکلیف پر اپنی جان دے دینا بطوع ورغبت گوارا ہو ورنہ جان نثاری سے معذور ہے اور آلۂ حفظِ اِلٰہ ہونا بہت دور۔

رابعاً: اسے صبر تام عطا فرمائیں کہ اہوال وشدائد اس کے زمامِ استقلال کو ہاتھ سے نہ لے جائیں۔

خامساً: شجاعت وہمت وجرأت وسخاوت الی غیر ذلك من الامور التی لا یخفی علی اللبیب[556] پس بالیقین ثابت ہو گیا کہ ابوبکر صدیق اللہ کے نزدیک چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپر ہونے کے لئے سب سے زیادہ لائق تھے، اور حضور کی غمگساری وراز داری واخلاقِ نفسانیہ میں عاداتِ کریمہ سے یک رنگی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہا درجہ کی شیفتگی میں کوئی ان کا مماثل نہ تھا اور جو انس ومیلان حضور کو ان سے تھا کسی سے نہ تھا اور جو اطمینان ووثوق ان پر تھا کسی پر نہ تھا یا لیت شعری[557] کیا ایسا شخص افضلِ امت اور قربِ الٰہی میں سب پر فائق اور جناتِ عدن میں سب کا سردار نہ ہو گا یا جو لوگ تفضیلِ صدیق میں مرتاب اور اذعان حق سے مرتاب ہیں مضامین اس فصل کے غیرِ صدیق کے لئے بھی ثابت کر دکھائیں گے وان ذلك لا یتأتی لھم بحمد اللہ ھذا ما الھمنی ربی ان ربی لذو فضل عظیم[558] کلام طویل ہے اور فرصت قلیل وقصیر اور مزاجِ سامعان کے ناز دامن گیر ورنہ ہم اس دلیل کو چند تقریبوں میں بیان کرتے وفیما ذکرنا کفایة لاولی النھی۔[559]

(556) ترجمہ: اس کے علاوہ اور چیزیں جو عقل مند پر مخفی نہیں۔ (557) ترجمہ: کاش مجھے علم ہوتا۔

(558) ترجمہ: اور بحمد اللہ وہ ایسے مضامین نہیں لا سکیں گے، یہ میرے رب نے مجھ پر ظاہر کیا ہے، بے شک میرا رب عظیم فضل والا ہے۔

(559) ترجمہ: جو ہم نے ذکر کیا وہ عقل والوں کے لئے کافی ہے۔

فصل[560]: دربارِ نبوت میں حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جاہ وثروت میں

قرآنِ عظیم ووحیِ حکیم باعلی نداء منادی کہ معاملہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین معاملۂ الٰہی ہے، اطاعت اس جناب کی اطاعتِ ربانی اور عیاذاً باللہ نافرمانی ان کی خدا کی نافرمانی جوان کا محبوب ومقبول ہے اللہ کا محبوب ومقبول اور جوان کا مخذول ومقہور ہے اللہ کا مقہور ومخذول، جسے جس قدر قرب ان سے حاصل اسی قدر حضرتِ حق سے واصل، اور جتنا ان سے دور اتنا ہی رحمت الٰہی سے مہجور اور اس معنی کا انکار نہ کرے گا مگر دشمن اسلام، اب حجابِ تعصب نگاہِ بصیرت سے اٹھا کر غور کرنا چاہئے کہ آیا دربارِ دربارِ نبوت میں جو قرب ووجاہت حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل ہے دوسرا بھی اس میں شرکت رکھتا ہے؟ جس قدر نگاہِ غامض کی جائے گی اسی قدر جاہ ومنزلتِ شیخین سب سے بلند وبالا نظر آئے گی اب ہم اس مضمون کو تیں وجہ سے ثابت کرتے ہیں جن سے حجتِ الٰہی قائم ہو جائے اور مخالف وموافق کو جائے تردد وانکار باقی نہ رہے **فیقول و باللہ التوفیق۔**

وجہ ۱:

مہاجرین وانصار واصحابِ سیدِ ابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلسِ ملائک وانس میں کوئی حضورِ والا کی طرف نگاہ نہ اٹھا سکتا سوا ابوبکر وعمر کے کہ یہ حضور کو دیکھتے اور حضور انہیں، **الترمذی عن انس** رضی اللہ عنہ((ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **کان یخرج علی اصحابہ من المھاجرین والانصار وھم جلوس وفیہ ابو بکر وعمر فلا یرفع الیہ احد منھم بصرہ الا ابو بکر وعمر فانھما کانا ینظران الیہ وینظر الیھما ویتبسمان الیہ ویتبسم الیھما**))[561][562]

(560) قلمی نسخہ میں اس فصل کے ساتھ دوم، سوم وغیرہ کچھ تحریر نہیں۔ نیز ذیل میں بیان کردہ وجوہات کی نمبرنگ بھی درج نہیں تھی بغرضِ تسہیل راقم نے افادہ کی ہے۔

(561) حضرت سیدنا صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکراتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے۔ (حدیث کا بقیہ ترجمہ عربی متن سے پہلے موجود ہے۔)

وجہ ۲:

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے اور یہ حضورِ والا کو دیکھ کر مسکراتے اور یہ معنی غایت ملاطفت ونہایت وجاہت سے مخبر اور حضرات شیخین سے مخصوص کما فی الحدیث المذکور۔

وجہ ۳:

عموماً مہاجرین اپنے نام سے پکارے جاتے اور صحابہ کرام سب کا نام لیتے عمر نے فرمایا عثمٰن نے کہا علی نے کہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر صدیق کہ یہ کنیت ولقب سے ذکر کئے جاتے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ان کو یاد فرماتے اور یہ بات فقیر نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ وہ ان وقائع کے مشاہد اور ان کے وجوہ واسباب پر مطلع تھے فضل صحابہ میں حضرت ابوالہیثم بن التیہان کا شعر گزرا۔ **ف وسمیت صدیقا الخ**[563] کہتے ہیں ہر صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور کوئی اس پر انکار نہیں کرتا سوا تمہارے کہ تمہیں صدیق کہا جاتا ہے۔

وجہ ٤:

اصحابِ کرام خدمتِ رسالت میں حلقہ باندھ کے بیٹھتے کہ مجلسِ اقدس مثل کنگن کے ہو جاتی اور ابوبکر صدیق اگر حاضر نہ ہوتے (تو) جگہ ان کی خالی رہتی اور کوئی اس میں طمع نہ کرتا جب آتے اپنی جگہ بیٹھ جاتے حضور والا ان کی طرف منہ فرماتے اور اپنی باتوں کا مخاطب انہیں ٹھہراتے اور لوگ سامع ہوتے۔

(562) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، حدیث ۳٦۸۸، دارالفکر، بیروت، ۵/۳۸٦

(563) کتاب کا جتنا حصہ ہمارے پاس ہے اس میں کہیں یہ شعر نہیں گزرا۔ جو فصلیں ہمارے پاس موجود نہیں ہیں شاید ان میں کہیں ذکر کیا گیا ہوگا۔

فقیر میگوید ؎ گرز مرغان خوش الحان ہمہ پر گشت چمن
جای بلبل بکنار گل خنداں سبز است [564]

اخرج ابن عساکر عن مجمع الانصاری عن ابیہ قال ((ان کانت حلقة رسول الله صلى الله عليه وسلم لتشتبك حتى تصير كالاسوار وان مجلس ابى بكر منها لفارغ ما يطمع فيه احد من الناس فاذا جاء ابوبكر جلس ذلك المجلس واقبل عليه النبى صلى الله عليه وسلم بوجهه والقى اليه حديثه ويسمع الناس)) [565][566]

وجہ ۵:

حضرت والا نے سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ مداح رسول ہیں اور موید بروح القدس، ارشاد فرمایا ((قلت فی ابی بکر شیئا قل حتی اسمع)) تم نے ابوبکر کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے پڑھو کہ ہم سنیں حسان نے یہ اشعار عرض کئے۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد — اطاف العدو به اذ صاعدا الجبل
وکان حب رسول الله قد علموا — من الخلائق لم یعدل به بدلا [567]

حضور نے یہاں تک خندہ فرمایا کہ نواجذ شریفہ ظاہر ہوگئے اور ارشاد ہوا اے حسان تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں رواہ ابن سعد عن الزہری والحاکم عن حبیب بن ابی حبیب

(564) فقیر کہتا ہے اگر چہ ہر قسم کے خوش الحان پرندوں سے چمنستان بھرا ہے لیکن پھول کے کنارے بلبل کی جگہ سرسبز وشاداب یعنی خالی ہے۔

(565) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(566) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، دارالفکر، بیروت، ۳/ ۲۹۳

(567) ترجمہ اشعار: بلند غار میں دو میں سے دوسرا اور جب وہ پہاڑ پر چڑھے تو دشمن اس کے ارد گرد پھر رہے تھے اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ تمام مخلوق جانتی ہے کہ ان کے برابر کوئی نہیں۔

وقد مر فی فصل الاحادیث۔ [568][569]

اقول: پُر ظاہر کہ خود مدحِ صدیق کی فرمائش کرنا اور برغبت تمام استماع پھر اس پر خندۂ سرور فرمانا غایتِ محبت ونہایتِ مرتبت کی دلیل ہے کہ غیر صدیق کے لئے ثابت نہیں۔

وجہ ٦:

ایک روز مجلس مقدس میں صدیق حاضر نہ تھے حضور نے ان کے آنے کی ان الفاظ سے خبر دی کہ اس وقت وہ آتا ہے کہ حق تعالی نے میرے بعد اس کا مثل نہ بنایا اور روزِ قیامت اس کی شفاعت مثل میری شفاعت کے ہوگی جب حاضر ہوئے حضور نے ان کے لئے قیام فرمایا اور پیشانیٔ صدیق پر بوسہ دیا اور گلے لگایا اور ایک ساعت انس حاصل کیا۔

وجہ ۷:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ کرام ایک چشمہ میں داخل ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے اپنے یار کی طرف پیرے سب صاحبوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر باقی رہ گئے پس خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق کی طرف شنا کی اور جا کر گلے لگایا اور فرمایا اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ دل میں سوا اس کے دوسرے کی جگہ نہ ہوتی تو ابوبکر کو بناتا ولیکن وہ میرا رفیق ہے فقد اخرج الطبرانی فی الکبیر وابن شاہین فی السنة عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما موصولا وابو القاسم البغوی وابن عساکر عن ابن ملیکة مرسلا قال ((وقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه غديرا فقال ليسبح رجل الى صاحبه فسبح كل رجل

(568) ترجمہ: اس کو ابن سعد نے زہری سے روایت کیا اور حاکم نے حبیب بن ابی حبیب سے روایت کیا اور یہ حدیث فصلِ احادیث میں گزر چکی۔

(569) الطبقات الکبری لابن سعد، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۳/ ۱۲۹

☆ کنز العمال، تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۱۲/ ۲۳۱

منهم الی صاحبه حتی بقی رسول الله صلی الله علیه وسلم وابو بکر فسبح رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ابی بکر رضی الله عنه حتی اعتنقه فقال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکنه صاحبی))[570][571]

وجہ ۸:

امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ثنائے صدیق میں فرماتے ہیں((اشرفهم منزلة واکرمهم علیه واوثقهم عنده))کما مر فی الحدیث الطویل[572] یعنی مرتبہ آپ کا سب سے بالا اور دربارِ نبوت میں وجاہت اور حضور کو آپ پر وثوق سب سے زیادہ تھا۔

وجہ ۹:

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا شیخین کی منزلت بارگاہِ رسالت میں کس قدر تھی فرمایا جواَب ہے کہ وہ دونوں حضور کے برابر لیٹے ہیں رواہ احمد وقد مر۔[573]

وجہ ۱۰:

اعظم دلائل سے یہ امر ہے کہ جب ان کا ذکر اور صحابہ کیساتھ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرِ شیخین کو مقدم فرماتے ان شاء اللہ تعالیٰ ثبوت کافی اس کا فصل..... میں آئے گا۔

وجہ ۱۱:

حجۃ الوداع سے پلٹتے میں خطبہ پڑھا اور بعد حمد وثنا ارشاد ہوا((ایها الناس انی ابابکر لم یسوء نی قط فاعرفوا له ذلك ایها الناس انی راض عن ابی بکر وعمر و عثمن وعلی وطلحة و زبیر و سعد و عبد الرحمن بن عوف والمهاجرین الاولین

(570)اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(571)تاریخ دمشق لابن عساکر،ابو بکر الصدیق،حدیث۳۳۹۸،دارالفکر، بیروت، ۱۵۲/۳۰

(572)تاریخ دمشق لابن عساکر،ابو بکر الصدیق،حدیث۳۳۹۸،دارالفکر، بیروت ، ۴۴۰/۳۰

(573)مسند امام احمد،۹۶/۴

فاعرفوا لهم ذلك))[574] رواہ الطبرانی عن سهل ،یعنی اے لوگو ابوبکر نے مجھے کبھی ملال نہ دیا سو یہ پہچان رکھو اس کے لئے اے لوگو میں راضی ہوں ابوبکر وعمر وعثمٰن وعلی وطلحہ وزبیر وسعد وعبدالرحمٰن بن عوف ومہاجرینِ اولین سے سو یہ پہچان رکھوان کے لئے۔

اقول: خطبۂ قریبِ وصال میں ذکرِ صدیق کو سب سے جدا فرمانا پھر سب کے ساتھ انہیں یاد دلانا پھر انکا ذکر سب پر مقدم کرنا دلیلِ تام ہے اس معنی پر کہ حضور کو جس قدر شانِ صدیق سے اعتنا تھا کسی سے نہ تھا اور جو عنایت ان کے اوپر مبذول تھی کسی پر نہ تھی۔

وجہ ۱۲:

جب روزِ فتح حضور داخلِ مکہ ہوئے ابوبکر صدیق نے اپنے والدِ ماجد کو حاضر کیا ارشاد ہوا اس پیر کو تم نے گھر ہی میں کیوں نہ چھوڑ دیا کہ ہمیں اس کے پاس جاتے صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ اسی کا حاضر ہونا لائق تھا پھر حضور نے ان کے سینے کو مسح کرکے ارشاد فرمایا مسلمان ہوجا مسلمان ہوگئے قال محمد بن اسحق ((فلما دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم مکة دخل المسجد فاتی ابو بکر رضی الله عنه بابیه یقوده فلما رأه رسول الله صلی الله علیه وسلم قال هلا ترکت الشیخ فی بیته حتی اکون انا آتیه فیه قال ابو بکر رضی الله عنه یا رسول الله هو احق یمشی الیك من ان تمشی انت الیه فاجلسه بین یدیه ثم مسح صدره ثم قال اسلم فاسلم))الحدیث[575][576]

اقول: یہ اعزاز واکرام ابوقحافہ کا ابوقحافہ کے لئے نہ تھا کہ وہ تو اس وقت مسلمان بھی نہ ہوئے تھے اور جب ہوئے تو طلقا سے تھے مہاجر نہ انصاری، غرض اس وقت تک اپنی ذات میں کوئی امر باعثِ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ رکھتے تھے نہ مؤلفۃ القلوب سے تھے

(574)المعجم الکبیر للطبرانی،حدیث ۵۶۴۰،داراحیاء التراث العربی،بیروت،۶/۱۰۴

(575)اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(576)مسند احمد بن حنبل،حدیث اسماء بنت ابی بکر الصدیق،حدیث ۲۷۰۲۳، دارالفکر، بیروت ، ۲۷۴/۱۰

کہ بنظرِ استحالت ارشاد ہوا نہ فتحِ مکہ کے بعد تالیفِ قلوب کا صیغہ رہا لوگ الحمد للہ دینِ خدا میں خودفوج فوج داخل ہونے لگے اور جو پیری کا لحاظ کیجئے تو ہزاروں بڈھے مسلمان ہوئے انہیں کی کیا خصوصیت تھی، پس ثابت ہوگیا کہ یہ تعظیم درحقیقت صدیقِ اکبر کی تھی نہ سیدنا ابو قحافہ کی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

وجہ ۱۳:

ارشاد فرماتے (ہیں) آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک شدت کا حکم کرتا ہے دوسرا نرمی کا اور دونوں صواب پر ہیں اور جبریل ومیکائیل کا ذکر فرمایا پھر فرمایا دو نبی ہیں ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا آمر شدت اور دونوں حق پر ہیں پھر ارشاد ہوا میرے دو یار ہیں ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا شدت کا اور دونوں راستی پر ہیں اور ابوبکر وعمر کا ذکر فرمایا الطبرانی بسند حسن عن ام سلمة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال **((ان فی السماء ملکین احدھمایامر بشدة والآخر باللین وکل مصیب وذکر جبریل ومیکائیل ونبیان احدھمایامر باللین والآخر یامر بالشدة و کل مصیب وذکر ابراھیم ونوحاولی صاحبان احدھمایامر باللین والآخر بالشدة وکل مصیب وذکر ابابکر وعمر))**(577)(578) اس سے زیادہ منزلت کیا ہوگی کہ حضور نے ان کو دو فرشتوں مقرب اور دو پیغمبر اولوالعزم سے تشبیہ دی اور جو لفظ ان کے حق میں ارشاد ہوئے ان کے لئے بھی فرمائے۔

وجہ ۱٤:

حضورِ والا کا معمول تھا کہ ہر روز صبح وشام دو بار صدیق کے گھر تشریف لے جاتے اور یہ وہ مرتبہ ہے (کہ) نہایت نہیں رکھتا النجار عن عائشة قالت **((لم اعقل**

---

(577) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(578) المعجم الکبیر للطبرانی ،الحدیث ۷۱۵،دار احیاء التراث العربی ،بیروت،۳۱٦/۲۳

ابوی قط الاوھما یدینان الدین ولم یمر علینا یوم الایأتینھا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفی النھار بکرة وعشیة))(579)(580)

وجہ ۱۵:

منزلت ان کی دربارِ رسالت میں اس درجہ اشتہار کو پہنچی تھی کہ کفار بھی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں کو پوچھتے اور جس معاملہ میں گفتگو منظور ہوتی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور معاملہ ان کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واحد جانتے چنانچہ تفصیل اس کی ان شاء اللہ فصل...... میں مذکور ہوگی۔

وجہ ۱٦:

اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو انتہا درجہ کی رحمت وشفقت کے ساتھ متصف فرمایا یہاں تک کہ فرماتا ہے ﴿**وما ارسلنک الا رحمة للعالمین**﴾(581)(582) اور فرماتا ہے ﴿**فبما رحمة من اللہ لنت لھم**﴾(583)(584) اس باعث سے حضور والا ہر قاصی ودانی سے نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آتے اور باوجود اس جلالتِ شان کے جس کا نظیر غیر متصور ہے سب سے بلطف وعنایت خطاب فرماتے مگر یہ امر غالبًا اوروں کے ساتھ بے وجہ نہ ہوتا مثلاً مخاطب نے کچھ سوال کیا اس کا جواب ارشاد ہوا یا کسی خدمت پر اسے مامور کرنا ہوا یا جس بات کا ذکر ہے اس کی ذات سے علاقۂ خاصہ رکھتی تھی یا

---

(579) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(580) صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ،باب المسجد یکون فی الطریق ،حدیث ۴۷٦،دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱/۱۸۰

(581) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(582) پ۱۷ ،سورۃالانبیاء،آیت ۱۰۷

(583) ترجمۂ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے۔

(584) پ۴،سورۃ آل عمران،آیت ۱۵۹

بنابر ہدایت ونصیحت ارشاد ہوا الی غیر ذلک من وجوہ الداعیۃ (585) بخلاف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ان سے وجہ اور بے وجہ کوئی تعلق انکا ہو یا نہ ہو خطاب فرمایا جاتا اور بات کہنے کے لئے تمام حاضرینِ خدمت سے وہی مخصوص کئے جاتے، اے عقلِ سلیم تو بتا اگر یہ نہایت قرب نہیں تو کیا ہے، بریدہ اسلمی کو جب حضور نے دیکھا ارشاد ہوا تو کون ہے؟ عرض کیا بریدہ حضور نے صدیق کی طرف التفات کر کے فرمایا اے ابوبکر ہمارا کام خنک ہوا اور بن گیا، پھر پوچھا کس قبیلہ سے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اسلم سے حضور نے صدیق سے فرمایا ہم سلامت رہے پھر فرمایا کس کی اولاد سے عرض کیا بنی سہم سے فرمایا تیرا حصہ نکل گیا۔ اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ ((لما تلقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بریدۃ الاسلمی فی سبعین راکبا من اھل المدینۃ من بنی سھم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انت قال انا بریدۃ فالتفت الی ابی بکر فقال یا ابا بکر برد امرنا وصلح ثم قال ممن انت قال من اسلم قال لابی بکر سلمنا قال ثم قال لی من بنی من قلت من بنی سھم قال خرج سھمك)) (586)(587) روزِ بدر ارشاد ہوا اللہ نے اپنی مدد اتاری اور ملائکہ نازل ہوئے مژدہ ہو اے ابوبکر میں نے جبریل کو دیکھا کہ زمین وآسمان کہ بیچ میں ایک گھوڑی کو کھینچتا ہے جب زمین پر آیا سوار ہوا پھر ایک ساعت مجھے نظر نہ آیا پھر جو میں نے دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر غبار تھا یعنی قتال کیا، عن موسی بن عقبۃ فی قصۃ بدر ((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انزل اللہ نصرہ ونزلت الملائکۃ ابشر یا ابا بکر فانی قد رأیت جبریل یقود فرسا بین السماء والا رض فلما ھبط الی الارض جلس علیھا فتغیب علی ساعۃ ثم رأیت علی شفتیہ غبارا)) (588)(589)

(585) ترجمہ: اس کے علاوہ اس پر ابھارنے والی وجوہات۔

(586) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(587) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، باب الأفراد فی الباء، بریدۃ الاسلمی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۲۳

سالِ فتح حضور نے ملاحظہ فرمایا عورتیں اپنے دوپٹوں سے اسپان جہاد کے منہ صاف کر رہی ہیں حضور ابوبکر صدیق کی طرف دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا اے ابوبکر کیسے کہا حسان بن ثابت نے ابوبکر نے ان کے وہ شعر عرض کئے جنکا خلاصہ یہ ہے میں اپنی بیٹیوں کو نہ پاؤں اگر تم اے کافرانِ مکہ ہمارے گھوڑوں کو کداء کے دونوں جانب غبار اڑاتے نہ دیکھو گا میں چاہتے شتابی کرتے اور ان کا منہ صاف کرتی ہوں عورتیں دوپٹوں سے، حضور نے فرمایا داخل ہو جہاں سے کہا حسان نے یعنی کداء سے۔ اخرج الحاکم فی المستدرک عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ((قال لما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح رای النساء ملطمن وجوہ الخیل بالخمر فتبسم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وقال یا ابابکر کیف حسان بن ثابت فانشدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ـہ

عدمت بنیتی ان لم تردھا — تثیر النقع من کنفی کداء

ینازعن الاعنۃ مسرعات — یلطمھن بالخمر النساء

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخلوا من حیث قال حسان (590)(591)

روزِ احد جب سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ...... حضور نے ابوبکر سے ارشاد فرمایا ((اوجب طلحۃ یا ابابکر)) (592) اے ابوبکر طلحہ نے جنت واجب کر لی۔ ورودِ احادیث اس بارہ میں بکثرت ہے اور منصف کے لئے اس قدر میں کفایت۔

(588) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(589) الدر المنثور، سورۃ الانفال، آیۃ ۹، دار الفکر، بیروت، ۴/ ۲۵

(590) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(591) المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب ابوبکر الصدیق، حدیث ۴۴۹۹، دار المعرفہ، بیروت، ۴/ ۱۹

(592) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب طلحۃ بن عبیداللہ، حدیث ۳۷۵۹ ، دار الفکر، بیروت، ۵/ ۴۱۲

وجہ ۱۷:

حضورِ والا صحابہ کرام کو صدیق اکبر کا ادب تعلیم فرماتے اور یہ معنی کمالِ وجاہت پر دال ہے، ''ربیعہ بن کعب کو انہوں نے ایک کلمہ مکروہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ابوبکر کو پھر نہ کہنا بلکہ ان کے حق میں دعائے مغفرت کر''(593) رواہ احمد وقد مر فی اقوال الصحابہ ،ایک بار ایک صحابی کو ان کے آگے چلتے دیکھا فرمایا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے،ابوعمر فی الاستیعاب **((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض اصحابہ وقد رأہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی ہو خیر منك))**(594)(595)

اقول: اس حدیث کو (آیۂ) کریمۂ ﴿ **یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ** ﴾(596)(597) سے ملاکر دیکھئے تو ایک عجیب لطف حاصل ہوتا ہے اور یہ صحابی سیدنا ابودرداء ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما صرح بہ فی روایۃ اخری۔(598)

وجہ ۱۸:

دونوں حضرات زمانۂ رسالت میں مرجعِ ناس تھے لوگ اپنے مرض کی چارہ جوئی ان سے کرتے اور مسائل میں فتوی لیتے اور یہ بات بے غایت وجاہت کے معقول نہیں، ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے ایک خطا ہوگئی صدیق اکبر سے حال عرض کیا، فرمایا: پردہ رکھ اور توبہ کر

(593) مسند امام احمد، ۴/۵۸ ☆ فضائل الصحابۃ، حدیث ۴۸۱، ۱/۳۳۴
(594) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔
(595) کنز العمال، کتاب الفضائل ،فضائل الشیخین ،حدیث ۳۶۱۰۷، دار الکتب العلمیہ ، بیروت ، ۱۳/ ۷
(596) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو۔
(597) پ ۲۶ ،سورۃ الحجرات، آیت ۱
(598) ترجمہ: جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی صراحت ہے۔

اور کسی سے نہ کہہ ،(599) اسی طرح ایک اور صحابی سے جنایت ہوگئی ابوبکر وعمر سے کفارہ پوچھا ،مروا سلمی نے اپنا جرم صدیق اکبر سے عرض کیا، فرمایا: سوا میرے اور کسی سے تو نہیں کہا ،عرض کیا: نہیں، فرمایا: توبہ کر اور پردہ رکھ اللہ ستاری کرے گا کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے پھر امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ،انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا''(600) وستأتی الاحادیث ان شاء اللہ تعالی فی فصل الوزارۃ۔(601)

وجہ ۱۹:

روزِ بدر میمنۂ لشکر صدیق اکبر کو عطا ہوا اور جبریل ہزار فرشتے لے کر ان کی طرف نازل ہوئے اور میسرہ مولی علی رضی اللہ عنہ کو اور میکائیل ان کی جانب عن علی کرم اللہ تعالی وجہہ قال **((نزل جبریل فی الف من الملئکۃ عن میمنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفیھا ابو بکر ونزل میکائیل عن میسرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی المیسرۃ))**(602)(603)

اقول: میمنہ اور میسرہ کا فرق اور جبریل کا میکائیل سے افضل ہونا کسے معلوم نہیں دہنی جانب اسی کو دیں گے جس کا اعزاز زیادہ ہوگا اور افضل الملٰئکۃ کو اسی کی طرف بھیجیں گے جس کا فضل غالب ہوگا۔

(599) سنن ترمذی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۲/۱۴۴
(600) تفسیر ابن کثیر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۳/۵۲۶
(601) ترجمہ: احادیث ان شاء اللہ عنقریب فصلِ وزارت میں آئیں گی۔
(نوٹ: فصل فی الوزارۃ ہمیں دستیاب نہیں ہوسکی۔)
(602) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔
(603) مسند ابی یعلی، باب مسندا بن ابی طالب، حدیث ۳۳۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۱۷۷

وجہ ۲۰:

روزِ بدر جب حضور نے مشرکین کو آتے دیکھا عرض کیا الٰہی یہ قریش ہیں کہ اپنے کبر وناز کے ساتھ آتے ہیں تیرے رسول سے لڑتے اور اس کی تکذیب کرتے اور حضور صدیق اکبر کا بازو تھامے ہوئے عرض کر رہے تھے الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں جو تو نے مجھے وعدہ دیا صدیق نے عرض کیا حضور کو مژدہ ہو قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک اللہ اپنا وعدہ جو حضور سے کیا پورا فرمائے گا عن موسی بن عقبۃ فی قصۃ بدر **((لما طلع المشرکون قال رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **اللھم ھذہ قریش جاء ت بخیلائھا وفخرھا تحارب و تکذب رسولک اللھم انی اسئلک ما وعدتنی ورسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **ممسک بعضد ابی بکر یقول اللھم انی اسئلك ما وعدتنی فقال ابو بکر ابشر فوالذی نفسی بیدہ لیجزن اللہ ما وعدك))** الحدیث[604][605]

اقول: اس منزلت پر نظر کرنا چاہئے کہ عین وقتِ پریشانی میں ابوبکر کا بازو تھام کر اپنے رب سے مناجات کرتے ہیں پھر وہ حضور والا کی تسکین وتسلی **وناھیك بہ فضلاً وشرفاً**[606]

وجہ ۲۱:

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غضب فرماتے سوا شیخین کے کسی کو مجالِ تکلم نہ ہوتی اور اگر کاشانۂ نبوت میں تشریف فرما ہوتے ان کے سوا کوئی بار نہ تھا یہی اپنے سخنانِ دل آویز میں آتشِ غضب سرد کرتے جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے عین حالتِ ناداری میں حضور والا سے نفقہ طلب کیا اور یہ امر خاطرِ اقدس پر ناگوار گذرا ابوبکر حاضرِ

(604) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(605) دلائل النبوۃ للبیہقی، باب سیاق قصۃ بدر عن مغازی موسی ابن عقبۃ، دار الکتب العلمیہ، ۳/۱۱۰

(606) ترجمہ: اور تجھے ان کا فضل وشرف کافی ہے۔

خدمت ہوئے دیکھا کہ لوگ درِ دولت پر جمع ہیں اور کسی کو اذن نہیں ملتا حالانکہ اس وقت تک حجاب نازل نہ ہوا تھا انہوں نے اذن چاہا عطا ہوا پھر امیر المؤمنین عمر آئے اور انہیں بھی اجازت ملی اخرج مسلم عن جابر بن عبد اللہ قال **((دخل ابو بکر یستاذن عن رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **فوجد الناس جلو ساً ببابہ ولم یوذن لاحد منھم قال فاذن لابی بکر فدخل ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن لہ))** الحدیث۔[607][608]

اسی واقعہ میں جب امیر المؤمنین عمر نے حضور کو نہایت غضب (میں) دیکھا کہ حضور خاموش بیٹھے ہیں انہیں کا مرتبہ تھا کہ ایسے وقت میں دعوی کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہنسائے نہ مانوں گا پھر عرض کیا یارسول اللہ ملاحظہ فرمایئے اگر بنت خارجہ یعنی میری بی بی مجھ سے نفقہ طلب کرے تو میں اس کی گردن پہ ماروں گا اس بات پر حضور کو خندہ آگیا اور فرمایا یہ عورتیں بھی جیسے تم دیکھ رہے ہو میرے گرد جمع ہیں اور نفقہ طلب کرتی ہیں پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین صدیقہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تادیب کی اور فرمایا ہرگز کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز نہ مانگنا جو حضور کے پاس نہ ہو۔ قال جابر فی الحدیث المذکور **((ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن لہ فوجد النبی** صلی اللہ علیہ وسلم **جالسا حولہ نسآء ہ واجما ساکتا قال فقال لاقولن شیئا اضحك النبی** صلی اللہ علیہ وسلم **فقال یا رسول اللہ لو رأیت بنت خارجۃ سالتنی النفقۃ فقمت الیھا فوجاء ت عنقھا فضحك رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **و قال ھن حولی کما تری تسالنی النفقۃ فقام ابو بکر الی عائشۃ یجاء عنقھا وقام عمر الی حفصۃ یجاء عنقھا کلاھما یقول تسالن رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **شیئا ابدا لیس عندہ))** الحدیث[609][610]

(607) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(608) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخییر امرأتہ الخ، حدیث ۱۴۷۷، دار المغنی، بیروت، ص ۷۸۳

پھراسی سانحہ میں جب حضور نے حجراتِ مقدسہ سے عزلت فرمائی اورایک مکانِ تنہا میں جہاں کھانے پینے کا سامان رہتا اوراسے خزانۂ مشربہ کہتے ہیں جلوہ افروز ہوئے اصحابِ کرام کے پاس برآمد ہو(نا) متروک فرمایا مسلمانوں کوخیالاتِ فاسدہ گذرے مسجدِ اقدس میں حیران پریشان جمع تھے مگرکسی کی تاب نہ تھی کہ خدمت اقدس میں حاضر ہواور کیفیتِ واقعہ استفسار کرے سوا عمر کے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں آج جان کر رہوں گا کہ کیا حال گذرا پھراس مکان کی طرف گیا جہاں حضوراقدس تشریف رکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کودیکھا آستانۂ والا میں زینہ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں میں نے کہا اے رباح میرے لئے اذن چاہ رباح نے جانب غرفہ نگاہ کی پھر مجھے دیکھا اور کچھ نہ کہا میں نے کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان ہوکہ میں حفصہ کے لئے حاضر ہواہوں خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرمائیں تو اسے قتل کردوں جب انہوں نے دیکھا کہ رباح کومجالِ استیذ ان نہیں آواز بلند کی (کہ) شاید حضور خود میری آواز سن کر بلا لیں یہاں تک کہ اذن ملا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چڑھ آؤ یہ حاضر ہوئے خزانۂ اقدس میں دیکھا مٹھی بھر جو وغیرہ ایسی ہی چیزیں پڑی ہیں اورنشانِ بوریا پہلوئے والا پر بن گئے ہیں بے اختیار نالہ کیا حضور نے تسلی فرمائی آثارِ غضب چہرۂ جلالت سے نمایاں تھے فاروق نے عرض کیا یارسول اللہ حضورکو جانبِ ازواج سے کیا فکر ہے اگرحضور نے انہیں طلاق دے دی ہے تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اوراس کے فرشتے اور جبریل ومیکائیل اورمیں اورابوبکر اور سب مسلمان، امیر المؤمنین فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے کم کوئی بات میں نے کہی ہوگی کہ اللہ سے اس کی تصدیق کی امید نہ ہوگی پس (آیۃ) کریمۂ ﴿ **فان تظاهرا عليه فان الله هو مولٰه** ﴾ الآیۃ، نازل ہوئی اور جولفظ عمر نے عرض کئے تھے قرآن نے ان پرشھادت دی پھر

(609) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(610) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخییر امرأته الخ، حدیث ۱۴۷۷، دارالمغنی، بیروت، ص ۷۸۳

انہوں نے حال پوچھا آیا حضور نے طلاق دی تھی فرمایا نہیں عرض کیا کہ لوگوں کوخبر دے دوں کہ ان کا گمان اس کے خلاف ہے فرمایا خیر اگر چاہو، پھر میں حضور سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اثرِ غضب چہرۂ پاک سے زائل ہوا اورحضور نے خندہ فرمایا کہ دندانِ انور جوتمام عالم کے دانتوں سے بہتر تھے روشن ہوئے پھر حضور میرے ساتھ اتر آئے اور میں نے دروازۂ مسجد پر بآوازِ بلند پکاردیا کہ لوگوں کا گمان غلط ہے اخرج مسلم عن عبد الله بن عباس حديثا طويلا وهذا ملتقط منه قال ((**حدثنی عمر بن الخطاب قال لما اعتزل رسول الله** صلى الله عليه وسلم **نسآءه دخلت المسجد فاذاالناس ينكتون بالحصى ويقولون طلق رسول الله** صلى الله عليه وسلم **نسآءه وذلك قبل ان يؤمرن بالحجاب فقلت لاعلمن ذلك اليوم فدخلت فاذا انا برباح غلام رسول الله** صلى الله عليه وسلم **قاعدا على اسكفة المشربة مدل رجليه على نقير من خشب وهو جزع يرقى عليه رسول الله** صلى الله عليه وسلم **وينحدر فناديته يا رباح استاذن لی عندك على رسول الله** صلى الله عليه وسلم **فنظر رباح الى الغرفة ثم نظر الی فلم يقل شيئا قلت فانی اظن ان رسول الله** صلى الله عليه وسلم **ظن انی جئت من اجل حفصة والله لئن امرنی رسول الله** صلى الله عليه وسلم **بضرب عنقها لاضربن عنقها فرفعت صوتی فاومی الی بيده ان ارقه فدخلت على رسول الله** صلى الله عليه وسلم **وهو مضطجع على حصير قد اثر فی جنبه ونظرت فی خزانة رسول الله** صلى الله عليه وسلم **فاذا انا بقبضته من شعير نحو الصاع ومثلها من قرظ فی ناحيةالغرفة واذاافيق معلق قال فابتدرت عيناى فقال ما يبكيك يا ابن الخطاب الا ترضی ان تكون لنا الآخرة ولهم الدنيا قلت بلى ودخلت عليه حين دخلت وانا اری فی وجهه الغضب فقلت يارسول الله ما يشق عليك من شان النساء فان كنت طلقتهن فان الله معك وملئكته وجبريل وميكائيل وانا وابو بكر والمؤمنون معك وقلما تكلمت ورحمه الله الا رجوت ان يكون الله يصدق قول الذی**

اقولہ ونزلت ھذہ الآیۃ ﴿ فان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصلح المؤمنین والملٰئکۃ بعد ذلک ظھیر o عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن ﴾[611][612] فقلت یارسول اللہ اطلقتھن قال لا قلت یارسول اللہ انی دخلت المسجد و المسلمون ینکتون بالحصی ویقولون طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ فانزل فاجزھم انک لم تطلقھن قال نعم ان شئت ثم لم ازل احدثہ حتی تحسّر الغضب عن وجھہ وحتی کشر وضحک وکان من احسن الناس ثغرا فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونزلت فقمت علی باب المسجد فنادیت باعلی صوتی لم یطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ))[613][614] الحدیث انتھی بالالتقاط من الاطراف وا لا وساط۔

روزِ فتح مکہ ارشاد ہوا جو عباس بن عبدالمطلب عمِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پائے قتل نہ کرے، سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلا کیا ہم اپنے باپ بیٹوں بھائی بہنوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں خدا کی قسم اگر میں اس کو پاؤں گا تلوار کو اس کا گوشت کھلاؤں گا یہ خبر حضور کو پہنچی عمر سے ارشاد فرمایا اے ابوحفص اور یہ پہلی بار حضور نے انہیں کنیت سے ندا فرمائی تھی اور کنیت لے کر پکارنا اہل عرب میں تعظیم ہے غرض فرمایا اے ابو حفص کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی امیر المؤمنین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے کہ ابوحذیفہ کی گردن ماردوں بخدا کہ وہ منافق ہو

(611) ترجمۂ کنزالایمان: تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے، اور جبریل، اور نیک ایمان والے، اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں، ان کا رب قریب ہے وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے۔
(612) پ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۵۔۴
(613) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔
(614) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی ایلاء و اعتزال الخ، حدیث ۱۴۷۹، دار المغنی ، بیروت، ص ۷۸۳

گیا ابوحذیفہ کہتے ہیں میں نے جب سے یہ کلمہ کہا ہے اپنے جی میں ڈر رہا ہوں اور ہمیشہ ڈرتا رہوں گا مگر یہ کہ شہادت اس جرم سے پاک کردے آخر روزِ یمامہ شہید ہوئے اخرج ابن اسحق عن ابن عباس ((ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصحابہ یومئذ من لقی العباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یقتلہ فانما خرج مستکرھا قال فقال ابو حذیفۃ انقتل آباء نا وابناء نا واخواننا وعشیرتنا ونترک العباس واللہ لئن لقیتہ لالحمنہ السیف قال فبلغت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لعمر بن الخطاب یا ابا حفص قال عمر واللہ انہ لاول یوم کنا نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابی حفص ایضرب وجہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسیف فقال عمر یا رسول اللہ دعنی فلاضرب عنقہ بالسیف فواللہ لقد نافق فکان ابو حذیفۃ یقول ما انا بامن من تلک الکلمۃ التی قلت یومئذ ولا ازال منھا خائفا الاان تکفرھا عن الشھادۃ فقتل یوم الیمامۃ شھیدا))[615][616]

اقول یہاں سے قیاس کرنا چاہئے منزلتِ فاروقی کو کہ حضور نے بطورِ گلہ و شکایت ابوحذیفہ کے ان سے مخاطب ہوکر یہ کلمات فرمائے۔

(آگے بیاض ہے)[617]

بالجملہ احادیث اس معنی میں کثیر ہیں اور حضرت صدیق کا اس شرف میں ممتاز ہونا محتاجِ دلیل نہیں کہ وہ تو بقول حضرت مولی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چین وآرام اور حضور کے مرجعِ کار و معتمد علیہ و محرمِ راز تھے کما فی الحدیث الجامع پھر ایسا شخص وقتِ غضب مجال تکلم نہ کرے گا تو اور کسے ہوگی لہذا اکثر احادیث ہم نے دربارۂ

(615) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔
(616) المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب ذکر مناقب ابی حذیفۃ، دار المعرفہ ، بیروت، ۲۳۹/۴
(617) اس سے آگے 5لائنوں تک بیاض ہے۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کیں۔

اقول ولاینکر علیہ بما روی الحاکم فی المستدرک عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہا((**ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا غضب لم یجتری منا احد یکلمہ غیر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ**))[618]لان ھذا فی اھل البیت خاصۃ کما یرشد قولھا رضی اللہ عنہا منا ولا شک ان امیر المؤمنین علیا کرم اللہ وجھہ کان احب اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واکرمھم علیہ واشرفھم منزلۃ لدیہ والا فمعارض بصحاح الاحادیث التی سنفنا ذکر بعض منھا واللہ اعلم۔[619]

وجہ ۲۲:

حضورِ رسالت میں کسی کی مجال نہ تھی کہ بے اجازتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قضا وافتا میں حکم دے الا ابا بکر وعمر وسیأتی بیان ذلك ان شاء اللہ تعالی فی فصل العلم۔[620]

(618)المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ،ذکر اسلام امیر المؤمنین علی، حدیث ۴۷۰۵، قدیمی کتب خانہ ،کراچی، ۳/۳۴۲

(619)ترجمہ:اس پر اس روایت کے سبب اعتراض نہیں کیا جاسکتا جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مستدرک میں امام حاکم نے روایت کی کہ''نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غضب وجلال میں ہوتے تو ہم میں سے کوئی ان سے کلام کرنے کی جرأت نہ کرتا سوائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔''اس لئے کہ یہ خاص طور پر اہل بیت کے بارے میں ہے جیسا کہ ام المؤمنین کا قول''مـنّـا''اس پر دلالت کررہا ہے۔اور اس میں کچھ شک نہیں کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب،سب سے زیادہ مکرم اور مرتبے کے اعتبار سے افضل تھے،ورنہ تو یہ صحیح احادیث کے معارض آئے گی جن میں سے بعض کو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(620)ترجمہ:سوائے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔ان شاء اللہ عنقریب فصل علم میں اس کا بیان آئے گا۔(لیکن افسوس کہ فصل فی العلم ہمیں دستیاب نہیں ہوسکی۔)

وجہ ۲۳:

اسی وجاہت کا ثمرہ ہے کہ روزِ قیامت منادی ندا کرے گا کوئی اپنا نامہ ابوبکر وعمر سے پہلے نہ اٹھائے۔اخرج المحب الطبری عن عبید بن عمیر عن عبد الرحمن بن عوف قال((**سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا کان یوم القیامۃ نادی مناد الا لا یرفعن احد من ھذہ الامۃ کتابہ قبل ابی بکر وعمر**))[621][622] ورواہ ابن عساکر فاقتصر علی ذکر الصدیق۔[623]

اقول تاخیرِ حساب نوعِ عذاب ہے اور وہ بلائے جان کاہ جس کے سبب اولین وآخرین تنگ آکر کہیں گے کاش دوزخ میں ڈال دیئے جائیں مگر حساب جلد ہوجائے اور بے شک جس قدر حساب میں دیر ہے طبیعت کو اضطراب وخوف ورجا کا پیچ وتاب بیشتر ہے اور اسی قدر دخولِ جنت کی پروانگی مؤخر ہے ابوبکر وعمر کا مرتبہ اللہ کے نزدیک اس حد کو پہنچا کہ انہیں سب سے پیشتر اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔

وجہ ۲۴:

بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوّل اس امت سے وہ شخص جو داخلِ جنت ہوگا صدیق اکبر ہیں۔اخرج ابوداؤد والحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ قال((**قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انك یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی**))[624][625]

(621)اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(622)جمع الجوامع ،حرف الھمزۃ،حدیث ۱۷۵۷۲، دارالکتب العلمیہ،بیروت، ۱/۲۴۴

(623)اس حدیث کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے اور انھوں نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر پر اقتصار کیا ہے۔

(624)اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(625)سنن ابی داود، کتاب السنۃ،باب فی الخلفاء ،حدیث ۴۶۵۲،دار احیاء التراث العربی ، بیروت، ۴/۲۸۰

وجہ ۲۵:

سب سے حساب لیں گے اور صدیق سے حساب نہیں، اخرج ابن عساکر عن ام المؤمنین عائشۃ قالت **((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس کلھم یحاسبون الا ابابکر))**[626][627]

وجہ ۲۶:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخین سے ارشاد فرماتے ہیں **((لایتأمر علیکما احد بعدی))**[628] تم پر کوئی حکومت نہ کرے گا بعد میرے، اخرجہ ابن سعد عن بطام بن اسلم[629] یہ امر جس قدر کمالِ منزلت پر دال ہے پُر ظاہر۔

وجہ ۲۷:

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے اور ابوبکر وعمر صفِ اول میں حضور کے دہنی جانب کھڑے ہوتے۔ اخرج ابوداؤد والحاکم عن ابی رمثۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **((کان ابو بکر وعمر یقومان فی الصف المقدم عن یمینہ))** الحدیث[630][631]

اقول نماز بارگاہِ بے نیاز ہے اور مقامِ مناجات وراز، اعمالِ حسنہ کے تاج، اور مسلمانوں کی معراج شیخین کا ایسی جگہ حضور کے قریب داہنی طرف کھڑے ہونا کمالِ قرب

(626) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(627) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصدیق، دارالفکر، بیروت، ۱۵۲/۳۰

(628) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ما ذکر فی ابی بکر، باب ۱۵، حدیث ۳۲۲۱۸، المجلس العلمی، بیروت، ص ۴۴

(629) ترجمہ: ابن سعد نے اسے بطام بن اسلم سے روایت کیا ہے۔

(630) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(631) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی الرجل یتطوع فی مکانہ الخ، حدیث ۱۰۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۶۷

پر دلیل ہے۔

ثم اقول صحابہ حضور کے دہنی طرف کھڑے ہونے میں جہدِ تام کرتے کہ حضور اول سلام جو پھیریں تو پہلے چہرۂ اقدس ہماری طرف ہو، شیخین کو یہ مقام عطا ہونا کہہ رہا ہے کہ وہ سب سے زیادہ اس شرف کے لائق تھے۔

اقول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

(یہاں بیاض ہے)[632]

وجہ ۲۸:

اسود بن تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کچھ اشعار حمدِ الٰہی کے حضورِ رسالت علیہ الصلوۃ والتحیۃ میں عرض کئے کہ ایک شخص بلند بالا باریک بینی والا آیا حضور نے فرمایا، خاموش رہ، جب وہ چلا گیا فرمایا پڑھ، میں نے عرض کیا یا نبی اللہ یہ کون ہے کہ جب آیا آپ نے فرمایا ٹھہر جا اور جب چلا گیا فرمایا لا ارشاد ہوا یہ عمر بن الخطاب ہے اور باطل سے کچھ تعلق نہیں رکھتا، اخرج الحاکم فی المستدرک من حدیث ابراھیم بن سعد عن الزھری عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ عن الاسود بن سریع التمیمی قال **((قدمت علی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا نبی اللہ قد قلت شعرا اثنیت فیہ علی اللہ تبارک وتعالی ومدحتک قال اماما اثنیت علی اللہ تعالی فھاتہ وما مدحتنی بہ فدعہ فجعلت انشدہ فدخل رجل طوال اقنی فقال امسک فلما خرج قال ھات فقلت من ھذا یانبی اللہ الذی اذا دخل قلت امسک واذا خرج قلت ھات قال ھذا عمر بن الخطاب ولیس من الباطل فی شیئی))**[633][634]

(632) اس سے آگے 2 لائنوں تک بیاض ہے۔

(633) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(634) المعجم الاوسط، حدیث ۵۷۹۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۲۴/۴

وجہ ۲۹:

اگر احیاناً صدیق اکبر اور کسی صحابی میں کچھ کلماتِ ملال درمیان آجاتے وہ صحابی ہر طرح ان کا ادب کرتے اور ہر بات بغیر اس کے کہ دربارِ رسالت میں ان کی وجاہت روشن وآشکارا ہو متصور نہیں، پھر اگر حضور والا کو اطلاع ہوتی تو اسی صحابی پر عتاب ہوتا اگرچہ زیادتی جانبِ صدیق سے ہوتی، سیدنا ربیعہ ابن کعب بن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ میں اور ابوبکر میں کچھ کلام ہوگیا ابوبکر نے مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا پھر نادم ہوکر مجھے بولے تم یہی مجھے کہہ لو کہ بدلہ ہوجائے میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا صدیق اکبر نے فرمایا تو مجھے کہہ لو ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کروں گا میں نے کہا میں نہیں کہتا آخر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا اے ربیعہ تیرا اور صدیق کا کیا معاملہ ہے میں نے عرض کیا مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا تھا اب چاہتے ہیں میں لوٹ کے کہوں میں نہیں کہتا فرمایا ہاں نہ کہہ ولیکن یوں کہہ کہ خدا تجھے بخش دے اے ابوبکر، رواہ احمد وقد مر فی فصل الصحابۃ۔ (635)(636)

اسی طرح فاروق اعظم کو ایک معاملہ پیش آیا، بخاری سیدنا ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال ((کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل ابو بکر آخذ بطرف ثوبہ حتی ابداعن رکبتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما صاحبکم فقد غامر فسلم وقال یا رسول اللہ انہ کان بینی وبین ابن الخطاب شیئا فاسرعت الیہ ثم ندمت فسألتہ ان یغفر لی فابی علی فقبلت الیک فقال یغفر اللہ لک یا ابا بکر ثلثا ثم ان عمر ندم فاتی منزل ابی بکر فسأل أثمّ ابو بکر فقالوا لا فاتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلم علیہ فجعل وجہ النبی صلی

(635) مسند احمد بن حنبل

(636) اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے اور تحقیق یہ روایت فصل الصحابۃ میں گزر گئی ہے۔

اللہ علیہ وسلم یتمعر حتی اشفق ابو بکر فجثی علی رکبتیہ فقال یا رسول اللہ واللہ انا کنت اظلم مرتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعثنی الیکم فقلتم کذبت فقال ابو بکر صدق وواسانی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکولی صاحبی مرتین فما اوذی بعدھا)) (637) یعنی میں دربارِ پُرانوار میں حاضر تھا کہ صدیق آئے اپنے دامن کا کنارا پکڑے ہوئے یہاں تک کہ زانو منکشف ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کیفیت ملاحظہ (کی)، ارشاد فرمایا تمہارا یار تو کہیں لڑ آیا ہے ابوبکر آداب بجا لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ میں اور عمر میں کچھ لوٹ پھیر ہوگئی میں نے تیزی کی پھر پشیمان ہوکر ان سے معافی چاہی انہوں نے نہ مانا اب میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا ہوں حضور والا نے ارشاد فرمایا خدا بخشے تجھے اے ابوبکر خدا بخشے تجھے ابوبکر خدا بخشے تجھے اے ابوبکر پھر امیر المؤمنین عمر بھی نادم ہوئے صدیق کے مکان پر گئے پوچھا وہاں ابوبکر ہیں جواب ملا نہیں وہاں سے دربارِ اقدس میں حاضر ہوکر تسلیم عرض کی انہیں دیکھ کر چہرۂ شریفہ سرورِ عالم کا رنگ بدلنے لگا یہاں تک کہ صدیق کو ڈر ہوا مبادا عمر کے حق میں کوئی کلمہ مکروہ نہ ارشاد ہوجائے پس ابوبکر اپنے دونوں زانوؤں پر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نے ہی زیادتی کی دوبار، حضور والا نے فرمایا مجھے اللہ نے تمہاری طرف بھیجا تم نے جھٹلایا اور ابوبکر نے کہا سچے ہیں اور میری غمخواری کی اپنی جان ومال سے سو کیوں تم چھوڑ دوگے میرے لئے میرے یار کو، کیوں تم میرے لئے چھوڑ دوگے میرے یار کو، ابودرداء فرماتے ہیں اس کے بعد صدیق کو کسی نے ملال نہ پہنچایا۔

اے عزیز! کیا بعد ملاحظہ ان وجوہِ باہرہ وحجج قاہرہ کے بھی شیخین کی وجاہت سب سے فائق وبرتر نہ جانے گا یا اسے باعثِ خیریت درفضیلت نہ مانے گا سخن اس فصل میں نہایت وسیع ہے اور منزلتِ شیخین احاطۂ بیان سے رفیع مگر منصف سلیم العقل کے لئے اسی

(637) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، حدیث ۳۶۶۱، دار الفکر، بیروت، ص ۸۹۵

قدر کافی ہے،

ف درپند آن مباش کہ مضمون نماندہ است
صد سال سنیوان سخن از زلف یار گفت [638]

(638) ترجمہ: اس بارے میں یہ مت گمان کرنا کہ مضمون باقی نہیں رہا بلکہ محبوب کی زلفوں کا تذکرہ کرتے کرتے صدیاں گذر گئیں (لیکن اس کے اوصاف ختم نہیں ہوئے)۔

الکلام البھی فی تشبہ الصدیق بالنبی

فصلِ سادس: ابوبکر کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت میں۔

قال الفقیر عفا اللہ عنہ غایتِ مراد و نہایتِ مرام اصحابِ کرام سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام بلکہ تمامی اہلِ اسلام صرف یہی کہ اپنے اعمالِ قلب وافعالِ جوارح وکل حرکات و سکنات میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حتی الوسع پورا پورا اتباع کریں تا (کہ) حسب استعداد ہر ایک کو اس جناب سے تشبہ حاصل اور وہ باعث قربِ الٰہی و درجات نامتناہی ہو، رضائے الٰہی **اولاً** و بالذات رسول کی طرف توجہ فرماتی ہے اور اس کی وساطت سے متبعین کو بقدر اتباع و تشبہ اس سے بہرہ ملتا ہے مدارِ نجات و رفعِ درجات یہی تشبہ ہے جس قدر اعمال و اقوال انسان کے نبی کے اقوال وافعال سے بیگانہ ہوں گے اتنا ہی بارگاہِ حق سے دور پڑے گا اور جس قدر مشابہ و یکرنگ اتنا ہی قریب و نزدیک، کفار نے مباینتِ کلیہ پیدا کی بعد تمام نے انہیں جہنم دائمی میں پہنچایا صحابہ نے مشابہتِ کاملہ حاصل کی تمام امت سے مرتبہ ان کا افضل قرار پایا یہاں تک تو کلام اپنے افعالِ اختیاریہ میں تھا اور جہاں فضلِ الٰہی خود کفالت کار فرماتا اور بندہ کو اعلیٰ درجہ کی تربیت کرنا چاہتا ہے تقدیرِ ازلی اس کے احوالِ غیر اختیاریہ کو بھی حالاتِ طیباتِ نبی کے رنگ پر ڈھال لاتی ہے۔

دوسرے جب وجہِ تخصیص کی فکر میں پڑتے ہیں جواب ملتا ہے ((ذلك فضلی اوتیه من اشاء)) [638] یعنی اگرچہ ہم حکیم ہیں جو کچھ کرتے ہیں مصالحِ نفیسہ پر مبنی ہوتا ہے یہ مشابہتیں عطا فرمانا بھی بے وجہ نہ تھا کہ ہم نے اصل خلقت میں اس کے جوہرِ نفس کو رسول سے نہایت مناسبت پر خلق فرمایا ہے تو قابل اس تخصیص کے یہی تھا مگر تمہیں ادراکِ علت کے درپے نہ ہونا چاہئے مقام عبودیت و ربوبیت اسی کا مقتضی ہے کہ ہمارے افعال کی تفتیش نہ کرواتنا سمجھ لو کہ ہم مالک مختار ہیں فضل ہمارا ہی ہے جسے چاہیں عطا فرمائیں اس وقت قدر

(638) ترجمہ: یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں میں دیتا ہوں۔

ومنزلت اس بندے کی قلوبِ سلیمہ میں اور بڑھ جاتی ہے آسمان وزمین والے اسے عظیم کہہ کر پکارتے ہیں اور سب سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بندہ خاص اور بادشاہ کا منظورِ نظر ہے اس کی شان ہم سے ورا اور رتبہ سب سے بلند وبالا ہے بعد تمہید اس مقدمۂ جلیلہ کے جو ہم غور کرتے ہیں تو اصحابِ کرام خصوصاً خلفائے عظام کی مشابہتیں تمام امت سے بیش از بیشتر پاتے ہیں جس کے ذریعے سے ہمارا یہ حکم نگاہ صحیح ہوتا ہے کہ ((خیر ھذہ الامۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وافضل الاصحاب الخلفاء الاربعۃ الراشدون))[639] اور بالقطع والیقین جیسا کہ مناطِ نجات سوا اس تشبہ کے دوسری چیز نہیں اسی طرح مدارِ فضیلت سوا زیادتِ مشابہت کے اور کچھ نہیں ہوسکتا آیا ممکن ہے کہ ایک شخص کو نبی سے مناسبت ویکرنگی بدرجۂ اتم ہو اور فضل وشرف غیر کا زائد واکمل، اب فقیر بتوفیق اللہ جل جلالہ دعوٰی کرتا ہے کہ مشابہتِ صدیق اوروں کی مشابہت پر بوجوہ رجحان رکھتی ہے۔

اولاً من حیث الکثرۃ جس قدر مشابہتیں انہیں عطا ہوئیں دوسرے کو نہ ملیں۔

ثانیاً من حیث القوۃ کہ اوروں کی مشابہتوں سے ان کی مشابہتیں قوی تر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اوصافِ نفسانیہ عالیہ میں انہیں مشابہت حاصل ہوئی کسی کو نہ ملی پس یہی دلیلِ قاطع وبرہانِ ساطع ہے ان کے افضلِ امت ہونے پر کہ اللہ سبحانہ نے عبدِ ضعیف کو اس کی تہذیب وترصیف اور اس کے وجوہ کو احادیث سے استنباط اور اس کے دعاوی پر اقامتِ حجج سے خاص فرمایا، وللہ الحمد

اقول مستعینا باللہ اگر اس دعوی پر دلیلِ اجمالی درکار ہے تو امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ کا حدیثِ طویل مذکورِ سابقہ میں یہ فرمانا ((کنتَ اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیا وسمتا ورحمۃ و فضلا))[640] کافی، یعنی اے ابوبکر آپ سب سے

(639) ترجمہ: اس امت میں سب سے بہتر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں اور سب صحابہ میں افضل چار خلفاء راشدین ہیں۔

(640) البحر الزخار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۹۲۸، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۱۳۹/۳

زیادہ مشابہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چال، ڈھال اور رحمت وفضل میں، اور جو تفصیل چاہئے تو مشابہات اس جناب گردوں قباب کی دائرۂ حد واحصا سے خارج مگر اس وقت جس قدر خاطرِ فقیر میں حضور کرتے ہیں سلک تحریر میں منتظم ہوتے ہیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔[641]

مشابہت ۱:❁

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے نفسِ صدیق کو جوھر میں نفس نفیس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت ہمرنگ فرمایا تھا وقائع شوری میں جسے اطلاعِ تام ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تمام امور میں جس طرف رائے شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلان ہوتا رائے صدیق کا بھی اسی طرف رجحان ہوتا جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس میں آتی دل صدیق میں بھی خود بخود وہی قرار پاتی گویا یہ دونوں قلب دو آئینۂ متقابل تھے کہ جو عکس اُس میں پڑے گا اِس میں بھی مرتسم ہو جائے گا اور یہ بات سوا حضرت صدیق کے دوسرے کو حاصل نہیں گلے نمونہ از چمن[642] ملاحظہ کیجئے اخرج البخاری فی قصۃ صلح الحدیبیۃ ((قال عمر بن الخطاب فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا اذا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری قلت اولیس کنت تحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف بہ قال بلی افاخبرتک انا ناتیہ العام قلت لا قال فانک اتیہ ومطوف بہ قال فاتیت ابا بکر فقلت یا ابا بکر الیس ھذا نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی

❁ قلمی نسخہ میں ''مشابہات'' کے ساتھ کوئی نمبرنگ نہیں تھی۔ سہولت کیلئے ہم نے لگا دی ہے۔

(641) ترجمہ: اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، اسی پر میرا توکل اور اسی کی طرف میری توجہ ہے۔

(642) ترجمہ: چمنستان حدیث میں سے ایک نوشگفتہ پھول۔

الدنية فی دیننا اذا قال یاایها الرجل انه رسول الله ولیس یعصی ربه وهو ناصره فاستمسك بغرزه فوالله انه علی الحق الیس کان نحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف به قال بلی افاخبرك انك تأتیه العام قلت لا قال فانك اتیه ومطوف به))[643] محصل یہ کہ جب صلح حدیبیہ قرار پائی اور مسلمانوں کا بے دخولِ مکہ وطوافِ کعبہ مدینہ طیبہ کو واپس جانا ٹھہرا شمشیرِ حق فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات سخت ناگوار گذری اور بے نیلِ مرام واپس جانے میں بسبب اپنی حرارت دینی خلقی جبلی کے گونہ کسرِ شوکت ِ اسلام سمجھی اپنے درد کے درماں جوئی کے لئے دربارِ سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کیا حضور خدا کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، عرض کیا: کہ ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں، فرمایا: کیوں نہیں، عرض کیا: تو جب یہ حال ہے تو ہم اپنے دین میں ذلت کیوں آنے دیں، ارشاد ہوا: بے شک میں خدا کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے، عرض کیا: کیا آپ ہم سے نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم خانۂ کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے، فرمایا: کیوں نہیں سو کیا میں نے تجھے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال کو پہنچیں گے؟ عرض کیا: نہ، فرمایا: تو تو کعبہ پہنچے گا اور اس کا طواف کرے گا یعنی فاروق نے عرض کیا حضور نے ہمیں یہ مژدہ دیا تھا اب ہم واپس جاتے ہیں حضور نے فرمایا خاص اس سال کا نام کب لیا تھا وعدہ بے شک سچا ہے اور جو ہم نے کہا وہ ہونے والا ہے اگرچہ اس سال نہ ہوا، غرض ان کے دل کو چین نہ آیا صدیق (کے) پاس گئے شاید ان کی رائے میری رائے کی موافقت کرے اور وہ حضور میں (عرض) کریں اور ان کی بات سنی جائے پس کہا: اے ابوبکر کیا یہ سچے نبی نہیں ہیں خدا کے، فرمایا: کیوں نہیں، (عرض کیا) کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں، فرمایا: کیوں نہیں، کہا: جب یہ حال ہے تو ہم اپنے دین میں خشت کو کیوں جگہ دیں، فرمایا: اے شخص بے شک وہ خدا کے رسول ہیں اور

(643) صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد، حدیث ۲۷۳۲۔ ۲۷۳۱، دارالفکر، بیروت، ص ۲۶۵

اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کی مدد کرنے والا ہے تو ان کی رکاب تھامے رہ کہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں، کہا: کیا ہم سے انہوں نے نہ کہا تھا کہ ہم کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے، فرمایا: کیوں نہیں سو کیا تمہیں یہ خبر دی تھی کہ اسی سال کعبہ پہنچیں گے عرض کیا: نہ، فرمایا: تو تو کعبہ پہنچے گا اور اس کا طواف کرے گا۔ عزیزا! دیکھا ہم رنگیٔ صدیق کو کہ ہر سوال کا حرفاً حرفاً بعینہ وہی جواب ان کی زبان سے نکلا جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور جب سلطانِ جوارح قلب ہے تو ہم زبانی بے یکدلی کے کب متصور

ع فضل است مر خدارا بخشد بہ بہر کہ خواہد[644]

مشابہت ۲:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول روز سے کفر و کافرین کی مجالس سے محترز و خلوت پسند عزلت خواست تھے صدیق اکبر کو بھی تمام جہان میں کسی کی صحبت پسند نہ آئی اور بحکم حدیث صحیحین ((الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وماتناکر منها اختلف))[645][646]

اٹھارہ برس کی عمر سے سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اختیار کی سفر وحضر میں ہمراہ رکاب رسالت مآب رہتے، یہاں تک کہ حضور والا مبعوث ہوئے پھر تو جن امور کو اپنی قوت فراست سے ادراک کرکے رفاقت والا اختیار کی تھی اب عین الیقین ہو گئے اس رابطۂ اتحاد نے اور ہی استحکام پایا جس کی گرہ قیامت تک نہ کھلے گی۔

(644) ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ جسے چاہے اس میں سے وافر حصہ عطا فرماتا ہے۔

(645) ترجمہ: روحیں لشکر کے لشکر ہیں، جن میں وہاں تعارف ہوا ان میں یہاں الفت ہے اور جن میں وہاں پہچان نہ ہوئی یہاں ان میں اختلاف ہوا۔

(646) صحیح البخاری، کتاب احادیث انبیاء، باب الارواح جنود مجندة، حدیث ۳۳۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۴۱۳

مشابہت ۳:

بتوں بت پرستوں سے تنفر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی طینت میں خمیر کرتے ہیں کبھی کسی نبی نے بچپن میں بھی بتوں کی تعظیم نہ کی حضور والا نے پیدا ہوتے ہی واحد ذی الجلال کو سجدہ کیا اور توحیدِ الٰہی کی علی الاعلان گواہی دی صدیق کو دیکھ کہ اس فضل سے کیسا بہرۂ وافی پایا اور صغرِ سن میں بتوں کی عاجزی اور محض بے دست و پائی سے ان کی عدمِ الوہیت پر استدلال اور بت شکنی کر کے شانِ ابراہیمی کا خلف دکھایا، ایک بار مہاجرین وانصار دربارِ دربار سید الابرار علیہ الصلوۃ والسلام میں حاضر تھے کہ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی زندگی کی قسم میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھاتے ہیں کہ میں نے کسی بت کو سجدہ نہ کیا حالانکہ اس قدر (عمر) آپکی جاہلیت میں گذری صدیق اکبر نے فرمایا ابوقحافہ[647] میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بت خانہ میں لے گئے اور مجھ سے کہا یہ تیرے بلند و بالا خدا ہیں انہیں سجدہ کر اور چھوڑ کر چلے گئے، میں صنم (کے) پاس گیا اور اس سے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، اس نے کچھ جواب نہ دیا، پھر کہا میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، اس نے کچھ جواب نہ دیا تو میں نے ایک سل اٹھائی اور اس سے کہا تیرے یہ سل مارتا ہوں اگر تو خدا ہے آپ کو بچالے، اس نے کچھ نہ کہا جب تو میں نے وہ پتھر اس پر ڈال دیا کہ منہ کے بل گر پڑا اور میرے باپ آئے کہا اے بیٹے! یہ کیا کیا، میں نے کہا وہی جو تم دیکھتے ہو، بس وہ مجھے میری ماں (کے) پاس لے گئے اور ان سے حال بیان کیا، ماں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو کہ اس کے بارہ میں خدا نے مجھ سے سرگوشی فرمائی، میں نے کہا اے میری ماں وہ کیا سرگوشی تھی، کہا جس رات مجھے دردِ زہ تھا میرے پاس کوئی نہ تھا کہ ایک ہاتف کو میں نے پکارتے سنا اے خدا کی سچی لونڈی تجھے آزاد بچے کا مژدہ ہو نام اس کا آسمان میں صدیق ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے۔

(647) یعنی صدیق اکبر کے والد یا پھر عثمان نام صحابی ہیں روزِ فتح مکہ مسلمان ہوئے ۔۱۲

حدیث میں ہے جب صدیق اکبر اپنا یہ قصہ بیان کر چکے، جبریل امین نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابوبکر سچ کہتے ہیں تین بار صدیق کی تصدیق کی ،فقد ذکر الامام احمد بن محمد الخطیب القسطلانی فی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری قال نقل ابن ظفر فی انباء نجباء الانبیاء ان القاضی ابا حسین احمد بن محمد الزبیدی روی باسناده فی کتابه المسمی معالی الفرش الی عوالی العرش **((ان اباهريرة** رضی الله تعالیٰ عنه **قال اجمع المهاجرون والانصار عند رسول الله** صلی الله علیه وسلم **فقال ابو بكر** رضی الله عنه **وعيشك يا رسول الله انی لم اسجد لصنم قط فغضب عمر بن الخطاب** رضی الله عنه **وقال تقول وعيشك رسول الله** صلی الله علیه وسلم **انی لم اسجد لصنم قط وقد كنت فی الجاهلية كذ اوكذا.......الخ))**[648][649]

وقال تعالی **﴿وما ارسلنک الا رحمة اللعالمين o﴾**[650] و قال تعالی **﴿ بالمومنين رؤف رحيم o﴾**[651] **ابوبکر صدیق ارحم امت ہیں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت مرحومہ پر کوئی ایسا مہربان نہیں** قال صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث المشهور **((ارحم امتی بامتی ابو بكر))**[652][653] **وفی لفظ ارأف امتی اور رافت رحمت سے زیادہ ہے۔**

(648) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔
(649) مرقاۃ المفاتیح ،کتاب المناقب ،باب مناقب ابی بکر ،مکتبہ رشیدیہ ،کوئٹہ، ۱۲/ ۱۷۸
(650) پ۱۷ ،سورۃالانبیاء، آیت ۱۰۷
(651) پ۱۰ ،سورۃالتوبۃ، آیت ۱۲۸
(652) ترجمہ: سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ مشہور میں فرمایا میری امت میں سے میری امت پر سب سے بڑا مہربان ابوبکر ہے۔
(653) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث ۳۸۱۵، ۱۲۰، دار الفکر، بیروت، ۵/۴۳۵

مشابہت ٤ :

اللہ جل جلالہ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جامعِ فضائل کیا کوئی خوبی وکمال اگلے انبیا کو نہ ملا کہ اس کی مثل یا اس سے امثل حضور کو عطا نہ ہوا قال القاضی فی الشفا وقسطلانی فی مواھب و غیرھما فی غیرھما [654] اسی طرح صدیق اکبر کو جامع خیر کیا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں جب خدا بندے سے ارادہ بھلائی کا فرماتا ہے ان میں سے ایک عطا کرتا ہے کہ وہ اسے جنت میں لے جاتی ہے، صدیق نے عرض کیا: یارسول اللہ ان میں سے مجھ میں بھی کوئی خصلت ہے، ارشاد ہوا: شادمانی تیرے لئے اے ابوبکر کہ تو ان سب کا جامع ہے [655]

(آگے بیاض ہے) [656]

ایک بار ارشاد فرمایا: نمازی جنت کے بابِ نماز سے بلائے جائیں گے اور مجاہد بابِ جہاد اور اہل زکوۃ بابِ زکوۃ اور روزہ دار بابِ صیام باب ریان سے۔ صدیق نے عرض کیا: یارسول اللہ سب دروازوں سے بلائے جانے کی کوئی ضرورت تو نہیں یعنی مقصود کہ دخولِ جنت ہے ایک ہی دروازے سے حاصل ہے پس یارسول اللہ کوئی ایسا بھی ہے جو ان سب سے پکارا جائے؟ ارشاد ہوا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں ہو اے ابوبکر۔ اخرج البخاری فی صحیحه من حدیث الزهری قال اخرج حمید بن عبد الرحمن بن عوف ان اباهريرة قال ((**سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من انفق زوجين من شئ من الاشياء دعى من ابواب يعنى الجنة يا عبد الله هذه خيرا فمن كان من اهل الصلوة دعى من باب الصلوة ومن كان من اهل**

❀ ❀ ❀

(654) ترجمہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفا میں اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مواہب میں اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کو ذکر کیا۔

(655) تاریخ مدینه دمشق لابن عساکر، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۰۳/۳۰

(656) اس سے آگے 3 لائنوں سے کچھ زائد تک بیاض ہے۔

الجهاد دعى من باب الجهاد ومن كان من اهل الصدقة دعى من باب الصدقة ومن كان من اهل الصيام دعى من باب الصيام وبا ب الريان، فقال ابوبكر ما على هذا الذى يدعى من تلك الابواب من ضرورة وقال هل يدعى منها كلها احد يا رسول الله، قال نعم وارجوان تكون منهم يا ابابكر)) [657][658] علماء فرماتے ہیں: جو کسی قسم کی عبادت بکثرت کرے گا کہ اس سے ایک خصوصیتِ خاصہ اسے حاصل ہوگی جس کے سبب سے اسے بالتخصیص اسی عبادت کی طرف اضافت کریں اور اس کا اہل کہیں وہ خاص اس دروازے سے ندا کیا جائے گا جو اس کے مناسب ہو اور جو تمام عبادات کا جامع ہو اور تمام اعمال اس کے درجۂ نہایت میں واقع ہوں کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے سکیں وہ ازراہِ تشریف وتکریم سب دروازوں سے بلایا جائے گا اگرچہ دخول ایک ہی دروازہ سے ہوگا اور رجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب ہے جس امر میں فرمائیں مجھے امید ہے کہ ایسا ہو لاجرم ویسا ہی ہوگا پس بالیقین ثابت ہوگیا کہ یہ جامعیت صدیق اکبر کو حاصل ہے۔ وھو المقصود۔ [659]

مشابہت ٥ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم عطا فرمائے گئے تھوڑے لفظوں میں اتنا مضمون ارشاد فرماتے جس کے شرح وبسط میں کتابیں تصنیف ہوسکیں، من ذلك قوله صلى الله عليه وسلم ((**انما الاعمال بالنيات**)) [660][661] وقوله صلى الله عليه وسلم ((**اسلم**

❀ ❀ ❀

(657) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(658) صحیح بخاری کتاب المناقب، باب قول النبی لو کنت متخذا، حدیث ۳۶۶۲، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۵۲۰/۲

(659) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، حدیث ۱۸۹۷، دار الفکر بیروت، ص ۴۴۹

(660) ترجمہ: انہیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ اعمال صرف نیتوں کے ساتھ ہیں۔

تسلم))(662)(663)☆وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم((الخراج بالضمان))(664)(665)☆[1] الی غیر ذلک ۔

ابوبکر صدیق پر بھی اس کا پرتو ٹھہرا اور فصل خطاب وحسن کلام میں پایۂ رفیع عطا ہوا یہاں تک کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حدیثِ طویل میں فرماتے ہیں ((کنتَ امثلھم کلاما و اصوبھم منطقا واطولھم صمتا وابلغھم قولا ای ابو بکر))(666) آپ کا کلام سب سے بہتر تھا اور گفتار سب سے زیادہ درست اور طول خاموشی اور بلاغتِ کلام میں آپ کا مثل کوئی نہ تھا۔

اسی طرح امیر المؤمنین فاروقِ اعظم یا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں ابلغ الناس کہا اور امیر المؤمنین عمر نے سقیفۂ بنی ساعدہ میں لوگوں کے اجتماع اور انصار کے دعویٰ خلافت کے قصہ میں فرمایا میں نے فکر کرکے ایک کلام اپنے جی میں بنا رکھا تھا کہ انصار سے

☆قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلم تسلم ، اخرجہ الشیخان۔ منہ

☆[1]قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ((الخراج بالضمان)) ،اخرجہ احمد وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان عن صدیقۃ عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا وصححہ الترمذی و ابن حبان و الحاکم وابن القطان والمنذری والمدینی والزرکشی ۱۲ منہ

(661) صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی ،باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، حدیث ۱ ،دار الفکر ، بیروت،ص۱۷

(662) ترجمہ: اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔

(663) صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی ،حدیث۷،دارالفکر،بیروت،ص۲۰

(664) ترجمہ: اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ نفع اس کے لئے جس پر ضمان ہو۔

(4665) سنن ابی داود، کتاب البیوع،باب فی من اشتری عبدا فاستعملہ ثم وجدبہ عیبا،حدیث ۳۵۰۸ ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص۵۵۸

(666) البحر الزخار بمسند البزار، مسند علی بن ابی طالب ،حدیث ۸۳۴،۳/ ۱۳۱

یوں یوں کہوں گا اور مجھے خوف تھا شاید ابوبکر ایسا نہ کرسکیں مگر جب ابوبکر نے کلام کیا میری مہیا کی ہوئی باتوں میں سے ایک کلمہ نہ چھوڑا کہ اس کے مثل اور اس سے افضل فی البدیہہ نہ فرمادیا۔ اخرج البخاری من حدیث عروۃ بن الزبیر عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا فی حدیث طویل قال ((واجتمعت الانصار الی سعد بن عبادۃ فی سقیفۃ بن ساعدۃ فقالوا منا امیر ومنکم امیر فذھب الیھم ابو بکر الصدیق وعمر بن الخطاب وابو عبیدۃ بن الجراح فذھب یتکلم فاسکتہ ابو بکر وکان عمر یقول واللہ ما اردت بذلک الاانی قد ھیأت کلاما قد اعجبنی خشیت ان لا یبلغہ ابوبکر ثم تکلم ابو بکر فتکلم ابلغ الناس))(667)

ومن حدیث ابن عباس عن عمر فی حدیث ذکرہ بطولہ((قال عمر اردت ان اتکلم وکنت زورت مقالۃ اعجبتنی ارید ان اقدمھا بین یدی ابی بکروکنت اداری منہ بعض الحدیث فلما اردت ان اتکلم قال ابوبکر علی رسلک فکرھت ان اعتضبہ فتکلم ابو بکر فکان ھو احلم منی واو قر واللہ ما ترک من کلمۃ اعجبتنی فی تزویری الا قال فی بدیھتہ مثلھا او افضل منھا))(668)(669)

ابوذویب شاعر ہذیلی سے اسی واقعہ میں منقول ہے تکلمت الاخبار فاطالو الخطاب واکثر و ا الصواب فتکلم ابو بکر فللہ درہ من رجل لا یطیل الکلام ویعلم مواضع فصل الخطاب واللہ لقد تکلم بکلام لا یسمعہ سامع

(667) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا ، حدیث ۳۶۶۸ ، دارالکتب العلمیہ،بیروت،۲/ ۵۲۱

(668) ان دونوں احادیث کا ترجمہ ومفہوم ان سے پہلے موجود ہے۔

(669) صحیح البخاری ، کتاب الحدود،باب الرجم حبلی من الزنا، حدیث ۶۸۳۰ ،دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۴/ ۳۴۳

الا انقاد له وما لا اليه، یعنی انصار نے کلام وخطاب میں تطویل کی اور بہت ٹھیک کہا اور ابو بکر نے کلام کیا سو خدا کے لئے ہی ان کی خوبی ہے ایسے مرد ہیں کہ دراز نہیں کرتے کلام کو اور جانتے ہیں فصلِ خطاب کے مقامات کو خدا کی قسم ایسی باتیں کیں کہ جو سننے والا سنے دل سے قبول کرے اور ان کی طرف جھک جائے۔

مشابہت ٦:

جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر غارِ حرا شریف میں آیتیں اقرأ شریف کی نازل اور حضور کو فضیلتِ رسالت حاصل ہوئی صدمۂ فشارِ جبریل و ہیبتِ کلامِ جلیل سے دلِ نازک ہلتا تھا اور حضور کو پروازِ روح کا خوف ہوا حضرت جناب ام المؤمنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا نے بطریق تسمیہ عرض کیا: خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا کہ آپ ذوی القرب کی خبرگیری فرماتے ہیں اور بات سچ کہتے ہیں اور امانت ادا کرتے ہیں اور عاجزوں کا بار اٹھاتے ہیں نایاب نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان داری کرتے ہیں اور حق حادثوں میں مدد فرماتے ہیں فقد اخرج البخاری ومسلم فی صحيحيهما حديث بدء الوحی بطوله عن عائشة رضی الله تعالى عنها فيه **((فجاء الملك فقال اقراء فقال ماانا بقارئ))**(670)(671)

---

(670)اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(671)صحیح بخاری، باب بدء الوحی، حدیث ٣، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ١/٧

ماخذ و مراجع

نمبرشمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
	القرآن العظیم	کلام الٰہی	
	النکت والعیون (تفسیر الماوردی)	ابوالحسن علی بن محمد بن محمد حبیب البصری (م٤٥٠ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	ازالۃ الخفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م١١٧٦ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
	الارکان الاربع	مولانا عبدالعلی بحرالعلوم (م١٢٢٥ھ)	اسلامیہ، کوئٹہ
	الاشباہ والنظائر	شیخ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم (م٩٧٠ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	اشعۃ اللمعات	شاہ عبدالحق محدث دہلوی (م١٠٥٢ھ)	رشیدیہ، کوئٹہ
	اعلام الہدی عقیدہ ارباب التقی		
	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابوعمر یوسف بن عبداللہ النمری القرطبی (م٤٦٢ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی (م١٠٥٢ھ)	فاروق اکیڈمی خیرپور
	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار (م٢٩٢ھ)	مکتبۃ العلوم والحکم، مدینۃ المنورہ
	البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والآثار فی الشرح الکبیر	ابن الملقن سراج الدین ابوحفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری (م٨٠٤ھ)	المکتبۃ السعودیۃ العربیۃ، ریاض
	البحر الرائق	شیخ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم (م٩٧٠ھ)	رشیدیہ، کوئٹہ
	بستان العارفین	فقیہ ابواللیث نصر بن محمد السمرقندی (م٣٧٢ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	بہجۃ الاسرار	یوسف بن جریر لخمی شطنوفی (م٧١٣ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	تفسیر ابن کثیر	حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر (م٧٧٤ھ)	رشیدیہ، کوئٹہ
	تفسیر القرطبی	ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (م٦٧١ھ)	رشیدیہ، کوئٹہ
	تحفہ اثناء عشریہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م١٢٣٩ھ)	کتب خانہ اشاعت اسلام، دہلی
	تمہید ابوشکور	ابوشکور سالمی (معاصر داتا علی ہجویری)	فرید بک سٹال لاہور
	تکمیل الایمان	شاہ عبدالحق محدث دہلوی (م١٠٥٢ھ)	عبدالرحیم اکیڈمی کراچی
	تحقیق المقام شرح کفایۃ العوام		
	ترجمۂ عوارف		
	تاریخ مدینۂ دمشق	علی بن الحسن الدمشقی بابن عساکر (م٥٧١ھ)	داراحیاء التراث العربی، بیروت

	تاریخ بغداد	ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (م۴۶۳ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	تاریخ الاسلام	حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذھبی (م۷۴۸ھ)	دارالکتاب العربی، بیروت
	تاریخ الخلفاء	جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ)	قدیمی کتب خانہ، کراچی
	جامع صحیح بخاری	امام محمد بن اسمٰعیل البخاری (م۲۵۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	جامع صحیح مسلم	مسلم بن حجّاج القشیری (م۲۶۱ھ)	دارالمغنی بیروت
	جامع الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (م۲۷۹ھ)	دارالفکر، بیروت
	الجامع الکبیر	ابی الحسن عبیداللہ بن حسین الکرخی (م۳۴۰ھ)	
	جمع الجوامع فی الحدیث	جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	حلیۃ الاولیاء	ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی (م۴۳۰ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	خلاصۃ الفتاوٰی	طاہر بن احمد عبدالرشید البخاری (م۵۴۲ھ)	رشیدیہ، کوئٹہ
	الخصائص الکبریٰ	جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ)	حقانیہ پشاور
	الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور	جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ)	داراحیاء التراث العربی، بیروت
	دلائل النبوۃ	ابوبکر بن احمد بن حسین بیہقی (م۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	ردالمحتار (فتاوی شامی)	محمد امین ابن عابدین الشامی (م۱۲۵۲ھ)	دارالمعرفۃ، بیروت
	الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ	ابوجعفر احمد بن احمد الشہیر بالمحب الطبری المکی (م۶۹۴ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	الزواجر عن اقتراف الکبائر	شہاب الدین احمد بن محمد ابن حجر المکی (م۹۷۴ھ)	دارالفکر، بیروت
	سنن ابن ماجۃ	ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ (م۲۷۳ھ)	قدیمی کتب خانہ، کراچی
	سنن ابی داوٗد	ابوداوٗد سلیمان بن اشعث (م۲۷۵ھ)	داراحیاء التراث العربی، بیروت
	سنن نسائی	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (م۳۰۳ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	سیرت ابن ہشام	ابومحمد عبدالملک بن ہشام (م۲۱۳ھ)	دارالمعرفۃ، بیروت
	سیرتِ حلبیہ	علی بن برہان الدین حلبی (م۱۰۴۴ھ)	دارالمعرفۃ، بیروت
	شرح مسند امام اعظم	علی بن سلطان محمد القاری (م۱۰۱۴ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	شرح المسلم للنووی	شیخ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (م۶۷۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	شعب الایمان	ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی (م۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	شرح عقائد النسفی	سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (م۷۹۲ھ)	مکتبۃ المدینہ، کراچی
	شرح المقاصد	سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (م۷۹۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت

	شرح المواقف	سیدشریف علی بن محمد الجرجانی (م۸۱۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	شرح فقہ اکبر	علی بن سلطان محمد القاری (م۱۰۱۴ھ)	قدیمی کتب خانہ، کراچی
	شرح قصیدہ بدء المعالی		
	صحیح ابن حبان	محمد بن حبان (م۳۵۴ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	الصواعق المحرقۃ	شہاب الدین احمد بن حجر المکی (م۹۷۳ھ)	مجیدیہ، ملتان
	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد الزہری (م۲۳۰ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	عقائد بزدوی		
	غنیۃ المستملی	محمد ابراہیم بن محمد الحلبی (م۹۵۶ھ)	نعمانیہ، کوئٹہ
	غنیۃ الطالبین	محی الدین عبدالقادر جیلانی المعروف بغوث اعظم (م۵۶۱ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	فتح القدیر	کمال الدین محمد بن عبدالواحد باابن الہمام (م۸۶۱ھ)	رشیدیہ، کوئٹہ
	فیض القدیر شرح الجامع الصغیر	عبدالرؤف المناوی (م۱۰۳۱ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	قصیدہ بدء المعالی	علامہ سراج الدین ابوالحسن علی بن عثمان اوشی (م۵۶۹ھ)	حقیقت کتابوی، استنبول
	کنزالعمال	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین (م۹۷۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	کتاب البعث والنشور	عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا (م۲۸۱ھ)	دارالفکر، بیروت
	الکامل فی ضعفاء الرجال	امام عبداللہ بن عدی الجرجانی (م۳۶۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	کفایۃ العوام		
	مجمع بحار الانوار	محمد طاہر الصدیقی (م۹۸۱ھ)	مکتبہ دارالایمان، مدینہ منوّرہ
	مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر	عبدالرحمٰن بن محمد بن سلیمان داماد آفندی شیخی زادہ (م۱۰۷۸ھ)	غفاریہ، کوئٹہ
	المختارۃ فی الحدیث	ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی (م۶۴۳ھ)	تحفۃ الحدیثیہ، مدینۃ المنورہ
	مرقات شرح مشکوٰۃ	علی بن سلطان ملّا علی قاری (م۱۰۱۴ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	المستدرک للحاکم	ابوعبداللہ الحاکم (م۴۰۵ھ)	دارالمعرفۃ، بیروت
	مسند ابی یعلیٰ	احمد بن علی الموصلی (م۳۰۷ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	مسند الامام احمد بن حنبل	امام احمد بن محمد بن حنبل (م۲۴۱ھ)	دارالفکر، بیروت
	مصنّف ابن ابی شیبۃ	ابوبکر عبداللہ بن محمد احمد النسفی (م۲۳۵ھ)	دارالفکر، بیروت
	معرفۃ الصحابۃ	ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی (م۴۳۰ھ)	دارالمعرفۃ، بیروت
	المعجم الاوسط	سلیمان بن احمد الطبرانی (م۳۶۰ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت

	کتاب	مصنف	ناشر
	المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد الطبرانی (م۳۶۰ھ)	داراحیاء التراث العربی، بیروت
	مشکوٰۃ المصابیح	شیخ ولی الدین العراقی (م۷۴۲ھ)	دارالفکر، بیروت
	معالم التنزیل تفسیر البغوی	ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی (م۵۱۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	المواہب اللدنیہ	احمد بن محمد القسطلانی (م۹۲۳ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
	منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر	علی بن سلطان محمد القاری (م۱۰۱۴ھ)	کراچی
	مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات	محمد مہدی بن احمد الفاسی القصوی المالکی (م۱۱۰۹ھ)	مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد
	نور الانوار	احمد بن ابوسعید المعروف بملا جیون (م۱۱۳۰ھ)	رحمانیہ، لاہور
	ہشت بہشت		پروگریسو بکس، لاہور

ادارے کی دیگر قابلِ مطالعہ کتب

نام کتاب	مصنف	قیمت
احکامِ عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	40
احکام داڑھی مع وجوبِ داڑھی پر دلائل	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	40
احکامِ لقمہ	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	40
احکامِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع افعالِ میلاد کا ثبوت	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	60
حکومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	60
تلخیص فتاویٰ رضویہ جلد 5	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	200
تلخیص فتاویٰ رضویہ جلد 6	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	220
تلخیص فتاویٰ رضویہ جلد 7	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	220
تلخیص فتاویٰ رضویہ جلد 8	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	240
موبائل فون	مولانا محمد اظہر عطاری	80
مزار اور مندر میں فرق	مولانا محمد انس عطاری	60
الهداية المباركه فی خلق الملائكة تحقیق وتخریج وتحشیہ مع ترجمہ عربی عبارات	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان مولانا محمد مزمل رضا قادری عطاری	40